کرنے والیون کے آنے سے ترک نہین کیجاتی ہے۔
فردالاولیا فرماتے ہین کہ اول تو دعوت کے سنت ہونے مین علمار کو اختلاف ہے۔ کوئی مباح کہتا ہے کوئی مستحب ہونے کا قائل ہے۔ کوئی سنت غیر موکدہ مانتا ہے اسلیے تارک گنہگار نہین کہاجاتا کسی کے خیال مین سنت موکدہ ہے۔ غرض اس بارہ مین علمار کو مختلف خیالات ہین پس ممنوعات کے ساتھ ایسے مختلف فیہ امر کے کرنیکی اجازت بہت ہی قابل غور ہے اور صلوۃ جنازہ پر دعوت کا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ صلوۃ جنازہ بالاتفاق فرض ہے۔ جو دیگر فرائض کیطرح کسی بدعت کے سبب ترک نہین کیجاتی۔ اور ادائے فرض کی اسقدر تاکید ہے کہ کسی وقت کی فرض نماز میں تنگی وقت کی شکایت کافی نہین ہوتی صرف فرض ہی ادا کرلینے کا حکم دیا جاتا ہے۔ بخلاف ان سنتون کے کہ نہ یہ فرض کے برابر موکد ہین اور نہ کسی ممنوع کے ساتھ انکی ادا کی اجازت بلکہ اہم مجبوریون مین اکثر ترک بھی کیجاتی ہین۔
اور یہ مسلم ہے کہ ممنوعات شرعی سے بچنا فرض ہے اور دعوت کا مسنون ہونا امر مختلف فیہ ہے اور فرض چھوڑکر مختلف فیہ امر کا اختیار کرنا شریعت سے ثابت نہین۔ ممنوعات کا حکم مقتدا اور غیر مقتدا دونون کے حق مین یکسان ہے اسلیے ان دلائل پر نظر ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر مقتدا کو غنا کی شرکت کی اجازت جائز ہونے کے سبب دیگئی ورنہ مقتدا یا پیشوائے قوم کو بچنے کا حکم کسی شرعی مصلحت سے ہے۔ فثبت المطلوب وحصحص الحق۔ میرا مدعا ثابت ہوگیا۔
معترض کہتا ہے کہ غنا اسلیے حرام ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ نے اسکے عدم جواز کے متعلق کسی کے جواب مین "ابتلیت بھذا مرۃ فصبرت" فرمایا ہے۔ یعنی ایکبار مین غنا مین مبتلا ہوا مگر مین نے صبر کیا (یعنی سن لیا) امام صاحب نے "ابتلیت" فرمایا کوئی دوسرا لفظ نہ فرمایا اور لفظ ابتلا کا استعمال محرمات و ممنوعات کے سوا مباحات مین نہین ہوتا۔ چونکہ غنا حرام تھا اسلیے امام اعظم رحمۃ اللہ نے اسکے مقابلہ مین ابتلیت فرمایا۔ اور اسی لفظ سے ہر لہو ولعب کی حرمت کو قیاس کرلینا چاہیے۔
فردالاولیا فرماتے ہین کہ یہ کلیہ غلط ہے۔ ابتلا کا استعمال مباحات مین بکثرت ہوتا ہے۔ جیسا میرے دعوی کے ثبوت مین خدا کا پاک قول اذ ابتلی ابراھیم ربہ اور حدیث شریف اذا ابتلیتم ببلیتین اور خود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا قول ابتلیت بالقضاء فاعرضت موجود ہے جیسا کہ اسی قول کو امام [illegible] نے [illegible] کیا ہے۔
ان اقوال سے ابتلا کا انحصار محرمات و ممنوعات پر باطل ہوا اور معلوم ہوا کہ مباحات مین بھی بکثرت اسکا

استعمال ہو۔ پس امام صاحب کے اس قول کا مطلب یہ ہوا کہ میں غنا سے پرہیز کرتا تھا اور نہیں سنتا تھا مگر ایک بار مجبوری جب میں غنا کے جلسہ میں جا پڑا تو اسلیے سُن لیا چونکہ مباح تھا۔ اگر مباح یا جائز نہوتا تو امام صاحب کا ورع و تقوے کب اسکو جائز رکھ سکتا تھا کہ باوجود اختیار تام و قدرت کے دیدہ و دانستہ ممنوعات کی شرکت کرتے اور فسّاق و فجّار کی ناپسندیدہ صحبت پر صبر کرتے۔

بالفرض اگر "ابتلا" کا مطلقاً استعمال ممنوعات ہی کی نسبت مان لیا جائے تو قضا بھی حرام ہونا چاہیے حالانکہ قضا کے جواز بلکہ اہم امور شرع ہونے پر ایک عالم کو اتفاق ہے۔ اور اگلے بڑے بڑے فقہا محکمۂ قضا پر مامور و ممتاز ہوئے ہیں (خود امام صاحب رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ مدتوں قاضی رہے ہیں) امام صاحب رحمہ اللہ کے انکار کے بعد قاضی شریح بھی (جو اپنے ورع و تقویٰ و تفقہ میں یگانۂ روزگار تھے بلکہ لوگ انھیں امام اعظم رحمہ اللہ سے بڑھکر سمجھتے ہیں کوئی تابعی کہتا ہے کوئی انکی نسبت صحابی ہونے کا مقر ہے) منصب قضا کو قبول کر کے مدتوں اس عہدہ پر ممتاز رہے۔

اور اگر لفظ "عرضت" پر نظر ڈالی جاوے تو اعراض بدرجہا حرمت و عدم جواز کا سبب واقع ہو سکتا ہے بخلاف صبرت کے کہ اس لفظ سے رضا کا صریح پتا چلتا ہے۔

معترض کہتا ہے کہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ممنوعات پر صبر اقامت سُنت کی غرض سے جائز ہے اسلیے امام صاحب نے صبر کیا اور ٹھہر رہے لیکن دل سے متنکرہ تھے اور سُننے کی طرف مشغول نہ تھے نہ اُس سے انکو کسی قسم کی لذت حاصل ہوئی۔

فرید الاولیاء فرماتے ہیں کہ اقامت سُنت کی غرض سے ممنوعات پر صبر کرنے کے متعلق جسقدر مجھے کہنا تھا اور کہدیا۔ رہی اعراض قلب کے ساتھ بہ نیت خیر حرام مجالس کی شرکت یہ بھی قرآن شریف آیۂ کریمہ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ سے ممنوع ہے ورنہ صلحا کے لیے فاسقوں کی مجالس کی شرکت اور انکے ساتھ صحبت بہ نیت خیر بلا تکلف جائز ہو جاتی بہر تقدیر جواز کے سوا حرمت کا تو احتمال ہی نہیں ہوتا۔

ہاں یہ مان سکتا ہوں کہ امام صاحب کا یہ قول ابتلیت اس خیال سے ہوگا کہ عوام بجائے خدا کی یاد کے اور اسکی محبت حاصل کرنے کے اغوائے نفس سے لہو و لعب میں مشغول ہو جائینگے اور اپنے فعل کی حجت پیشواؤں کے فعل سے پکڑینگے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ در اصل غنا سے مقتداؤں کا مقصود کیا ہوتا ہے

اور وہ کن اہم امور کو اسمین مد نظر رکھکر سُنتے ہین ۔
اسی کے قریب قریب شارح مفصل نے بھی امام صاحب کے اس قول ابتلیت بھذا مرة فصبرت کی شرح مین لکھا ہی سمجھو اور غور کرو۔
اس مُبرہن تحریر سے میرا انصاف پسند ناظرین کو اچھی طرح فرد الاولیاء کے زور قابلیت کا پتا چلگیا ہوگا حقیقت یہ ہی کہ یہ کچھ فرد الاولیاء ہی کی قابلیت تھی جسنے معترض کے انھین لفظون سے جواز سماع ثابت کر دکھایا ۔
اسی مضمون مین فرد الاولیاء کی ایک فارسی تحریر بھی موجود ہی جسمین بکثرت فقہاء و محدثین کا سماع اور مزامیر سُننا اور ائمہ مجتہدین سے بہتون کا سماع مین شریک ہوکر وجد کرنا صحیح روایتون سے ثابت کیا ہی ازانجملہ امام شافعی و مالک رحمہما اللہ تعالی کے وجد و رقص تک کا ثبوت مستند روایتون سے دیا ہے۔ مگر اُسکے ساتھ قول فیصل یہ لکھدیا ہی کہ اگر کوئی علی الاطلاق حرمت سماع و مزامیر کا مدعی ہو تو وہ ان روایتون کے مقابل مین قابل سماعت نہین کیونکہ متعدد حدیثین اس بارہ مین آئی ہین جو خود جواز سماع کی کھلی دلیلین ہین ۔ انکے علاوہ فقہا و محدثین کا سُننا ثابت ہی اور یہ امر مسلم ہے کہ فقہا یا محدثین محرمات و ممنوعات کا ارتکاب نہین کر سکتے ۔ ہان مزامیر کا مختلف فیہ ہونا مانتا ہون ۔ اسلیے اس مسئلہ مین کد و تشدد بیجا ہی بہتر ہو کہ سُننے والا منع نکیا جائے اور محترز کو سُننے پر جبر نہ دیا جائے۔
یہ تحریر کسی مستفتی کے جواب مین لکھی گئی تھی اور اُسکے ساتھ دو مضامین اور غیر ایک حُرمت متعہ اور دوسرا امامت ائمہ اثناعشری کی تحقیق مین بھی ملحق تھی (جو آگے انشاء اللہ تعالے موقع سے یکے بعد دیگرے درج کیے جائینگے) یہان صرف سماع و مزامیر کے متعلق جو مضمون ہی اُسکو درج کرتا ہون تاکہ گذشتہ مضمون (جسمین فقط جواز سماع ہی) اور اس مضمون مین (جسمین سماع و مزامیر دونون کے جواز کا ثبوت ہے) باہم تطبیق ہو جائے ۔

وانچہ در بارۂ مزامیر استفسار رفتہ است ۔ مزمار بعنی آلۂ سرود است امام نووی بحرمت آن رفتہ است و امام غزالی رحمہ اللہ بجواز آن کذا فی جامع البرکات ۔ و معلوم نیست کہ در کدام تصنیف غزالی حرمش نوشتہ است بلکہ جائے نوشتہ است کہ ہیچ کدہ نے ودیگر آلات خمر حال مزمار ہست کہ ہمراہی شراب حرام شدہ بود در بدو حرمت خمر ۔ چون حرمت خمر شائع شد و تمام احتراز در مسلمانان چنانکہ می بایست بظہور آمد و بسبب ضرورت ظروف کدو وغیرہا بجہت برائے استعمالش عرض داشتند کہ بیشتر عادات ہمین ظروف در آنجا بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اجازت باستعمال آن نبود چه این چیز را بالذات حرام نبود بلکه بسبب اختلاط امر دیگر حرمت
صفتی شد این چیز را بحالت اصل خود که حلت بود عود کرد نه که اصل در اشیا اباحت
پس اجازت در تنگی لباس آنها رخصت در رخصه شد پس در مزامیر هم حلت ذاتیه عود کرد. و نیز
می نگارد که پوشیدن قبا و امثال آن در دیار یکه لباس فساق ست بار باب تقی نا جائز
خواهد شد و در دیار یکه بفساق مخصوص نیست اهل تقی را هم هرگز باستعمال آن کراهتی نیست
پس چیزیکه حرام یا مکروه به سببی باشد هرگاه علیحده از سبب محرم مستعمل شود مکروه یا
حرام نباید گفت و همچنین درین معنے بیانی وارد و دراز که این محل تفصیلش نیست از آنکه فقهاء
بحر عشق رفته اند و میگویند که در مذاهب اربعه حرام ست این کلام باعتبار مشهور معروف ست
ورنه هیچ یکی از ائمه اربعه روایت حرمت شنیده نشد که کسے جا مذکور نیست چنانچه اکثر اکابر علماء
و طائفه فقها با باحت آن رفته اند چنانکه ابن طاهر مقدسی و غزالی و رافعی و روماتی و شیخ
عزالدین عبدالسلام و تقی الدین و دقیق العید و بدرالدین و نیز اکثر علماء حلت
عود را مقیس علیه ساخته جمیع مزامیر را حلال کرده اند باین دلیل که باسناد صحیح ثابت ست
شنیدن حضرت عبدالله بن جعفر طیار رضی الله عنهما عود را در زمان خلافت عم خود امیرالمؤمنین
علی کرم الله وجهه الشریف بکثرت می شنیدی و دوست تر داشتی سماع را و ابن عمر
و ابن زبیر و حسان بن ثابت و از تابعین زهری و سعید بن مسیب و عطاء بن ابی رباح
و از تبع تابعین اکثر فقهاے مدینه و خود از امام مالک شنیدن آن بروایت صحیح نقل کرده اند
کذا فی جامع البرکات و در رساله تصنیف جمال الدین محدث و غیره
من الکتب. و نیز اکثر علماء از حدیث عائشه رضی الله عنها که در مشکوة شریف ست
و در صحیحین نیز مسند می آید بر اباحت سرود مع الآلات. و شیخ محقق در ذیل آن نوشته
و انصاف آنست که نص قطعی بر حرمت آن علی الاطلاق بجمیع وجوه چنانکه بر حرمت زنا و
خمر ست ثابت نشده است و تحقیق تصریح کرده اند بعضے از متاخرین محدثین که حدیثے
در حرمت غنا صحیح نشده. و بعضی علماء گفته اند که یافته نشده است دلیل قطعی نه بر
حرمت و نه بر اباحت آن و اصل در اشیاء اباحت ست هکذا کلامه
و در آلات غنا و مزامیر عود و طنبور و دف و اوتار و غیر هم اختلاف است. و خارج کردن بعضی
از حکم حرمت و داخل بعضے در محرمات تحکم لا دلیل علیه بل خلاف ما ذکره المحققون

ونیز منقول ابی داؤد که از صحاح ستست حدیث عمرو بن شعیب که زنی نذر کرده بود که چون حضرت
صلی الله علیه وسلم فتح نموده بخیریت بمدینه جلوه افروزی فرمایند دف زده باشد بحضور حضرت
عرض داشتم بعد حصول این دولت آمده عرض کرد حضرت فرمودند اوفی بنذرک وازین
کتب فقه واحادیث ثابت ست که نذر معصیت جائز نیست پس نذر بحرام ناجائز ست
پس اگر سماع بادف که از جمله مزامیر ست حرام بودی بایفای نذر امر نشدی کذا ذکروا
ونیز بثبوت پیوسته شنیدن قاضی شریح باینکه افقه الفقها واعظم الصلحا از تابعین
ست بلکه بعضی بصحابیت وی رفته اند وقاضی بود از طرف حضرت امیر المؤمنین علی علیه السلام
کاول آنحضرت امیر علیه السلام او را قاضی کرده بود ـ وتا مدت مدید برهمین خدمت قضا مانده
وسعید بن جبیر وعبد الملک بن جریج که فضل وکمال وعدل وعلم وتفقه وتحدیث وی اجماعیست
وشیخ تاج الدین عبد الرحمن شیخ ومفتی دمشق وابن قتیبه وعبد الرحمن وخارجه بن زید که
از فقهای سبعه مدینه اند وعبد الله بن عتیق وابراهیم بن سعید فتوی باباحت غنا
وعود داده ـ وصاحب امتاع همین را اصل اعتبار کرده ودیگر مزامیر را بان قیاس نموده
ودر تاریخ خطیب بغدادی (که محدث ست) مذکور ست که امام مالک بزبان خود سرود
میگفت وابن حمدون در تذکره گفته که اگر مغنی خطای میکرد امام مالک تعلیم میفرمود
ودرست می نمود وفی الذخیرة من مذهب الشافعی سماع الغنا وسماع الدف
وان کان فیه جلاجل لیس بحرام ـ وامام نووی که اعظم محدثین ست گفته امام شافعی
درسماع وجد کرده پارچه بقوال داد وابو الوفا بن عقیل در کتاب فصول نوشته که بروایت صحیحه
ثابت ست شنیدن امام احمد حنبل سماع را بلکه از صالح پسر امام احمد روایت سماع ووجد
امام احمد دور او بالای بام دامن در بغل پیچیده وشیخ محقق دهلوی در شرح سفر السعادة
گفته ابن حزم ظاهری (که از علمای متاخرین محدثین ست) قائل ست باباحت غنا و
مزامیر وگفته آنچه در باب منع نقل میکنند بثبوت نرسیده ودر مدارج ست که گفت یحیی
بن معین (که از اعاظم علمای محدثین ست) که می آمدم یوسف بن ماجشون را جواری او میزدند
معزفها در خانه دیگر وایشان از ثقات علما هستند که ائمه حدیث از وی روایت دارند ـ و
در صحیحین تخریج از ایشان می نمایند ـ ودر بدائع گفت بضرب قصب بودن باک
نیست پس ازین همه بیان واضح گشت که حرمت مزامیر علی الاطلاق نیست مثل دیگر مسائل

مختلف فیہ بین العلما ہست وغایۃ ما فی الباب اینست کہ شنوندہ منع کردہ شود و معتقد زاجر
شنیدن نمودہ شود واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ولہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً
و باطناً والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ و حبیبہ سید الانبیاء محمد
الذی لا نبی بعدہ وعلی آلہ و اہل بیتہ و صحبہ اللہم ان اصبت فرد
فی صوابی وان عصیت اخطأت فیھا و زعمت فی جوابی ربنا احفظنا من شرور انفسنا
وسیئات اعمالنا ولا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وثبت اقدامنا علی الصدق والصواب
یا مفتح الابواب السلام علی من اتبع الہدیٰ وہو خیر ختام الکلام۔

اگرچہ اس تحریر کے علاوہ ایک مبسوط رسالہ سماع میں دوسرا بھی لکھا تھا جسمین جائز اور مباح رکھنے والے فقہا و محدثین کے واقعات کو درج فرمایا تھا اور ایک دوسرا رسالہ **ہدایات** کے نام سے تالیف فرمایا تھا جسمین مختلف فیہ مسائل سماع و زیارت قبور و ایصال ثواب و سماع موتیٰ و تلقین میت وغیرہ کو ایک ہی جگہ جمع فرمایا تھا اب یہ دونوں ہی رسالے نہیں ملتے ہیں۔ لیکن اثبات مدعا کے لیے میرے خیال میں یہ دو تحریریں کافی ہیں اور جسقدر **فرد الاولیاء** نے اپنی اس مختصر تحریر میں لکھدیا ہے غالباً دیگر مصنفین نے اپنے رسالوں میں اس سے زیادہ نہیں لکھا ہوگا۔ اس زمانہ میں جواز سماع میں اردو رسالے بکثرت شائع ہوئے ہیں اور اکثر میرے مطالعہ سے گذرے ہیں انمین انھیں فقہا اور محدثین و صحابہ و تابعین سے (جنکے اسماء مذکورہ تحریر میں گذر چکے ہیں) سند لائی گئی ہے۔ دوسری **تحریر امامت ائمہ اثنا عشر کی تحقیق میں** ہندوستان کے اہل سنت والجماعت میں شیعوں کی باہمی اختلاط اور انکے ساتھ روزمرہ کی بکثرت صحبتوں سے انکو بہت کچھ عقائد فاسدہ کا اثر پیدا ہوگیا تھا اوسی سبب سے ہندوستان کے اہل سنت تفضیل کی طرف مائل ہوگئے تھے اور آج تک دیکھے جاتے ہیں اسی کے ساتھ یہ خیال بھی آگیا تھا کہ بعد خلافت راشدہ کو خلافت امامت انھیں بارہ ذوات میں منحصر تھی فرد الاولیاء نے ان بے بنیاد خیالات کو اپنی ذیل کی تحریر سے مٹایا اور شیعوں کی یہ وضعی حدیث "لا ائمۃ من بعدی اثنا عشر" جسکو وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کتب اہل سنت سے نہونا ثابت کرکے خیالات کی بخوبی اصلاح فرمادی۔ اور بجائے اس حدیث کے کتب اہل سنت سے دوسری حدیث جو اسمیں مناقب قریش ہیں ہے لکھکر یہ دکھادیا کہ امامت خلافت سے مراد نصب قضاۃ و محتسب و شیخ الاسلام و اقامت جمعہ و اعیاد و نکاح حدود و قصاص ہوا کرتی ہے وہ ان ائمہ محفوظین کے زمانہ میں ثابت نہیں۔

خلفاے راشدین کے زمانہ مین جسقدر رونق اسلام کو ہوئی اور فتوحات بکثرت ہوگئے انکا ثبوت ان مقدس حضرات کے زمانون میں پایا نہین جاتا اسلیے خلافت راشدہ کا بھی انحصار ان نفوس قدسیہ مین محض اعتقادات ہے۔ ہان خلافت و نیابت باطنی جسطرح دیگر اولیاء اللہ ممتاز و مفتخر ہوا کرتے ہین اسیطرح آپنے فی الجملہ زائد ان حضرات کا ممتاز و معزز ہونا مانتا ہون جسمین کوئی جاے شبہ نہین۔

اس مسئلے کے متعلق فرد الاولیا کے زمانہ مین اکثر علما پوچھتے تھے چنانچہ علامہ محقق حضرت مولوی شاہ محمد نصیر الحق عمادی قادری پھلواروی ثم العظیم آبادی و مولوی ابراہیم علی علیہما الرحمۃ نگرنہسوی کے پاس چند دیگر سوالات کے ساتھ امامت ائمہ اثنا عشر کے متعلق بھی سوال آیا تھا۔ ان دونون بزرگون نے بھی جواب مین فرد الاولیا کی تائید کی ہے اور بہت محققانہ جواب لکھا ہے۔ وہ دونون جوابات بھی میری نظر سے گذرے ہین لیکن فرد الاولیا نے ان جوابات کے مقابلے مین فی الجملہ تفصیل سے کام لیا ہے اور دلائل زیادہ پیش کی ہین۔ تاہم اختصار کا پہلو لیے ہوے ہے اور حتی المقدور جواب مین ایجاز سے کام لیا ہے۔

تحریر مذکور بہت پرلطف اور مدلل ہے اسلیے ذیل مین درج کردینا مناسب سمجھتا ہون۔

وانچہ از معنے حدیث الائمۃ من بعدی اثنا عشر استفسار رفتہ است حقیقت اینست کہ این حدیث از کتب اہل سنت نیست کہ معنیش بیان کردہ شود۔ ودر کتب اہل سنت باین عبارت نزد اکثر از محدثین در مناقب قریش واقع ست عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ اخری لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ اخری لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ وتکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش ودر بعضی طرق این حدیث بعد لفظ قریش آمدہ است وابوبکر لا یلبث الا قلیلا ودر بعضی طرق صحیح این حدیث واقعست کلھم یجتمع علیہ امر الناس وبزار مرحلہ فرق است میان ہر دو حدیث فریقین مع قطع النظر از ہمہ وجوہ اولا آنکہ ہرست کہ حدیث شیعہ دلالت بر انحصار عدد خلفاء دارد کما زعمہ الشیعۃ وحدیث اہل سنت دلالت بر این معنے کہ عزت و بزرگی اسلام از نصب قضاۃ ومحتسب وشیخ الاسلام واقامت جمعہ واعیاد ونکاح و حدود وقصاص وغیرہ احکام وہیبت وشوکت ورونق آن در ایام ولاعت ایشان است

هر خاص وعام پیوسته طوعاً وکرهاً در عهد دوازده خلیفه است. ودر عهد دیگران این امر نیست یا آنکه من بعد تا آثار قیامت پیدا شدنی ست. پس باید فهمید که در حدیث شیعه هم ذکر اسامی نیست که حجت بر امامت این حضرات علیهم السلام تواند شد واگر تفصیل اسامی درین حدیث به ثبوت میرسید اختلافات در فرقه‌ها انها درباره حضرت امام زید شهید در ان قرب ایام نمی شد. وهمچنین مشاجره حضرت محمد حنفیه با حضرت امام زین العابدین علیه السلام در امر خلافت بعد امام همام شهید علیه السلام واقع نمی شد چنانچه از بعضی مصنفات ایشان آشکار است که تخصیص اسامی از احادیث ائمه علیهم السلام مفهوم میشود. وبعضی بر آنند که اسامی از وصایت ائمه بفرزند خود همچنین واحد بعد واحد این معنی متحقق گشت وبا اینهمه ازین حدیث اتصال وتسلسل در عهود ائمه منصوص نیست بلکه باضعف هم ثابت نیست مگر ادعا بلا دلیل. حال حجة بودن روایت خود ایشان چون ایشان نسبت حجت از قول اهل سنت حبتن را صعب صعوبت حبتن ست چنانچه بیان کنم که این احادیث مذکوره بروایت اهل سنت بحسب ظاهر مخالف مذهب شیعه است. چرا که خلافت عبارت ست از اطاعت تمام ناس و بیعت همه شخصی واجرای احکام شرعیه ونصب قضاة واقامت جماعات وتنکیح وحدود وقصاص وحراست دار اسلام وتعین عمال برای تحصیل مال وصرف وحراست بیت المال بهدایت او باشد. پس این معنی در خلیفه عفت شرط نیست فاسق ومرتکب کبیره وجابر نیز خلیفه شدن می تواند. که بذات خود شرط اجتناب از معاصی در اجرای احکام شرط نیست چنانکه از اطلاق "یجتمع" در روایت "کلهم یجتمع علیه امر الناس" واضح است که اجتماع عام است از طوع وکره. مگر در تفضیلیت شخص عفیف البته شرط نیست ومعلوم باد که این خلافت حقیقت کبری نیست که حدیث الخلافة من بعدی ثلثون سنة دال برین ست وبعد انقضای سی سال این خلافت مجازی ست بمعنی امارت باعتبار اجرای احکام ظاهر شرع وانتظام مراسم اسلامیه. وپوشیده نیست که بعد از خلع خلافت حضرت امام همام سید خاص و عام سیدنا حسن مجتبی علیه السلام ازین همه امور شرعیه نصب قضاة واقامت حدود وقصاص وتحصیل مال وحراست دار اسلام وبیت المال خواه بسبب غلبه اهل خلافت بر ارکان دین خواه بسبب دیگر یکی در هم بدست حق پرست ائمه هداة دین نمانده تا این زمان که بدترین ازمنه هست. ودر عهد حضرات زمانه پر از انواع فتن بود چنانچه از احادیث صحیحه

ایمان آن ازمنه و مملو بود نقشش از فتنه و فساد و هم از کتب سیر هویداست. پس با اینهمه این
خلافت متنازع فیها را منسوب بحضرات نمودن و با این کثرت فسق آن زمانه را عزت اسلام
شمردن بعید تر است از اهل عقول پس معلوم شد که از خلفاے اثنا عشر حضرات ائمه مراد نیستند
و هرگز مطابقت حدیث با ازمنهٔ این حضرات نیست. و بعد تنزل و اغماض از معنے حدیث
نیز ظاهر است که این حدیث هم متصل بودن ازمنهٔ خلفا که یکے بعد دیگرے بلا فصل خواهد بود
دلالت میدارد که مصداق و مبناے حدیث از عزت دین اسلام است در عهد دوازده خلفا
زیرا این معنے که این عزت اسلام بعد از زمانهٔ فیض نشانهٔ آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم
علی السویه متصلاً بدون فرق و فصل تا زمان اثنا عشر خلفا خواهد ماند. بلکه از کتب سیر
ظاهر است که بعد از مدتے اعزاز اسلام و رونق در عهد عمر بن عبد العزیز زیاده شده بود
لیس احتجاج شیعه رافضی شاید در دعاے این معنے که اگرچه اجراے احکام و انتظام همه امور
شریعت بدست دیگری باشد اما خلافت ظاهریه هم بعین حضرات را بود اعتقادیست
بلا دلیل که محتاج بجواب نیست و نزد اهل سنت این حدیث را دو معنے است اگر مناقب قریش
است چنانچه اکثر محدثان بآن رفته اند پس مراد خلفاے اثنا عشر اند که بعد امام مهدی
علیه السلام و شرفنا الله تعالی برؤیته جماله و نصرته دوازده خلیفه خواهند بود
من بعد آن عزت اسلام نخواهد ماند و زمان کفر محض خواهد شد و عنقریب آن قیامت
قائم خواهد گردید. چنانچه در حدیث دیگر بیان این معنے بتفصیل است که چون امام مهدی
مالک میشوند امر را پنج مردان از اولاد سبط اصغر یعنے امام حسین شهید پسر به بیعت
میکنند آخر ایشان مردے از اولاد حسن پسر را مالک میشود بعد از وے ولد وے همچنین
تا که عدد دوازده کس در عرصهٔ صد و پنجاه سال خواهد رسید و اگر این حدیث در مناقب
قریش نباشد صرف مبناے آن بر بقاے عزت اسلام باشد که بعد از آنحضرت صلی الله علیه و سلم
تا یکے زمانهٔ اسلام خواهد ماند و بعد از آن قیام ساعت خواهد بود چنانچه بعضے صاحب حدیث
گفته اند پس معنے این است که این عهد اسلام همیشه خواهد ماند تا زمانے که در یک وقت
و یک زمان دوازده کس خلیفه باشند یعنے خلافت میان ایشان بر یک کس نماند و دوازده
شوند یعنی کثیر شوند خلیفه در یک زمانه پس زمان حین و زمان اختلال بنیاد اسلام شود
و برخیزد عزت وے و نه نظام در امر دین هذا ما ذکره المحقق الحق حالیا نیک دیده

کجا معنے حدیث و کجا مطلب شیعہ یعنی اثبات خلافت ظاہرہ این حضرات طاہرہ و کجا آنچنان
زمان فساد و کجا ثبوت عزت اسلام و خلافت دین ہمہ پیشوایان ذو المنن این ھذا من
ذالک اگر از حدیث لا ائمۃ من بعدی اثنا عشر انحصار خلافت در اثنا عشر و انقطاع خلافت
بعد ازان مراد و مدلول باشد کما زعمہ الشیعہ پس قباحات چند وارد می شود چرا کہ در وجود حضرت
امام دوازدہم حضرت مہدی علیہ السلام نزد فرقہ امامیہ اختلاف بسیارست بعضی گویند
کہ پیدا خواہند شد و بعضے برآنند کہ بعد الوجود در عمر صبا غیبوبت اختیار فرمودند و بعضے
گمان برند کہ بعمر شباب بعد تاہل و توالد و تناسل غیبوبت فرمودند۔ و بعضے برآنند کہ رحلت
فرمودند و باز بوقت موعود خواہند فرمود۔ بہر تقدیر باید اندیشید کہ غیبوبت حضرت مہدی
از اختیار ما مقتدیان و پیروان بیرون ست پس ما مردم اموال تحصیلی ملکی پیش کہ بریم
و احکام حدود و قصاص از کہ جوئیم و خصومات خود را باکہ گوئیم یا آنچہ خواہیم کنیم و خود ہا را از
محاسبات شرعیہ کہ تعلق از خلیفہ دارد پاک دانیم و بیباک مانیم و امور شرع معطل واگذاشتہ شود
چرا اگر خلیفہ بسبب عذرے گوید و دیگر خلیفہ از شرع ممنوع ست و اگر بحکم شرع نصب
امام کنیم پس اگر آن امام نائب امام آخر زمان باشد نیابت بلا انابت منیب لازم آید کہ منیب
خود نائب نکرد و ما یان از زبان خود گمان غیر نائب دانیم و گوئیم۔ و اگر خلافت کتاب گوید
پس عزل کنیم بے اطلاع منیب۔ و نیابت بلا انابت نزد فریقین ناجائز۔ و اگر آن
خلیفہ از آن خود بالکل شد بلا نیابت پس اگر بحق باشد ضرورت قائل بودن خلیفہ سیزدہم
لازم شد و ہمچنین بعد او دیگرے تا روز قیام۔ و اگر خلیفہ بغیر حق باشد پس تکلیف ما لا یطاق
کہ خلاف نص ست لازم آید کہ خلیفہ کردن برائے اجرائے احکام تا زمان غیبوبت امام بحکم
شرع ضرور و ثابت شد ان آن بسبب غیبوبت منیب محال بسبب خلیفہ بغیر حق مقرر کردہ
رجوع باحکام پیش او نمودن ضرور و این ہمہ باطل و لغو ست بغیر حق و دور از حق خواہد بود
پس بالی رقاب این امت مرحومہ چہ طور ظہور آید پس یا تعطیل احکام شرع یا نیابت بلا انابت
یا تکلیف ما لا یطاق لازم خواہد شد و ازین سہ قباحت چارہ نماند۔ **فائدہ** از ینجا توان فہمید
کہ بر تقدیر صحت لا ائمۃ من بعدی اثنا عشر معنیش چنانکہ بیان کردہ شد نخواہد بود و محل صدق
فریقین صحیح ہمین خواہد شد۔ **فائدہ اخرے** تخصیص خلافت بظاہر آنست کہ نزاع در
ہمین ست و الا در مقام قرب حجیت کہ نیابت و خلافت باطنی حضرت رسالت ست شکی نیست کہ محل کلام ست

اسی کے ساتھ ایک سوال متعہ کی بارہ مین بھی آیا تھا فرد الاولیا نے اسکا جواب آیات قرآنی و احادیث اور خود انھین شیعون کے اصول سے مختصر اور مدلل پیرایہ مین دیا ہو اس مسئلہ کے متعلق جسقدر اگلے علماے اہل سنت و اثنا عشریہ سے گفتگو ہوئی ہے اور تحفۂ اثنا عشریہ مین جوابات مذکور ہین اُنسے علحدہ ہوکر آپنے اسی آیہ کریمہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ سے بہت عمدہ طرز پر جواب دیا ہے اور حرمت متعہ ثابت کیا ہو

یہان پر اس مفید تحریر کو بھی درج کر دیتا ہون تا کہ اہل انصاف تحقیق فرد الاولیا کے اس قابل وثوق دلائل سے حق و باطل کی تمیز کرلین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم والحمد للہ الملھم للصواب الذی لا الٰہ الا ھو لا شریک لہ وحدہ الکریم الوھاب والصلوٰۃ والسلام علیٰ صاحب الکتاب محمد النبی الامی الذی لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ واھل بیتہ واصحابہ در باب متعہ اکثر سخن جواب بتحریر معقول وعنوان شائستہ در اثنا عشریہ مذکور ست حاجت بتکرار نیست۔ بعضے سخن باریک و دقیق در مطولات علم کلام مبسوط ست۔ وانچہ در اثنا عشریہ مرقوم ست کفایت ست۔ و یک سخن علاوہ ازان اینست کہ در سورۂ نساء آیۂ حرمت علیکم الی قولہ فانکحوھن باذن اھلھن واٰتوھن اجورھن بالمعروف ملاحظہ فرمایند پس معلوم خواہد شد کہ اول حق تعالےٰ عز وجل ذکر زنان محرمات فرمودہ بعد ازان ذکر محللات فرمودہ بقولہ احل لکم ما وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین یعنی حلال کردہ شد براے شما سواے این محرمات باین طور کہ بخواہید آنہا را از اموال خود۔ مراد از محرمات آن زنان اند کہ نکاح با ایشان حرام ست وبعد ازان ذکر محللات یعنے زنانیکہ حلال ست نکاح با ایشان۔ وتفسیر نکاح فرمود باین لفظ ان تبتغوا باموالکم یعنی در نکاح تقابل بالمال ضرورت کہ آن را مہر میگویند۔ وبعدہ می فرماید بحرف تعقیب کہ فا ست فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فریضۃ یعنی انچہ بر آن متمتع شدہ اید از زنان پس بدہید آنہا را اُجرت یعنے مہر کامل کہ مفروض ومعین شدہ است وبعد می فرماید ولا جناح علیکم فیما تراضیتم الیٰ قولہ تعالیٰ حکیما یعنی اگر برضاے خود ہا بعد مقرر شدن مہر چیزے کمی کنید پس گناہ درین نیست وبعدہ میفرماید ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت فمن ما ملکت

ایمانکم الآیۃ یعنی اگر کسی از شما استطاعت نکاح محصنات ندارد پس از زنان مملوکہ۔
و بظاہر ستکہ معنے فما استمتعتم متعہ باشد چنانچہ شیعہ احتجاج می نمایند۔ نظم آیت
کریمہ بطور مسلسل ست باطل میشود و فاء تعقیب است نمی آید و نیز بسبب انقطاع
احکام زوجیت از متوعہ ہویداست کہ زن متوعہ از منکوحۂ محصنہ نیست۔ کہ دیگر جا با انچہ از
احکام زوجۂ منکوحہ وارد ست نزد شیعہ در متوعہ جاری نیست پس این قسم ثالث یعنی
متعہ ہرگز منصوص علیہا نشد۔ و در تعلیقات کافی کلینی پارۂ از متعلقات این معنے
بخوبی نوشتہ ام۔ باقیماند کلام در حدیث پس نزد اہل سنت چنانکہ اجازت در جنگ
خیبر و فتح مکہ معظمہ ثابت ست منع آن بعد شدن نیز ثابت ست۔ و از روایات فریقین
وقوع متعہ از احدی از اصحاب بعد از مراجعت از جنگ مذکور در شہر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ
ثابت نشدہ و جریان این امر در عہد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نیز ثابت نشد۔
و خود عمل حضرات ائمہ علیہم السلام نیز ثابت نشدہ بلکہ درین عہود نزد عامۂ اہل سنت منع
ثابت شدہ و نزد اکثر شیعہ نیز چنانچہ در استبصار از حدیث امیر علیہ السلام منع و حرمت
مذکورست۔ و از دیگر کتب ایشان واضح ست۔ از قول حضرات کہ لمعاشر ائمہ اخبرنین بسکینم
و حدیث منع و حرمت کہ اہل سنت میگویند متعدد ست۔ از انجملہ ست انہ لما اتمہا ثم
اصبح یقول یا ایہا الناس انی کنت امرتکم بالاستمتاع من ہذہ النساء
الا ان اللہ حرم ذلک الی یوم القیامۃ کذا فی البیضاوی۔ و عن علی رضی اللہ
عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم نہی عن متعۃ النساء
یوم خیبر و عن کل لحوم الحمر الانسیۃ و عن سلمۃ بن الاکوع قال رخص رسول
اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عام اوطاس فی المتعۃ ثلثا ثم نہی عنہا کذا فی المشکوۃ
پس از احادیث معلوم شد کہ انچہ احادیث جواز ست در ہمان حدیث ذکر منع ہم ہست۔
پس نصف حدیث اہل سنت اعتبار کردہ حجت جواز آوردن و نصف حدیث از اعتبار
ساقط کردن بعید از خردمندی ست کہ انچنین سرقہ در اندک ملاحظۂ حدیث ہویدا شدنی ست
و انچہ حدیث قدوم مکہ مذکورست مؤید مذہب اہل سنت کہ قولہ علیہ السلام فشکی
اصحاب الرسول طول العزوبۃ و دلیل بین ست بر اینکہ از توقف اقامت در غزوہ
و امتداد ایام مفارقت اہل خود شکایت اصطبار خود پیش حضرت نمودند صلی اللہ علیہ و سلم

وبعلت عدم طاقت صبر تا زمان دراز غزوه حکم شد استمتعوا من هذه النساء پس هرگاه علت حکم ساقط شد بسبب نزول خانها وصول اہل آنها باید مستصحب حکم چه طور صورت بند و اصل که الضرورة تبیح المحظورات وصل دیگر که الحکم علی خلاف القیاس یقتصر علی مورده وصل ثالث اذا دار الامر بین الحلة والحرمة فالحکم للحرمة متفق علیه فریقین ست معین مذہب اہل سنت ست واز اصل اول جواز اکل محرمات در مخمصه وامثال آن مستخرج از اصل دوم ناقض وضو بودن قهقهه در نماز ونظائر آن واز اصل ثالث اکثر امور مستنبط ست پس از همه اصل در گذشتن از راه تقلید شرع برگشتن ست ونیز درمیان همین حدیث شکایت ذکر منع هم موجود ست که آنرا گذاشته نصف حدیث بحجت خود شیعه ذکر می نمایند۔ امام رازی ازین کوتاه بیانی هرگز راضی نیست پس با اینهمه رافع یقینی جستن وعند الشهادة چشم از رافع یقینی بستن خلاف مناظره ست دور از جاده صواب شستن ست۔

وآیه فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع الی قوله فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة او ما ملکت ایمانکم دلالت دارد برین معنے که نکاح برای شما تا چهار زن درست وبیش از چهار جائز نیست بعده او تعالی فرمود فان خفتم ان لا تعدلوا یعنے اگر عدالت در حقوق چهار زن نتوانید فواحدة یعنے پس با یک زن نکاح کنید که یک زن منکوحه بنسبت چهار زن سبکبار ست او ما ملکت ایمانکم یعنے قضای حاجت از ملک یمین خود کنید که آن هم سبکبار ست بلکه از منکوحه سبکبار تر ست پس حاصل معنے این آیت اینست که اگر خواهید وطاقت ادای حقوق دارید پس تا چهار زن منکوحه برای شما اجازت ست واگر ادای حقوق نتوانید پس یک نکاح کنید یا کار از مملوکه گیرید پس باید دانست که ازین آیه کریمه حصر ثابت شد که اختیار تا چهار زن ست واگر در حقوق عجز شود پس یک زن یا جاریه ولکن ذکر متعه نیست وحال این ست که زن متعه از جاریه هم سبکبار تر ست که قدری دین یکبار داده شده نفقه وکسوت نیست۔ ودر جواری نفقه وکسوت دائمی ست ویقین ست که در سبکبار بودنش از زن منکوحه شبهه نیست پس درین تخفیف که از آیت مبین شد ذکر متعه در صورت جواز البته می شد نه که حصر در یک منکوحه یا جاریه فرموده می شد ومراد درین آیت

از لفظ فانکحوا عام از متعہ شدن نمی تواند واو قال متعہ زیر حکم نکاح مطلقہ نمی بند و حسب الجواز

این نکاح منحصر است در چہار زن و جواز نکاح متعہ فرد می چہار و محللات شش معدود بعد و

محصور بحیطہ حد نیست و ظاہر است کہ حصر و عدد در متعہ ضیق خواہد بود کثافتی کہ از جواز ش

مطمح نظر است نخواہد ماند چنانکہ تعمیم آن نشدتم شاہد مدعا کشادہ بالی ست ۔

فردالاولیا نے اپنی مذکورہ بالا تحریرین حرمت متعہ کے متعلق جسقدر لکھا ہو بہت زیادہ مسکت خصم ہے ۔ اپنی متعہ کے عدم جواز کی نسبت مذہب امامیہ کی مستند کتاب کافی کلینی کے اُس مقام پر جہان متعہ کا ذکر ہو آپنے عمدگی کے ساتھ مدلل خلاف مین شیعون کے تعلیق کی ہو اور بہت مزید تحریرین حرمت متعہ انھین شیعون کے اقوال سے ثابت کیا ہو فردالاولیا نے اس تعلیق کا پتہ خود اپنی مذکورہ بالا تحریرین باین عبارت سودہ تعلیقات کافی کلینی بارہا متعلقات آن جنجی نوشتہ ام" دیا ہو تیسرا رسالہ تقبیل الاظفار فے الاذان عند شہادۃ اشہد ان محمدا رسول اللہ جواب انکار مین علامہ محقق ملا شاہ محمد ظہور الحق عمادی مجیبی پھلواروی قدس سرہ کے لکھا گیا ہو علامہ مذکور اس فعل کو بدعت قبیحہ بلکہ قریب بکفر جانتے تھے اور فردالاولیا جائز و مستحسن فرماتے تھے ۔ اس رسالہ مین آپنے تقبیل الظفار بعنوان شایستہ بعض روایتون سے ثابت کیا ہو اور جابجا اکابر صحابہ مثل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بہتون کی سندین پیش کی ہین ۔ اگرچہ روایات کل ضعیف ہین لیکن فضائل اعمال یا مناقب مین موافق اصول مقررہ کے مقبول ہین کیونکہ یہان پر بحث اسکی جواز سے ہو نہ یہ کہ فرض یا واجب یا سنت ہونے سے ۔

اور نہ فقط اس مسئلہ کے جواز مین فردالاولیا ہی کی ذات پاک منفرد تھی بلکہ خود مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ کی خاص تحریر اس مسئلہ کے متعلق میری نظر سے گذری ہو جسمین نہایت مدلل بحث اسکے جواز مین خود شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کی ہے اور قریب قریب وہی روایتین اسمین درج ہین جنکو فردالاولیا نے اپنے رسالہ مین لکھا ہو ۔

ہرچند خطبہ مین رسالۂ مذکور کے منکر تقبیل ابہامین کا نام درج نہین ہو مگر کاتب ناقل نے آخر رسالہ مین لکھدیا ہو کہ اس رسالہ کی تصنیف کا سبب علامہ حضرت شاہ محمد ظہور الحق مجیبی قدس سرہ کا انکار اور اس فعل کو قریب بکفر جاننا ہوا ہو کچھ دنون تک فردالاولیا اور علامہ مذکور کے باہمی اس مسئلہ مین تحریری سلسلہ جاری رہا آخر اس رسالہ کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہوگیا

یہ رسالہ چھپا ہوا ہے اسلیے اسکو نقل نہیں کر سکتا مگر صرف خطبہ اس غرض سے نقل کر دیتا ہون تاکہ ناظرین کو اسی سے سبب تالیف کا پتہ لگ جائے۔

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي انعم علينا بانواع النعم لا سيما بحب حبيبه صلى الله عليه وسلم اما بعد سمعت يقول من اظنه من الكبراء الابرار في موضع الابهامين على العينين وتقبيل الاظفار في الاذان عند سماع اسمه العربي قرة عين الاعيان محمد حبيب الرحمن عليه الصلوة والسلام الاتمان الاكملان من جهة كونه بدعة قبيحة عنده بل قريبا من الكفر فعجبت وظننت من الالفاظ التي جرت على لسانه من الكبر والعناد والقرم او جعل عدم العلم دليل العدم فلما بلغني اصراره على دعوى الكفر اردت استخراج سند لجوازه المندوبة بل كونه سنة سنية من الكتب المعتبرات وان يقرب بعد فلا على دفعه والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم وحب حبيبه النبي الكريم الاحق بجميع انواع التعظيم فوالله نحو ما قال من قال في غاية مدحه وتعظيمه ؎

دع ما ادعته النصارى في نبيهم	واحكم بما شئت مدحا فيه واحتكم

وبه الاستعانة في نصرة دينه القويم فبسم الله الرحمن الرحيم

حلت بقرۂ منذورہ میں آپکا ارادہ تھا کہ ایک مبسوط رسالہ لکھیں چنانچہ بطور یادداشت جابجا کتب تفسیر و احادیث و اقوال فقہا سے مضامین بھی اکٹھا کیا تھا مگر کثرت مشاغل و ضروریات خانقاہ کے سبب اُسکی ترتیب کا موقع نملا۔ آپکے چھوٹے بھائی مولوی معنوی شاہ محمد حسین قدس سرہ کے ارشد تلامذہ سے مولوی آل حسنین پھلواروی علیہ الرحمۃ نے فی الجملہ اضافہ کے بعد انھین مضامین کی عمدہ ترتیب دیکر ایک رسالہ کی صورت میں تالیف کر کے "اتمام الحجۃ" کے نام سے موسوم کیا اسلیے اس مضمون میں غلط شہرت کے مطابق کوئی رسالہ نہیں ہان تفسیر عزیزی کے اس مقام پر جہان مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حرمت بقرۂ منذورہ کے متعلق بحث کی ہے فرد الاولیا نے انکے خلاف میں ملا جیون امیٹھوی و ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کے مسلک کے مطابق تعلیق کی ہے

رسالہ تجوید یہ رسالہ اگرچہ مختصر ہے مگر اتمام قواعد مخارج و تجوید کو حاوی ہے اور متعلمین فن تجوید کے لیے یہی ایک رسالہ کافی و وافی ہے۔

رسالہ بحور و اوزان اشعار۔ فخر الاولیا نے اس رسالہ مین تمامی اوزان عربی کو جمع کیا ہے اور موقع سے ہر بحر کی تعریف بھی زبان فارسی مین نہایت متین جملون مین مثال کے ساتھ کرتے گئے ہین

رسالہ در حلت جراد اس رسالہ کے تالیف کا سبب یہ ہوا کہ ١٢٢٥ھ ہجری کے ماہ رمضان مین پھلواری مین یکایک ٹڈیون کی آمد اس کثرت سے ہوئی کہ لوگون کا راہ چلنا بند ہوگیا اور اطراف و جوار کے غریب کاشتکارون کے تیار اور کاٹنے کے قابل کھیت اس ناگہانی آفت کے سبب رائگان گئے اور ایک خوشہ بھی غریبون کے ہاتھ نہ لگا۔ اسی زمانہ مین پھلواری کے علما مین یہ مسئلہ چھڑا کہ ٹڈی کے حلال ہونے مین تو کوئی شبہہ نہین لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کھانا ثابت ہے یا نہین؟ اور اگر کوئی شخص اپنی کراہت طبعی کے سبب نکھائے تو گنہگار ہوگا یا نہین؟

فخر الاولیا کو خیال پیدا ہوا کہ کتب حدیث سے اسکی تحقیق آئندہ کرونگا اسوقت اپنے استاد سید العلما مولانا احمدی قدس سرہ سے دریافت کرون۔ سید العلما کے حضور مین تشریف لاکر آپنے سوال کیا۔ سید العلما نے اسکے جواز و عدم جواز کے متعلق اپنی تحقیق ظاہر فرمانے کے بعد فرمایا کہ مین نے بھی اپنے والد و استاد ملا محمد وحید الحق ابدال قدس سرہ سے اس بارہ مین جیسا آپ سوال کرتے ہین پوچھا تھا آپنے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کھانا ثابت نہین۔ اور ایسا ہی اپنے خال معظم و مرشد حضرت شیخ العالمین مخدوم شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہ سے پوچھا تھا آپ بھی والد ہی علیہ الرحمۃ کی روایت سے عدم اکل کا ثبوت دیتے تھے۔ میرے نزدیک بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا ثابت نہین اسی سبب سے نہ خود شیخ العالمین نہ والد علیہ الرحمۃ نہ کسی گھر والے نہ مین نے کھایا۔ اور جو حدیث ثبوت اکل مین پیش کیجاتی ہے وہ ضعیف و رواۃ اُسکے مجروح ہین اسلیے پایۂ صحت سے ساقط ہے۔ اسکے بعد سید العلما نے ایک مختصر تقریر صحت و سقم حدیث کے متعلق کی فخر الاولیا اس تقریر پر جا بجا شبہہ فرمانے کے بعد جواب پاکر واپس تشریف لائے۔ اور کتب حدیث و فقہ سے اسکی تائید مین مضامین منتخب کر کے سید العلما کی تقریر کے ساتھ مختصر رسالہ ترتیب دیا آخر مین قول فیصل یہ لکھدیا کہ "باوجود حلت کے بمقتضائے کراہت طبع اگر کوئی نکھائے تو گنہگار نہوگا"۔

اس جگہ پر مزید تصدیق کے خیال سے اخیر رسالہ کی وہ عبارت جسمین مذکورۂ بالا مضمون کی طرف فخر الاولیا نے اشارہ کیا ہے لکھدیتا ہون وھو ھذا،

اکنون چون محقق گشت حلال بودن ملخ و سنت بودنش ثابت نشد پس اگر

بمقتضای کراہت طبع کسے نخورد گناہگار نخواہد بود کہ چیزے حلال کراہت شرعًا نمی باید۔ اما
طبعًا ایں موجب اثم نیست کما یدل علیہ روایۃ الضب یعافہ کما عاف الضب
ونیز بباید دانست کہ حلال ست و نقل حکم شرع در حلت آن تردید نمیکند و کراہت طبع
بعضے مذموم نیست علی الخصوص در چیزہائیکہ مروج آنجا بارہا نباشد۔ بلکہ ناخوردن ملخ را
مطلقا خلاف سنت ہم نتوان گفت کہ حدیث لا آکلہ ولا احرمہ ناظر بودن عدم
اکل ست ھذا ما تحقق عندی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وان کان احد
فی ریب مما بیناہ وجمعناہ فلیرجع الی الکتب ویطلب عما نقلناہ او یأتی
برد علی ما قلنا وذکرنا وقد وقع تالیف ھذہ الرسالۃ فی العشرۃ الاولٰی
من شہر رمضان فی سنۃ ۱۳۲۵ الف ومأتین وخمسۃ وعشرین من ھجرۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وقد بدأ حدوث انجراد فی ھذا الشہر المذکور
بعد انقضاء ثمانیۃ ایام منہ بکمال الوفور حتی یری کانہ سحاب فی
السماء واصطادہ اکثر الناس واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین و
الصلوۃ والسلام علی خاتم المرسلین محمد والہ واصحابہ اجمعین و
اسمی محمد ابو الحسن الفلواری مولدًا وموطنًا

بس اسیقدر فرد الاولیا کی تالیفات کا ذخیرہ مشتے نمونہ از خروارے آپکی اعلےٰ قابلیت وزور قلم و تحقیقات علمی کا پتہ دینے کو موجود ہے اسکے سوا کوئی مستقل تالیف خاص کسی فن پر نہ مین نے دیکھی ہے اور نہ کسی سے سنی ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

فرد الاولیا کی خوش بیانی وعلمی مضامین

فرد الاولیا کے زمانۂ مبارک مین صوبہ بہار واودھ وبنگال مین علما ومشائخ کی ایک کثیر التعداد جماعت موجود تھی جنمین سے اکثر ایسے تھے جنسے فرد الاولیا سے سلسلۂ رسل ورسائل جاری تھا اور صوبۂ بہار کے نامی مشائخون سے اکثر کے ساتھ نہایت خلوص کی صحبتین گرم رہا کرتی تھین۔ حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات ابو العلائی وحضرت میر شاہ قمر الدین حسین ابو العلائی وحضرت شاہ قطب الدین فردوسی منیری وحضرت شاہ امیر الدین فردوسی بہاری قدس اللہ اسرارہم سے بہت زیادہ مخلصانہ برتاؤ رہا کرتا تھا پھلواری کے عرس مین قریب قریب یہ کل بزرگان شریک

ہوا کرتے تھے اور اکثر **فرد الاولیا** سے باہم مفید گفتگو ہوا کرتی تھی۔ ان سب بزرگوں کو اعتبار سے حضرت خواجہ سید شاہ **ابوالبرکات** عظیم آبادی قدس سرہ کو آپ سے خاص محبت تھی۔ یہ بزرگ غیر زمانۂ عرس میں بھی جب کبھی آپکا دل گھبراتا تو بنظر تفریح جمع پھلواری ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور **فرد الاولیا** سے تھوڑی دیر تک ملاقات کرکے واپس تشریف لیجاتے۔

آپکو **فرد الاولیا** کی خوش بیانی و تاثیر تقریر کا اسقدر اقرار تھا کہ آپ اپنے لوگوں سے تذکرہ میں تعریف فرمایا کرتے تھے یہان تک کہ آپکا قول تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی خاص تعلقات و تردداتکے سبب پریشان خاطر ہوا اور وہ **فرد الاولیا** کے حضور میں آکر تھوڑی دیر انکی باتین سناکرے تو اسکی دل گرفتگی دفع ہوجائے خدا نے انکی تقریر میں دفع دل گرفتگی کی پوری تاثیر بخشی ہے۔ دیکھو میں اسوقت انسے ملنے جارہا ہوں اسوقت میرا دل خوش نہیں لیکن مجھکو یقین ہے کہ جسوقت انسے ملونگا اور دو باتین کرونگا یہ دل گرفتگی دفع ہوجائیگی۔

چنانچہ اس واقعہ کو مولوی معنوی شاہ **ابوالحیوٰۃ** پھلواروی قدس سرہ ایک مقام پر یوں لکھتے ہیں۔

نقل ست شاہ ابوالبرکات سلمہ اللہ تعالیٰ کہ نسبت ابوالعلائیہ ممد اشتند و صاحب یاران بودند و مشہور دیار اند اکثر در مجلس عرس گاہے بدون مجلس تشریف مے آوردند روزی آمدند و از جناب ایشان ملاقات کردہ تقریبات ہر جنس میکردند کہ اثر انبساطے بر بشرۂ شاہ ممدوح ظاہر شد و متوجہ یاران شدہ فرمودند کہ چون صاحب! آنچہ در اثنائے راہ گفتہ بودم راست آمد یا نہ۔ ہمہ با تصدیق فرمودند۔ جناب ایشان یعنے مولانا شاہ ابوالحسن صاحب دامت برکاتہ و فیوضاتہ پرسیدند چہ سخن ست؟ ما ہم مطلع شویم اگر مضائقہ نداشتہ باشد فرمودند از حضرت ایشان کسی امر امضائقہ در گفتن ندارم امروز بسی منقبض الحال بودم در اثنائے راہ زیادہ تر خاطر منقبض بود از یاران گفتم کہ سببے معلوم نمی شود لیکن خوب میدانم کہ چون ملاقات بمولانا شاہ ابوالحسن صاحب خواہم کرد رفع انقباض خواہد شد کہ حق تعالیٰ در کلام شان تاثیری بخشیدہ کہ چہ شان راچہ گویم در پیران ہم ندیدم خصوصًا درین کہ مجرد مواجہہ بر رفع انقباض کافی مے شود ہمان سخن یاد آوردم کہ ببینید حالا آن انقباض چہ شد۔

دوسری مرتبہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ خانقاہ میں پھر تشریف لائے اُس دفعہ **خواجہ صاحب** کو تصوف کے ایک مسئلہ میں سوال پیدا ہوا۔

کہ جب طالب مطلوب تک پہونچکر اپنی ذات و صفات سب کو مطلوب کی ذات و صفات میں فانی

کردیتا ہو تو پھر اسکو ایسی غفلت کی حالت سے اپنے وجود و ذات کی طرف کون پلٹا لاتا ہو۔

دیر تک اسکا جواب غور کرتے رہے مگر اتفاق وقت اسکا جواب بخود ذہن سے نہ نکلے جب خلوت میں حضرت **شیخ العالمین** سے ملنے گئے تو آپ نے اس سوال کا جواب چاہا **شیخ العالمین** نے فرمایا کہ

جو ارادہ اسکو ذات مطلوب میں فانی کرتا ہے وہی پلٹا بھی لاتا ہو۔

خواجہ صاحب کو اس جواب سے تشفی نہوئی۔ جب خلوت سے باہر تشریف لائے دروازہ والے مکان میں جہان **فرد الاولیا** آپکے دیگر اخوان و اکابر پھلواری کی نشست رہا کرتی تھی تشریف لائے تو **فرد الاولیا** سے فرمایا کہ میں نے ابھی حضرت سے ایک سوال کیا تھا لیکن جواب تشفی بخش نملا آپ نے فرمایا کہ میں بھی سن سکتا ہوں، **خواجہ صاحب** نے سوال کا اعادہ کیا **فرد الاولیا** نے فرمایا اگر مرضی ہو تو اُس مختصر جواب کی شرح عرض کروں، **خواجہ صاحب** نے فرمایا ضرور بیان کیجیے **فرد الاولیا** نے فرمایا کہ

طالب کو مطلوب تک پہونچا دینے والا اور اُسکی ذات میں فانی کردینے والا ارادہ ہے۔ اور یہی ارادہ مقتضی اس بات کا ہو کہ طالب کو جلد یا دیر میں اپنی پہلی خودی کی حالت میں پلٹا لائے اگر چہ طالب کی ذات و صفات مطلوب کی ذات و صفات میں ایسی فانی ہو گئی ہو کہ مطلق اُسے اپنا شعور باقی نرہا ہو پھر بھی جلد یا دیر میں اس کا وہی ارادہ جسنے مطلوب کی ذات میں فانی کردیا تھا شعور کی حالت میں پلٹا لائیگا اور جو کیفیت فنا و عدم شعور کی طالب پر اُسکے ارادہ اور قصد کے بغیر پیدا ہو گی یا وہ ہلاک کردے گی یا تا عمر اُسکو اپنی ذات و صفت کا افاقہ ہی نہوگا۔ اسکی مثال یون ملاحظہ ہو کہ جیسے کوئی سونے کے لیے لیٹے اور ارادہ کرے کہ سوؤں۔ اور سو جائے پھر جلد یا دیر پر اُٹھے تو اُسکو نیند کی حالت سے وہی ارادہ (کہ پھر سوؤن) بیداری کی حالت میں لے آتا ہے یہی طالب کے فنا و شعور کا حال ہے۔

خواجہ صاحب فرد الاولیا کی خوش بیانی سنکر پھڑک گئے اور فرمایا بات ذہن میں آگئی واقعہ آپ تو حضرت سے بڑھ گئے۔

جبر و اختیار

میں یہ چاہتا تھا کہ اسکے متعلق اپنے خیالات بھی جو خزانۂ خیال میں جمع ہیں ظاہر کرون اسکے بعد **فرد الاولیا** کے مضمون کو درج کرون مگر چونکہ عقائد کا ایک اہم مسئلہ ہے جسکی نسبت ہر شخص کا کام نہین کہ قلم اُٹھائے آپنے جو کچھ تحریر فرمایا ہو وہ پوری طرح پر اہل سنت والجماعۃ کی تائید میں ہو اور فرد الاولیا ہی جیسے لوگوں کا کام ہو کہ ایسے اہم مسئلہ پر قلم اُٹھائیں اسلیے اس مضمون پر کچھ اضافہ کرنا یا اُس سے بھی تفصیلی صورت میں اپنے خیالات کا ظاہر کرنا گویا ع

سورج کو چراغ ہی دکھانا ہے ان بیان بعینہٖ عبارت ہی نقل کر دیتا ہوں ناظرین خود ہی اپنے خیال و سمجھ کے مطابق اندازہ کرلیں۔

آنچہ در بارۂ جبر و اختیار و استحقاق ثواب و عقاب استفسار فرمودہ اند نوشتہ میشود کہ حال اشیاء را نسبت بعلم ازلی و قدیم عالم تقدیر گویند۔ و نسبت بظہور و خلق عالم اسباب و تدبیر نامند حضرت حق تعالیٰ مدار ہر کار را بر ہر دو عالم نہادہ چنانچہ تقدیر اکل و شرب را در عالم ظہور و اسباب بتدبیر مہیا کردن سبب و رسانیدن ماکولات باہم کرد و تقدیر لباس را در کسوت ظہور بہ پیرایہ جمع ساختن تار و پود فراہم ساخت۔ و ہر کارے کہ تقدیرش یا تدبیر معین او برابر افتاد آن کار ہویدا شد و معلوم شد کہ باین اسباب تقدیر شدنش بود و ہر امر کہ جلوہ گر نشد یا تقدیر شدنش نبود یا مقدرست ولیکن نہ ازین اسباب و بدین وجہ کہ خلق را نظر از سبب برگشتہ بصرف اسباب دوختہ نشود گاہ بہ رسم خرق عادت جہت اظہار قدرت بے وسیلہ اسباب ہم بعض امور را در عالم تکوین می آرند۔ چنانچہ ظہور نار از شجرۂ موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و نزول مائدہ از سماء بدعاے عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام و امثال آن چرا کہ بر آسمان نہ غلہ بود نہ شہد و نہ مرغ و نہ ماہی و نہ تخت پزانیدن بقوم عیسیٰ علیہ السلام افتاد خود تیار و پختہ از آسمان فرود آمد۔ الحاصل آنچہ در علم قدیم ازلی مقرر شدہ است در عالم ظہور سببہا را موافق آن مقرر علمی برکردہ ظاہر می سازند کسی را کہ در علم ازلی شقی کردہ اند در عالم تکوین ہم علامات شقاوت ازو ہویدا میکنند و در سعید ازلی آثار سعادت۔ باقی ماند کلام درین کہ چرا یکے را سعید کردند و یکے را شقی این محض از تقاضاے حکمیت کہ عقل کل را در ادراکش امی حیران و بظاہر مثالی توان گفت کہ باغ آرائے نصب کنندہ اشجار بعضے درخت را برائے سوختن نصب می کند و از جگری آب رسانی مثل درختان دیگر بہ تعاہد سرسبزی ہا میکرد۔ چون آن درخت بکمال خود میرسد آنرا قطع میکند و آرہ بر سرش میرانند۔ و ہر درخت را کہ قابل قطع باشد میگذارد و باغبان را چہ سبب کہ مالک باغ کدام درخت برائے چہ می پرورد و مدار ثواب و عقاب بر ہمین عالم تکوین و اسباب است نہ بر عالم تقدیر ازلی چرا کہ بعالم تقدیر فعل از کسے واقع نمی شود کہ ثمرۂ آن ثواب و عقاب پیدا آید تا نسبت بحضرت۔ و ہم خطیئت آدم در علم بود نہ سبب فعل ہمارا نشد چون بعالم تکوین آمدند ماموریت شدند۔ و ثمرۂ اش کہ برآمدن از جنت بود ہویدا شد و در عالم تقدیر برآوردن از بہشت شعلہ ہدایا مگر ہمین کہ ارادۂ بیرون آوردن در ظہورش بعد ایجاد بہشت صدور فلافہم "

از حضرت ابو البشر در چنین عالم اسباب را عالم تکلیف میگویند که امروز رضا بجمیع اسباب
خیرست و سعی اسباب شر خلاف حکم و رضا اگرچه در تقدیر ازلی اراده عدم تهیهٔ اسباب
خیر متعلق شده باشد و آن را مراد گویند و این راه اطاعت را مرضی بود در عرف عالم که مراد و مرضی
را مترادف می انگارند و یکے را بجاے دیگرے باستعمال می آرند محض محاوره و اصطلاح ست
دگرنه بحقیقت مرادنچه اراده کردنش باشد مرادست. اگرچه خلاف طبع خود باشد. وانچه
موجب رضاے طبع خود باشد مرضی ست. اگرچه خوب تامل کافی ست مگر معهذا برای تصریح
نگاشته که باعتبار حق تعالے ظهور مرضی اش بے اراده نیست. و هرچه که اراده باو
متعلق شد ضرور نیست که موافق رضا باشد و مستوجب آفرین و تحسین بنده و انعام گردد
و در عالم تکلیف حکم برضا جوئی ست نه بر دریافت مراد حق چه دریافت مراد بجز این آثار
ظاهری و سبیلے دیگر نیست. باقی ماند سخن درین که ظهور مراد حق ضرور پس درین صورت
بنده هم در اختیارش مجبور. جوابش آنکه چون همه صفات در بنده ظاهر گردند اراده
که صفتی ست قوی نیز باو دادند پس هر فعل خیر و شر را نسبت بخود کردن گرفت
چنانکه میگوید که من کردم و من گفتم و من شنیدم و من رفتم. و نسبت فعل بحضرت حق هرگز
نمی کند خود را مختار میداند چرا که معنے اختیار اینست که بعد اراده کار تحصیلش کوشد
لهذا رعشه مرتعش را که بے اراده می شود فعل اختیاری نمی شمارند. و اگر کسے نقل رعشه نماید
چون باراده است حرکت اختیاری انگارند پس معنے اختیار اینست که فعل باراده کرده شود
و جبر خلاف و مقابل نیست چنانچه موت که بے اراده انسان می آید پس انسان درین مجبور
است و آنکه بندگی و راه اطاعت را در عرف عام جبر میگویند این جبر مجازی ست و اصطلاحی
چنانچه پادشاه کسی را کاری بفرماید که بر مزاج آن ملازم گران باشد و بسبب اطاعت فرمانبرداری
بجا آوردنش ضرور باشد پس جبر حقیقت نیست چرا که آن محکوم انجام این مشاق
باراده میکند ولیکن اراده اش در اراده سلطان مندمج گشت نه اینکه اصلا اراده ندارد
حتی که درین فعل او را مجبور دانند یا حرکت مرتعش خوانند پس این جبر حقیقی ست -
و حال اینکه بظاهر در سمع باختیار خود نیست حتی که اگر خواهد که بعضے لفظ بشنوم و بعضے
نشنوم ممکن نیست و بیرون از وسع ست چنانکه در گفتگو که هر لفظی که خواهد گوید و هرچه
خواهد نگوید باین همه خلق سمع را نسبت بخود میکنند و میگویند که من بقصد می شنوم و نه شنیدم

اختیاری بجز این نیست که فتیله را مشتعل سازند و در نور افشانی چراغ و انعکاس
شعاع مدخلے ندارند با این همه میگویند که من خانه را روشن کردم و در پختن طعام باراسے غیر
ازین نه که غله و آب یکجا کرده آتش دهند اما اختیاری آن ولا ندید بود کنش از وسع خود نسبت
با این میگویند که من طعام را بتر درست کردم پس معلوم شد که بغلبهٔ صفت ارادهٔ همه چیز را
باختیار خود نسبت میکنند و مختار حقیقی را صاف سهو میکنند پس امذا درین عالم
تکلیف کسب هر فعل را باختیار خود میدانند پس لاجرم مورد ثواب و عقاب شدند
اگر خود را تمامتر بری از کسب اختیار دانند درین ورطه نا افتند که از مجانین بازپرسی
نیست و همین معنے چون سائل بحضور پیغمبر صلی الله علیه وسلم عرض کرده بود که چون همه
چیز از خواست خداست کفر ما هم از مشیت اوست پس چرا مورد عقاب باشم
وحی آمد یعنے این سخن زبانی میگویند و اذعان و ایقان باین امر ندارند چه اگر حقیقت
میدانستند که هر چیز از طرف خداست و هر چیز را از طرف خدا می فهمیدند بصبر و شکر گردن
می نهادند و هر آئینه مسلمان میشدند و کافر نمی ماندند بے حقیقت دل این سخن میرانند
و راست ست هر که انتساب هر چیز بحضرت حق دارد لابد مسلمان ست و در بجا آوری فرمان
ساعی بجان خلاصه آنست که حال تقدیر ازلی نامعلوم و در عالم کسب که دعوائے
اختیار داریم در بازپرس افتادیم و سزاوار عقاب و ثواب شدیم و این دعوی اختیار هم
از عطائے اوست لیکن خوارق عادات و عقل و هوش و قرآن شریف را براهین ساخته
که اختیار خود را بند هیچ باختیار حق دانند و این راه گم کرده بجائے دعوی اختیار
افتادیم رد حجت و برهان نکردیم و در صورت دعوے اختیار لازم بود که بحجت
اسبابے معین فکر حجج و براهین همراه ما کرده اند حال اختیار خود می فهمیدیم پس
گرفتار شدیم و در وقت حجت میگوئیم که ما را چه اختیار ست و در وقت برآمد کار
میگوئیم که من چنین کردم۔ و چیزیکه بے ارادهٔ ظاهر ست و جائیکه سبقت اراده شد
جبر نماند گو آن اراده بسبب گفتن دیگری باشد۔

فرد الاولیاء و علما و مشائخ عصر کے باہمی مراسلات

فرد الاولیاء مشائخوں سے زیادہ تر ایسے لوگوں سے مخلصانہ برتاؤ رکھتے تھے جنکا کہ تمام علماء میں بھی

اہل علم صوفی آپکے نزدیک جاہل صوفی سے زیادہ قدر کے قابل تھے یہی سبب تھا کہ بزرگان سلون سے علاوہ اسکے کہ اتحاد سلسلۂ طریقت بھی تھا علم نے زیادہ اس خلوص کو بڑھا دیا تھا۔ زبدۃ الکاملین حضرت شاہ پناہ عطا عرف جی میاں صاحب قدس سرہ کے اخلاص نامے برابر آیا کرتے تھے جسمیں زیادہ تر خلوص و اتحاد کے مضامین ہوا کرتے تھے۔ آپکو فرد الاولیا کے ساتھ اسقدر خلوص تھا کہ اکثر خانگی امور مثل نظم خانقاہ وغیرہ میں بذریعہ خط آپ سے نیک مشورہ لیتے تھے۔ چنانچہ ایک سال بعض خانگی تعلقات و تفکرات کے سبب آپکا ارادہ ہوا کہ مسند ہدایت و سجادۂ خلافت حضرت شاہ محمد حسین عطا قدس سرہ کو تفویض کرکے خود ہجرت کر جائیں اور سلون کی اقامت سے یک قلم دست بردار ہو جائیں۔ ایک خط جسمیں یہی امور مشورت طلب تھے۔ فرد الاولیا کے حضور میں روانہ فرمایا آپنے اس نیک خیال کے متعلق بہت کچھ اپنی مفید رائے لکھکر روانہ فرمایا اور محض خانگی تعلقات و تفکرات کے سبب ہجرت کو پسند نہ فرمایا۔

حضرت شاہ خدا بخش قدس سرہ ساکن جھنجھنا کے ساتھ جو حضرت مولانا رسول نما قدس سرہ کے خلیفہ حضرت شاہ غلام امام قدس سرہ کے جانشین تھے فرد الاولیا نے اس چھوٹے ہوئے قدیم تعلق کو جو تاج العارفین و حضرت شاہ غلام امام قدس سرہما کے باہمی تھے از سر نو زندہ کیا صوبہ بہار میں جسقدر مشائخ و علما تھے انکی تعداد تو بکثرت ہے ہر ایک کے ساتھ فرد الاولیا بہت کچھ خلوص برتتے تھے۔ اور اکثر لوگ تقریب عرس میں تشریف بھی لایا کرتے تھے۔

صوبۂ بنگال میں ڈھاکہ کے سرآوردہ بزرگ حضرت صوفی شاہ دائم قدس سرہ کے جانشین حضرت صوفی شاہ بقیت اللہ و صوفی شاہ حفیظ اللہ و صوفی شاہ نور اللہ قدس اللہ تعالی اسرارہم سے برابر سلسلۂ رسل و رسائل جاری تھا۔ اور اکثر بزرگوں کو اسی خلوص نے فرد الاولیا کی ملاقات کو پھلواری تک پہونچایا۔

علما سے مولوی مفتی شرف الدین رامپوری و مولوی شجاع الدین حیدرآبادی و مولوی حیدر علی لکھنوی سے برابر مراسلات تھے بلکہ مفتی شرف الدین رامپوری ایک بار آپکی غائبانہ تعریفیں سنکر پھلواری تشریف لائے اور آپکی ملاقات سے بہت محظوظ ہوکر اپنی تصنیفات سے چند رسالے بھی فرد الاولیا کو ہدیۃً عطا فرما گئے۔

مذکورۂ بالا علما و مشائخ کے نام جو خطوط فرد الاولیا کے طرف سے گئے تھے ضرورت تھی کہ انکو منتخب کرکے سلسلہ وار درج کر دیے جاتے مگر چونکہ مجھے فرد الاولیا کی انشا پردازی کے متعلق

اپنی رائے لکھنی ہے اور اُسکے ثبوت مین خطوط ہی پیش کرنے کی ضرورت پڑے گی اسلیے مناسب سمجھتا ہون کہ اس جگہ قلم انداز کرکے انشاپردازی کے بیان مین موقع سے درج کرون -

فردالاولیا کی انشا پردازی

وبلاغت و فصاحت کی متعلق ہمارا ہرگز یہ دعوے نہین کہ آپ عربی نظم و نثر لکھنے مین امرأ القیس و لبید و فرزدق کے ہم پلہ تھے - یا آپکی فارسی نظم نظامی و خاقانی کی نظم سے ٹکر کھاتی تھی - ہرگز نہین کیونکہ دنیا کے ہر ذوی فہم کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ غیر ملک کی حاصل کردہ زبان ہرگز اپنی مادری زبان کے برابر ہو نہین سکتی ایک ادنی اعرابی دہقانی جس سلیقہ کے ساتھ اپنی مادری عربی زبان مین اپنے مطلب کو ادا کرسکتا ہے وہ عجمی اعلی لیاقت کے عالم سے بہت دشواری سے ادا ہوگا میری محدود عقل خود اپنی اُردو زبان سے نہایت عمدگی کے ساتھ اسکا فیصلہ کر لیتی ہے بلکہ ایسی نظیرین ہر روز اسکے پیش نظر رہا کرتی ہین کہ جو عربی النسل یا فارسی نژاد اشخاص علم کی حیثیت سے اس اُردو زبان کو حاصل کرتے ہین وہ کس قدر دقت سے ہمارا آپکا روزمرہ ادا کرتے ہین بلکہ بعض وقت ایسے الفاظ اُنکے زبان سے نکل آتے ہین جو اس محل کے لائق استعمال نہ تھے اسیطرح میری حاصل کردہ عربی یا فارسی یا انگریزی زبان کا بھی حال ہے -

دوسری بات یہ ہے کہ ہر زمانہ وقت کے اعتبار سے کسی ایک علم کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے موجودہ زمانہ کی علمی ترقی کو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ فلسفہ جدید کی دلربا یا نہ صورت کی دلدادہ ہے یہی سبب ہے کہ ہر عام و خاص کے دماغ مین فلسفۂ جدید کی ایسی تیز روشنی پڑ رہی ہے جس سبب سے اُنکی آنکھین سوائے فلسفہ جدید کے کسی دوسرے علم کی خوبیان محسوس نہین کرتین اسی طرح **فردالاولیا** کا مقدس زمانہ بھی تھا جو علوم و فنون کے اعتبار سے علم منطق کا دلدادہ تھا اور ہر شخص مین علم منطق کا ایسا تیز اثر تھا کہ جب کوئی نیا متعلم مدرسے سے نکلتا تھا وہ اپنی زور تقریر سے مٹی کی دیوار کو یقینی سونے کی دیوار ثابت کردیتا تھا چنانچہ خود **فردالاولیا** کے تیسرے بھائی مولوی معنوی مولانا شاہ **محمد امام** پھلواروی قدس سرہ کو اپنے تبحر علمی کے سبب یہ دعوی تھا کہ مین نے منطق ایسی سمجھی اور سیکھی ہے کہ اگر چاہون تو گانون کے رہنے والے اہیر و جولاہون کو نہایت آسانی کے ساتھ یہ علم سمجھا دون -

درحقیقت اس زمانہ مین منطق ترقی کے ایسے ہی اعلی زینہ پر پہونچی ہوئی تھی کہ اگر اُسوقت اس فن کا کوئی بھی اس سے بھی زیادہ دعوی کرتا تو صحیح ہوتا - اور اسکے وجوہات جہان تک غور کیے جاتے ہین تو یہی ثابت ہوتے ہین کہ جس زمانہ مین فلسفۂ قدیم کی تردید کے خیال سے علماے اسلام نے علم کلام ایجاد کیا

اسی زمانہ مین اسلامی علوم و فنون بھی مخالفین کے شبہات دفع کرنے کے لیے منطق و فلسفہ کے محتاج کردیے گئے اور جو اصول ان اسلامی علوم و فنون کے قائم کیے گئے وہ منطق و فلسفہ ہی سے مستنبط کردیے گئے۔ اسی لیے علمائے اسلام تحصیل علم منطق کی طرف ضرورت سے زیادہ مائل تھے اور انکی ساری ہمتین اسی ایک ضروری علم کے سیکھنے کی طرف مبذول رہتی تھین اسلیے علم ادب کا پورا مذاق انمین پیدا نہو سکتا تھا۔ صرف تفہیم و تفہم کے لیے سلیس اور آسان عبارت مین اپنا عندیہ اور مطلب ادا کرلیا کیے۔ پھر جب علم ادب کی ترقی کا یہ عالم تھا تو مین ایسا ناقابل تسلیم دعوے کیونکر کرسکتا اس جگہ فرد الاولیا کی عربی انشا پردازی کے متعلق جو کچھ دکھانا ہے وہ صرف اسقدر کہ باوجود ایسی تحریرین کم ہونے کے آپ کی عربی تحریرین کس درجہ سلاست و وسعت کا پہلو لیے ہوے ہین ہمارے اس دعوی کا ثبوت فرد الاولیا کی بعض مذکورہ بالا تحریرون سے میرے ناظرین کو اگرچہ مل گیا ہوگا مگر خصوصیت کے ساتھ اس جگہ فرد الاولیا کے دو عربی خط جو سید ادریس مغربی علیہ الرحمۃ کے نام گئے تھے درج کرتا ہون۔

مکتوب اوّل

قد ذاب من الفراق لحمی و دمی	و ازداد من الشوق الیک المی
کم اکتب قصتی الیکم بدمی	کم اصبر یالیت وجودی عدمی

صاحب الجود و الکرم۔ جامع الحسنات و الشیم۔ معدن الاشفاق العظیمۃ۔ مخزن الاخلاق الکریمۃ۔ العالم المبجل المفخم الفاضل الافضل الاعظم۔ عین اعیان الانسان۔ و انسان عین الاعیان بقیۃ السلف۔ زینۃ الخلف الجوہر الفرد النفیس و النقیۃ الاورع الندیس مخدومی مولائی السید محمد ادریس اکرمہ اللہ بکرامتہ و رفع درجاتہ و بارک فی حسناتہ و ابلغکم السلام من خیر ہدی الاسلام مع کمال التعظیم و الاکرام رحمکم اللہ و بارک نکمہ احوال قلبی من الاشتیاق ضبطہ بالکتابۃ لایطاق لایحملہ القرطاس و لا یسعہ الزمان و لو نمق القلم نبذا من اشواقی و نمق مشرذمۃ من سبق لاحترق بنار الفراق و اشتعل کالحطب حرق و سعید ما یکتب ما یرید

علی مقدار ذرة من سعة الارض ولا یکون فی جنب قطرة من البحر
مداد التحریر ما فی ضمیری لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات شوقی
ولو جئ بمثله مدادا فعطفت عنان القلم الی مضمار بیان الهم
فیا عجبا من امثال هذا الشفیق بل الاشفق ان یقیم من مدی الزمان
فی بلدة کانفور ولا تطلعنی من احواله الشریفة واقامته المنیفة
ولا تخبرنی عن اخبار الاخیار وهو یعلم فرط محبتی بحضرته
وخلوص مودتی لخدمته یا لیت شعری تمکنه فی کانفور من بدو الزمان
لا استکثرت الکتابة علی حسب ما یمناه قلبی من شکایة الهجران
وکیف اطمئن قلبکم یا مولانا انسیتم الخلان والمخلصین من الاحباب
ام نظرتم علی عیوبی التی تجاوزت من الحسنات یا مخدومی قد بلغنی
الکتاب من تلقاء اعجه واعزی واخی الذی تدمع عینی بفراقه
دموعا وتجری الدمع فی هجره من مقلتی عیونا کانی ذقت بفراقه
کاس داء لا دواء له وشربت فی بعده شربة مرض لا شفاء له
اعنی صاحبی مولوی احمد علی ابو الفضل الذی اقرب رحما وقرابة
منی الآن القاه الزمان بعید لمنی وکان مذکورا فی مکتوبه
خیر ذکرکم وکرمکم علی الحاضرین فتعجبت وحمدت الله علی
ما وجدت ما فقدت وکانی وصلت الی من کنت فی تجسسه
وصرفت العمر فی تفحصه فشکرت الله شکرا کثیرا فله الحمد
علی نعمائه والشکر علی آلائه فاردت ان اکتب فی حضرتکم
شرح شوقی قلبی وشکایات نسیانکم عن المحبین وعدم
مکاتبة المکاتیب وارقام الرقائع فکتبت هذا الکتاب
راجیا الیکم بارقام الجواب لتطمئن قلبی وما مضی علی من
الهموم والغمة فی هذه الازمنة والمدة لا یتحمل القلب بذکره

صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیالیا

وما اصابنی من مصیبة لا یضبطه التحریر ویذیب الکبد بتذکرة

ما دار الفلك على مرادي ساعة الا وقد اداره القضاء على خلاف مرادنا ومنها الاسيما نزل من هائل عظيم ولعله قرع سمعك ايضاً ارتحال الى مرشدنا وشيخنا نعمت الله القادري رضي الله عنه وافاض علينا فيوض روحه وانتقال استاذي ومولائي سيدي مولوي احمدي قدس سره كانما انطفى السراج ووقعت دفعة في غيابت الجب ليس فيها نبراس ولا ضياء الشمس واوقعني الدهر في ظلمة لا يرى فيها سنا برق نجم ولا نور نير ولا ضوء النهار

ايا عيني فيضي كالسحب	دموعاً مثل قطار الغمام

ولا تمر على ضحوة ولا تنقضي ليلة الا وابكي دماً على توحدي وتفردي وارجوا من الطافكم السابقة ان تذكروني بخير في الدعوات وان تكتبوا الى كتاباً متضمناً بجميع الحالات يكون لي حرز الدافع لالام الفرقة وعود الدافع اوجاع الهجرة ابقاكم الله تعالى ما دارت الافلاك وعمرت الاملاك وتحركت الاغصان واهتز النسيم في البستان والسلام عليكم وعلى من لديكم۔

مكتوب آخر

يا من ذاب كبدي بفراقه	واحترق قلبي بنار شتياقه

سلمه الله تعالى وعصمه عما لا يرضاه ورقاه الى متمناه وزاد الطافه والرحمه الله الكريم بكرامته وخصصه برافته يلتمس في حضرتكم العلية ويكتب تسليماً متكاثراً متوافراً في خدمتكم الشنية محبكم المخلص الصميم ابو الحسن بقلب سليم في البيت فيتمنوه بقبول حسن مضى الدهر في الفراق ولم يصل الينا كتابكم ومر على قرن وما تشرفت بخطابكم حتى يطمئن قلبي بدراية اخبار خياركم وم تبين لي محل اقامتكم الى الان ولا اشعر وعجلت بكتابة من عندي د كلفتكم بارقام الجواب وما كنت للغيب بظنين ولا من موضع

مقامکم علی یقین واللہ علی ذلک لشہید امین ولا فما تمہلت وما توقفت فی ارسال الرقائم وایصال المکاتیب اللہ یعلم حال قلبی وما بلغنا من ھم وغم من ارتحال سیدی وشیخی وابی مرشدی رضی اللہ عنہ لا یطاق قلبی بارقامہ ولعلہ قرع سمعک الشریف ایضا وقعت علی واقعۃ بل قامت قیامۃ لا یتحمل القلم والقرطاس بضبطہا الان ارجو من الطافکم ان تشرفونی بارقام کوائفکم لیطمئن قلبی کنت بالعجالۃ بسبب استعجال حامل المکتوب وحال قلبی فی محبتکم واحوال لسانی فی ذکر شفقتکم الان کما کان والسلام خیر ختام الکلام وجمیع اخواننا واحبابنا واطفالنا یعرضون علیکم سلاما وتسلیما وتکریما ویلتمسون غایۃ الاشواق ونہایۃ الاشتیاق لخیر بقائکم وطول بقائکم اللہم امین

اب رہی فارسی انشا پردازی اسکے متعلق کوئی راے دینا فضول ہے کیونکہ ہندوستان مین جسطرح ہماری ملکی زبان اردو کی ترقی دیگر زبان کے اعتبار سے خاص امتیاز رکھتی ہے اسیطرح ہندوستان کے سلاطین اسلامیہ کے عہد سے لیکر آج سے سو پچاس برس پہلے تک فارسی زبان کو بھی ملکی زبان ہوجانے کی حیثیت سے اردو زبان سے کہین زیادہ امتیاز حاصل تھا بلکہ اپنے اعلیٰ عروج کے سبب ملکی ہی زبان سمجھی جاتی تھی اور ہر شخص اپنی تحریرون وتقریرون مین فارسی ہی زبان سے مدد لیا کرتا تھا۔ یہان تک کہ انگریزی دفاتر مین بھی یہی زبان ذریعہ لازمی تھی اسلیے اسوقت ادنیٰ شخص بھی فارسی مین پوری لیاقت رکھتا تھا **فرد الاولیا** کو تو اس زبان سے فطری مناسبت تھی لیں اس اعتبار سے آپکی فارسی کو اہل زبان کی فارسی کہین تو مبالغہ نہوگا۔ مین اپنے دعوے کے ثبوت مین **فرد الاولیا** کے وہ مکاتیب جو ہمعصر علما ومشائخ کے نام جایا کرتے تھے درج کرتا ہون۔

مکتوب اوّل

بنام نامی حضرت زبدۂ ارباب طریقت کاشف رموز حقیقت قدوۃ السالکین شاہ **امیر الدین فردوسی** بہاری زیب فزاے سجادہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم **شرف الحق والملۃ والدین**

قدس سرہ ہمایہ مکتوب دستار بھیجنیکی شکریہ مین حضرت فرد الاولیا نے روانہ فرمایا تھا

شاہ صاحب شمع دودمان شرف و کرام و اشرف خاندان فخر عظام معدن نوازش و الطاف و کرم مخزن اشفاق معظم و مکرم زادت اشفاقہم بعد اہداے ہدیہ سلام مسنون اسلام و اکرام تمام و تعظیم تمام و ابلاغ تحفہ تمنا و آرزوے شرف مشافہہ کہ اہم امنیت ست مشہود خدمت بابرکت و لائح راے عطوفت پیراے می سازد نامہ تسکین طراز و صحیفہ تسلیہ اعجاز مبذول و مکرمت شمول بغمداری و شکیبائی مرہون لطف و کرم نمود۔ ہر چند موجب خوگری طبیعت الحال ہر امریکہ پیش می آید و ہر سانحے کہ رومی نماید خاریست کہ بدل میخلد، و نشتریست کہ برگ جان میرسد و ہر نفسی کہ از دل می آید آہیست کہ از سینہ تا زبان می سوزد۔ لیکن تا وسع بصبر می پردازد۔ و از سیل اشک بر نائرہ غم آب می ریزد و از راہ کرم و الطاف و یگانگی و اتحاد تبرک درگاہ اقدس انتباہ آنحضرت معلی منزلت سر دفتر اسلاف کرام و مفخر اولیاے ذوی الاحترام جناب مخدوم الملک شرف العالمین قدس سرہ العزیز و رضی اللہ عنہ و افاض علینا فیوض روحہ کہ مرحمت شدہ بود بہرہ بخشیہا فرمود۔ و بر سر و چشم داشت۔ جائی کہ تمامے از البسہ آنجا موجب اعتزاز و غفران ست۔ و دستار کہ راس اللباس و سر ملبوسات ست لاریب پر از ہزار برکات ست۔ لیکن خاکسار امیدواری مراسم الطاف خاصہ از خدمات درویشان آن وارد گاہ گاہے از راہ کرم بر مزار فیض آثار آن چارہ بیچارگان و سرمایہ بے مایگان وارث انبیا سر حلقہ اولیا حضرت **مخدوم** رضی اللہ عنہ بعد استلام پائین فخر صدر سالکین در بارۂ استقامت بر این جادۂ مردان و سجادۂ پاکان و حفظ از مکروہات جہۃ خاکسار بالتجاے تمام دعا فرمایند کہ اینچنین لطف و کرم از نوازشات دلی و خصوصیات قلبی ست۔ و دعاے عافیت با حضور دل در اجابت اہتمام دارد والسلام و الاکرام

مکتوب ثانی

بنام نامی حضرت سر دفتر ارباب فقر و فنا حضرت شاہ پناہ عطا معروف بچی میان صاحب چشتی سجادہ نشین سلون بماتم پسری و وفات سر دفتر درویشان خدا پرست سر حلقہ سرمستان

جامع الست حضرت شاہ کریم عطا سلونی چشتی قدس سرہ - اس مکتوب میں کلمات اعتبار بے ثباتی دنیا کی کیفیت اور اُس سے تعرض کس پیرایہ جملوں میں تحریر فرمایا ہے -

شاہ صاحب رونق بزم کرامت شمع انجمن لطف و لطافت مورد فیض قدس فروغ مجلس انس متعلق باخلاق رحمانی مجمع کمالات انسانی - ابقاکم اللہ تعالیٰ علی مسند الهدایۃ والارشاد ما بقی العالم علی نہج السداد - سلام مسنون اسلام - با اکرام تمام و تکریم تام کہ ہدیہ ارباب کرم است - و تمناے و آرزوے کمال گرامی مواصلت و تعظیم کہ تحفۂ اصحاب فضل را زیبد مقرون قبول باد - نیل و نہار خود بدستور معروف یاد الطاف فرمائیہا و کوائف احوال مفصل گذارش نمودن بیرون از وسع خود است تا محکی انبای این نشاء اولی بر رہروان جادۂ سرمدی و مقیمان حرم سراے ابدی نیک ظاہر و ہویداست کہ ساخت اینجا برای شکست است - و ہستی وفنا این دار دنیا بر تاجوران ملک بقا و شہریاران اقلیم وحدت سراپا آشکارا و پیدا کہ کاشتن اینجا براے درست و نگاہداشتن گویا این دار صفت فنا دست و بنیاد بے ثبات کہ ہمہ مرمات او بباد است - ایجاد متضمن اعدام و خلق مبنی افساد و انہدام سبحان الحی القیوم الذی لا یموت و لا یبقی الا وجہ ربک ذو الجلال والاکرام و کل شیٔ ہالک الا وجہہ فتبارک من بیدہ ملکوت کل شیٔ بنابر انکشاف این حال و انطباع این نقش بے زوال کہ کل نفس ذائقۃ الموت براۂ قلوب ہمہ ہمانا متحقق و متیقن است ہر ذی روح دست حسرت بر سر و انگشت حیرت بدندان است ناچار ہر جاندار و صاحب حیات را بملاحظہ حکمت و صنعت ایجاد کہ موجب وجودی با فنا دست بنظر منظور رضاے صانع پرداختن متحتم شد - و بدرک این معنے کہ ہر کسے آمادۂ وجود براے ہمین روز عدم شدہ بود و این روز عدم را پیش نما و زمان وجود اندیشیدہ بشکیبائی ساختن لازم گردید - و رنگ وکارندہ چون دست دراز آستین بے نیازی بر اشجار برار و بیچارہ درخت را با ہزار زبان برگ جز خموشی چہ یارا و باچندین دستہای شاخ در منع چہ اختیار و چہ چارا - اگر نالد پیش کہ نالد - و فریاد پیش کہ برآرد - از استماع برپا شدن ہنگامۂ حشر از ارتحال جناب غفران مآب حضرت بابرکت

شمع دودمان مجد وکرامت ورونق خاندان عز وولایت سر دفتر درویشان خدا پرست
سر حلقہ سرمستان جام الست مرجع علو واحتلا حضرت شاہ کریم عطا رفع اللہ روحہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ از دار فنا بدار بقا واقع شد و انتقال مکانے کہ ازین سرائے فانی
بملک جاودانی شد آسمان اندوہ والم وغم وکوہ غم وہم بر دل شکست وافتاد این حزن
نہ بحدیست کہ توان نگاشت و از انزوا فرمودن آنحضرت از اہل دنیا وپابندان
علائق این فانی سرا در روضہ رضوان وسراپردہ جنان انچہ بر فیضیابان خدمت
وطالبان صحبت رسیدہ کی تحریر توان آورد افسوس صد افسوس انا للہ وانا الیہ
راجعون نہ دل را چارہ صبر نہ جان را بارے شکیبائی واسفا واسفا چون آہ ونالہ را
بجائے نمی برد فریاد گرہ بگلو شد لاجرم بتسلیم دل سپردہ شد وآن مخزن کمالات
کہ اصطبار ادنے کمالات ایشان ست ورضا بقضا عین شان یقین کہ تسکین الم
خود پرداختہ بسرپرستی خوردان وباقیماندگان ومنتسبان ومتوسلان تشفی ایشان
سعی فرمودہ وغمزدائیہا نمودہ صبر وشکیبائی بخشیدہ باشند اللہ تعالیٰ آن معدن
اشفاق را بر مسند ہدایت سرپرست متوسلان وارادتمندان ومستفیض عالم گرداناد وفروغ
رہنمائی روز افزون کناد۔

مکتوب ثالث

بنام نامی قدوۂ ارباب صدق وصفا حضرت شاہ خدا بخش قدس سرہ ساکن جھجھنا
جانشین مرجع خاص وعام حضرت شاہ غلام امام یکی از خلفائے سیدی ومولائی
مولانا سید محمد وارث رسول نما بنارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مکتوب میں بجز مضمون
اظہار مودت وخلوص کے کوئی دوسرے مضامین نہیں ہیں۔

شاہ صاحب معدن کمالات انسانیہ مخزن اخلاق رحمانیہ انبساط بخش بزم طریقت
بزم آرائے بساط حقیقت سراپا نوازش وکرم مظہر الطاف اتم زاد لطفکم وازاد کرمکم
سلام مسنون اسلام با تکریم واکرام وآرزوے وتمنائے تمام مواصلت گرامی وشامہ سامی
کہ زیادہ از زیادہ وبیش از بیش ست بجز اے خدمت آن بزم آرائے حقیقت باد
بیش ازین بسیار نوازشنامجات تلطف آیات جناب شاہ صاحب حضرت شاہ

غلام امام رضی اللہ عنہ بود دلطف آمود مرہون "تمہارے یاد فرمائی میفرمود و باطلاع
خیریات و دیگر کوائف آنجا تسکین و طمانیت خاطری افزود و الحال کہ از مدتے دراز و از
عرصۂ بعید کسے نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی تسکین افزائے خاطر منتظران نرسیدہ است پیشتر
موجب تردد و تعلق خاطر فاتر و سبب انتشار دل تمنا منزل مے باشد اکثر بخیال آمد کہ
بارسال نیاز نامہ رابطۂ سابقہ را تازہ نماید مگر بسبب عدم میسر قاصد ازین ہم مجبور و
مقصر ماند درین ولا کہ شاہ صاحب شاہ **رضا شاہ صاحب** تشریف فرمائے
خانقاہ بودند عند التذکرہ معلوم شد کہ ساکن ہماندیار نزہت آثار اند۔ و اکثر تذکرۂ خیر
آنجا بدرمیان آمدہ و دریافت صحت و خیریت آنجا موجب تسکین دل و داد منزل و سبب [illegible]
ازدیادی گشت۔ الحمد للہ و المنۃ و از انجا کہ از مدتے بتلاش قاصدی بود و رسیدن شاہ صاحب
در اینجا و باز از اینجا عزم وطن شریف شان غنیمت شمردہ بارقام این اخلاص نامہ پرداختہ۔
چشم از اخلاق و کرم قدیمی آنست کہ از جواب باصواب اختصاص نامہ نزدوارقام خیریت
مزاج شریف و صحت و اعتدال عنصر لطیف و اطلاع دیگر کوائف آنجا طمانیت و تسکین بخشی
فرمایند و رابطۂ سابقہ مستحکم نمایند والسلام۔

مکتوب رابع

بنام نامی حضرت صوفی شاہ **محفوظ اللہ** قدس سرہ در بلدۂ چاٹگام مشتمل بر انکسار نفس
و اظہار ناقابلیت خود در بارۂ تعلیم و تعلّم علوم ظاہری و تربیت باطنی کہ ممدوح شخصے را برائے
تحصیل علوم ظاہری و تعلیم باطنی بخدمت **فخر الاولیا** فرستادہ بودند

شاہ صاحب مجمع فضائل انسانی و واقف معارف ربانی مخزن محامد و اخلاق معدن لطف و
اشفاق حاوی علوم ظاہریہ و باطنیہ زاد الطافہم۔ خاکسار **ابوالحسن** بعد سلام و آرزوئے
تمام گرامی موصلت و اکرام و تعظیم تمام و تمنائے کمال سامی مشافہہ کہ زیادہ از زیادہ و بیش
از بیش است مشہود رائے شفقت پیرائے میسازد در از استماع محامد و مکارم آن
خجستہ صفات چندانکہ اشتیاق دارد بیرون از انست کہ بہ تحریر آرد و شکر اللہ تعالے
کہ ہمچنین برادر این زمان موجب بقائے اسلام و اجرائے طرق اسلاف اند و برکت بخش
ابنائے روزگار اند۔ اللہ تعالے تا دیر بسلامت باکرامت دارا د۔ دو قطعہ نامۂ نامی

یکی محرره سابق بسبیل ڈاک بتاریخ بست و ششم شوال ۱۳۱۳ هجری و دیگری محرره
دہم ماہ مبارک رمضان سنہ صدر مع سعادتمند اقبال نشان میان احمد الله
صاحب سلمہ الله تعالی بورود مسعود مرحون یاد فرمائیہا فرمود - ہرچند من ناکارہ و
درماندہ را چہ صلاح و یارائے تربیت علوم ظاہری کہ بکسے تعلیم نماید و علوم باطنیہ کہ
بالاتر از ظاہر ست خود فہم آن ہم ندارد چہ جای افاضہ چہ جائیکہ سعدی
علیہ الرحمۃ فرمایند ؎

ہوس تو ہیچ طبعے نپزد کہ سر نبازد | ز پئے تو ہیچ مرغے نپرد کہ پر نریزد

این کار مردان راہ ست از من خاکساری راست آید اما بر طریق سلوک پیران چشتیانی
و نشست یکجائی اختیار کرده آنچہ از بزرگان گوش زده بموجب رسم ادای نماید و فتح باب
بید مفتح الابواب - معہذا باطاعت امر شریف گوش کرده بدل کوشش مرکوز خاطر شد
لیکن چونکہ سعادتمند ممدوح بس طفل و سفر ناکرده و رنج مفارقت ناکشیده از جناب استقرار
مزاج و ثبات بر اراده مستعد نشد برخاستگی ہر روز بطرز دیگرے شد لیکن الحمد لله کہ بیاد
حقوق آن یگانۂ حق پرست ہم از خود و ہم از تقریبات از برخاستگی و اراده ہائے دیگر
باز ماندند - ترجیح ارادۂ مکان بر دل مستولی شد و عزم وطن فرمودند و ہمراہی ایشان
بعضے ذکر حج و بعضے ذکر تحصیل علم بدیار مغرب از غازی پور و دہلی و از بعضے بیان تربیت
پذیری از کسانیکہ بنام فضیلت در زمرۂ مذہب جدید مشہور اند نموده با شخصیکہ
عازم حج بودند روانہ شدند و میان حاجی دائم از قریب دو سال اینجا رفتہ
بعد سیر شہر و دیار این صوب چند ماه در چپره ماندہ پیش از ورود الطاف نامۂ ہی
کانپور شدند رقعۂ شریف والیس میرود و سوالے و قطعہ مکتوب کرم اسلوب گرے
کہ حوالہ تفصیل بر آن بود ہنوز نرسیده و در امور منشی صاحب مخزن لطف و کرم منشی
حیدر علی صاحب اوصلہ الله الی متمناه تا وسع بدعا قاصر نخواہد شد
آینده رجا کہ گاہ گاہے از ارقام الطاف نامہ و دعاے خیر دریغ نخواہند فرمود -
و بسبب ہمین تذبذب مزاج سعادتمند در اقامت و مراجعت در ارسال و داد نامہ
توقف رو داده بود ورنہ باستعجال جواب نگاشتہ می شد - و بنام نامی مولوی صاحب
کرم گستر مولوی عبد الکریم صاحب خطے میرود زود باوشان فرستاده شود -

بخدمت شریف حاجی صاحب کرم گستر و مجمع خوبہا و لطف وسراپا محمود الصفات حاجی سید حسن علی صاحب سلام وتمنّے اشتیاق مشہود باد دریافت خیریت موجب شکر گردید از برادران خاکسار نیز مولوی صاحب جناب مولوی احمدی صاحب سلمہ و برادرم مولوی محمد امام صاحب سلمہ اللہ رہ بہا چند سال ست کہ تحیت افزو رشہ اند والسلام

ان بزرگون کے علاوہ جن جن لوگون کے نام کے مکاتیب ہین انکو بخوف طوالت قلم انداز کرکے صرف بعض علما کے نام کے مکاتیب سے صرف مولوی شجاع الدین حیدر آبادی علیہ الرحمۃ کے نام سے جو مکتوب گیا تھا اس جگہہ درج کرکے انشاپردازی کے مضمون کو تمام کرتا ہون۔ ناظرین غور فرمائین کہ فرد الاولیا نے اُن لوگون سے باوجود اسکے کہ آپکے معاصر تھے کن بڑی ادب کے لفظون مین مخاطبت کی ہے۔

مکتوب بنام

بنام نامی جامع العلوم حاوی الفروع والاصول المشتہر فی الشرق والصین مولوی شجاع الدین حیدر آبادی۔ یہ مکتوب طلب مین مولوی آل احمد بن مولوی معنوی شاہ محمد امام قدس سرہما کے گیا تھا ممدوح بہت کم عمر تھے جب یہان سے علیگڑہ گئے تھے چند مدت کے بعد والدین کر پھر فرار ہو گئے تو حیدر آباد پہونچکر مولوی صاحب کو رکے مدرسہ مین کتب حدیث و دیگر کتب درسیہ پڑہتے تھے فرد الاولیا کو خبر ملی تو ہنڈوی روپیہ بھیجکر وہان سے انکو طلب کیا مولوی صاحب ممدوح نے بہت فہمایش و تاکید سے انکو وہان سے روانہ کیا بعد پہنچنے ممدوح کے فرد الاولیا نے یہ مکتوب شکریہ مین مولوی صاحب ممدوح کیخدمت مین بھیجا۔

افضل الفحول جامع الفضائل بحر المعقول حاوی الفروع والاصول مستقیم علی الشریعۃ صاحب الحقیقۃ زاد مجدہم وعلومہم وازداد حمد اللہ تعالی ورسولہ الکریم قربہم و دنوہم ومتع اللہ المسلمین ببقائہم مع حلیہم باعطاء متمناہم کما من علی بانضمار عینی بلقاء ثمرۃ فوادی آل احمد سلمہ اللہ تعالی الحمد للہ علی شانہ واشکر بوسیلۃ اجابۃ الدعوات سیدنا محمد خیر الکائنات وعلی آلہ وصحابہ وازواجہ وعترتہ وعشیرتہ واحبابہ فضل الصلوۃ واکمل التسلیمات تسلیم وتکریم وسلام باکرم وتمنا وآرزو دی تمام گرامی موہبات و شرف مشافہہ کہ فوق از ضبط ارتقام و برتر از بیدی اقدام ست شہود خدمت بابرکت صاحب خیرات

مشکاتثره وجامع برکات متوافره باد خاکسار بروز شماری عمر بجاوات معهوده طوعًا وکرهًا
دقات بسر می برد و بهر حال و هر شان موجب شکر ست و بر وزانه بیاد الطاف گرامی مصروف
بوده است دعا ببقاے وجود ذی جود و فیاضی سامی لسوی سما فراز اللّهم آمین ثم آمین
محامد و مکارم ذاتی و صفاتی و خلقی گرامی که مخصوص خاصگان الٰهی ست و بذل انواع
الطاف و اشفاق نامتناہی سامی بحال خاکسار مهجور بر تقدیر که از زبان نور چشم مشار الیه
و بیان ثمرهٔ فواد موصی الیه بسمع رسیده و ممنون منتها ے گردانیده صدے و یا یا نے ندارد
کاین چشم التفات ہیچو تقیه اخیار و نخبهٔ ابرار مقبول بارگاه حق جل جلاله و مشمول عنایت
رسول مستشفیع بحق صلی الله علیه وآله وصحابه بذمن گنهگار تبکار را بدعا رساند

[احب الصالحین ولست منهم   لعل الله یرزقنی صلاحًا]

تاریخ ششم ماه جمادی الاخری سنه ۱۲۸۱ هجری نبوی قدسی نور چشم **آل احمد** سلمه الله
تعالے ورقاء بخیریت تمام و باصلاح و سعادت که متمنا بود در یں قصبه رسیده باصره
افروز چشمان منتظران و سرور افزاے دل مترددان شده معروف حمد و سپاس
او تعالی شانه و عم احسانه نموده ع چه شکر گویمت اے کارساز بنده نواز
اجر جزیل یاد فرمائی مهجوران بالنوع عاطفت و بر آوردسانی نامرادان و دور افتادگان
از فرط شفقت مضاعف باد الی یوم التناد هزاران هزار شکر حضرت خالق عزشانه
که درین زمانه ہیچون من ناکاره ہم چنین سعد و صلحا هستند که برکت انفاس شان
سلسلهٔ امید غفران عاصیان هنوز مستحکم و در از ست او تعالی دیرگاه با فاضت
سلامت داراد. و بر ایا از وجود پر جود خیر و برکت سامی مستفیض سازد.
امیدوارم که گاه گاهے باد قام رقائم کرامت نامه فرمائیه ممنون الطاف فرموده باشند
و انچه از استماع خبر حادثه ارتحال ستائے الصدق عبدالصمد رحمة الله علیه
بغفرانه و اکرمه بترقی درجاته شکستگی دل و فرسودگی خاطر بود و جه نگارد و بیدیت نخم
غم تازه میکند غفر الله له و اعطاکم جزاء بصبر جمیل یاد و ترین تاب نگارش نیافته است
باقی ماندگان را همیشه در سایهٔ عاطفت گرامی مستقل و انچه دارد و سلام بر ختم نکرد
اس کے علاوہ چند مکاتیب جو بنام نامی مفتی **شرف الدین** رامپوری و مولوی **حیدر علی** لکھنوی
کے نکھے گئے تھے وہ بخوف طوالت چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔

ہمعصر علماء سے فردالاولیا کی علمی مناظرے

فردالاولیا کا عزیز وقت جسطرح درس و تدریس تالیف و تصنیف ریاضات و مجاہدات نفس "نظم خانقاہ" وغیرہ مین صرف ہوا کرتا تھا اسیطرح علماء عصر سے اکثر بحث و مناظرہ مین بھی بسر ہوتا تھا۔ **پھلواری** کے ایک جلیل القدر عالم علامہ اجل ملا شاہ **محمد ظہور الحق** مجیبی قدس سرہ سے (جو **فرد الاولیا** کے اخص قرابتمند تھے) رفع السبابہ فی الصلوۃ عند الشہادۃ مین ایک غیر متعین زمانہ تک تحریری سلسلہ جاری رہا تھا **علامہ قدس سرہ** کا مسلک اس بارہ مین علماے سرہندیہ کا تھا اور **فردالاولیا** محدثین کے مسلک پر تھے۔ چونکہ یہ مسئلہ خود فقہاے حنفی کے نزدیک مختلف اور بعض متاخرین کے نزدیک ثابت ہے اور کتب حدیث و فتاوے اسکے ثبوت مین روایات صحیحہ اور بیانات قویہ سے مملو ہین اسلیے **فردالاولیا** اس فعل کو سنت مؤکدہ کو قریب جانتے تھے۔ **علامہ قدس سرہ** کے سوا قصبہ کو دیگر علما سے بھی اکثر علمی مذاکرہ بحث و مباحثے ہوا کرتے تھے **پھلواری** مین رسم عزاداری عشرۂ محرم مین نہایت اہتمام کے ساتھ کیجاتی تھی اور تعزیہ نہایت تکلف کا بنایا جاتا تھا جسکے مہتمم قصبہ کے اکثر رؤسا اور بعض ذی علم بھی ہوتے تھے۔ بیچارے جہلا تو اس رسم کو مسلمانی کا ایک رکن کجانتے ہین۔ انکو تو نہ پوچھیے بعض اہل علم کا انہماک بھی اس رسم کے برتنے مین نہایت افسوسناک دیکھا جاتا تھا **فردالاولیا** اکثر ان علما کو اس غیر مشروع رسم کے کرنے سے روکتے تھے یہی سبب تھا کہ اس رسم کے پابند بعض اہل علم سے گفتگو ہوجایا کرتی تھی **فردالاولیا** اس غیر مشروع رسم کو کبھی جائز نہین سمجھتے تھے اور علانیہ اسکے عدم جواز کا فتوے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ خطبۂ ماہ محرم مین آپ لکھتے ہین کہ

ماہ محرم بڑی حسنات و برکات کا مہینہ ہے مسلمانون سے جسقدر ممکن ہو خیرات و عبادات کرین اور ہر صغائر و کبائر سے علی العموم پرہیز کرین لہو و لعب و ہر بُری باتون سے بچتے رہین۔ یہ مہینہ اگلون کے لیے عید کا تھا وہ لوگ اس متبرک مہینہ مین کثرت سے عبادات کرتے تھے۔ مگر متاخرین مین اُمت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیے ایک عظیم الشان مصیبت کا دن ہوگیا اسلیے بدرجۂ اولے عبادات و طاعات و استغفار مین بسر کرنا چاہیے اور بدعتیون اور نفس پرستون کیطرح غم حسین علیہ الصلوۃ والسلام مین نوحہ و بین و دیگر غیر مشروع امر کی طرف مائل نہونا چاہیے۔ کیونکہ شریعت نے اسکی اجازت نہین دی ہے کما قال فے آخر عبارتہ

ولا تمیلوا الی الندبة والنیاحة کما یفعل اهل البدعة والاهواء فانه لارخصة فیها۔

بلکہ اسکے عوض کثرت خیرات وصدقات واطعام طعام ایصال ثواب وختم قرآن وختم درود ونوافل کی تاکید فرماتے تھے۔ جیسا اسی خطبہ مین جس جگہ عشرہ کے فضائل لکھے ہین لکھتے ہین۔

ایها الاخوان انه قد اظل الله علیکم شهر الله المحرم الحرام فاجتنبوا من الذنوب والآثام وعلیکم بالصلوة والصیام۔

ہان مصائب شہدائے کربلا پر رونا انکی مصیبتون کو صحیح واقعات لوگون مین بیان کرنا ضرور جائز رکھتے تھے۔ کیونکہ بعض صحیح خبرون سے ثابت ہو کہ قیامت کے روز سیدنا امام حسین وعلی جدہ علیہ الصلوۃ والسلام خدا کے حضور مین حاضر ہو کر فرمائینگے کہ اے رب میری مصیبت پر رونے والون کے حق مین میری شفاعت قبول فرما چنانچہ اسکو فرد الاولیا نے اپنے اسی خطبہ مین چند عبارت فضائل صوم وصلوٰۃ لکھنے کے بعد لکھا ہے۔

واعلموا ان فی ذلك الیوم قتل سبط الرسول وقرة عین البتول السید الشهید الامام الهمام ابو عبدالله الحسین علیه السلام مهموما مغموما جائعا عطشانا مظلوما علی شط الفرات مع اثنین وسبعین رفقاء من الاخوان والاقارب والاحباب والولدان ذوی المجد والکرامات ؎

ایا عینی لفیضی کالسحاب	دموعا مثل قطار الغمام
علی شهداء طعنان فیهم	حسینا عقد اجیاد الکرام

فکلما شربتم الماء البارد وبللتم الشفتین اسکبوا الدموع عن العیون فانه جاء فی بعض الاخبار ان الامام الحسین علیه السلام یجیئ فی عرصات القیمة ویقول رب شفعنی فیمن بکی علی مصیبتی۔

اور چونکہ شاعری کا مذاق آپکی طبیعت مین بہت غالب تھا اسلیئے دلی جذبے اور غم حسین کو اکثر مراثی وسلام کے ذریعہ سے ترکے رو لیا کرتے تھے کیونکہ بعض صحابہ وصحابیہ کا مرثیہ کہنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ثابت ہے۔ اور محدثین کے دستور کے مطابق عاشورہ کے روز کربلا کی مختصر واقعات کا سن لینا آپکے خاندانی معمولات سے تھا اسکے پابند تھے۔ آپکی خانقاہ مین

تاج العارفین کے زمانہ سے اسیقدر دستور چلا آتا ہے کہ عاشورہ کے روز شہادت کے وقت قُل خوانی ہوتی ہے اور اسمائے شہدائے کربلا فاتحہ اور دعائے ایصال کے وقت پڑھے جاتے ہیں فرد الاولیا منجملہ دیگر خاندانی معمولات کے اسکو بھی حسن عقیدت سے کرتے تھے۔ یہاں عوام کا قول ہے کہ فرد الاولیا تعزیہ داری و تعظیم چبوترہ کو جائز رکھتے تھے میری تحقیقات و معلومات کے مطابق اسکی نسبت فرد الاولیا کی طرف محض بہتان ہے۔ اہلِ حق کا ہرگز یہ مسلک نہیں کہ قول کچھ اور عمل کچھ ہو۔ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اگر درحقیقت آپ اس امر کو جائز رکھتے تو اپنے خطبہ میں

ولا تمیلوا الی الندبۃ والنیاحۃ کما یفعل اہل البدعۃ ولا اہواء فانہ لا رخصۃ فیہا

تحریر نہ فرماتے بلکہ بجائے اسکے تعزیہ داری و تعظیم چبوترہ کی ہدایت فرماتے اور مولوی اسمٰعیل شہید دہلوی علیہ الرحمۃ سے مناظرہ کے وقت تعزیہ کے جواز کی نسبت انکار نہ فرماتے۔ اسکے علاوہ پھلواری کے اگلے بزرگان کا یہ معمول تھا کہ ہر امر میں دینی ہو یا دنیوی اپنے شیخ و مرشد کی پیروی کرتے تھے اور اسوقت بھی جو لوگ انکے بزرگان کی روش پر ہیں ابتک وہ اسکے پابند ہیں مولوی ابو الحیوۃ پھلواری قدس سرہٗ نے اپنی کتاب تذکرۃ الکرام میں ایک جگہ اپنے والد حضرت شیخ العالمین قدس سرہ کے احوال میں لکھا ہے۔

> ایک شخص نے آپسے تعزیہ داری کے نسبت نذر بگر بنانے کی اجازت چاہی آپنے اسکو منع کیا اور فرمایا کہ اسکے بدلے محتاجوں کو کھانا کھلاؤ کہ اچھی نیکی اس مہینہ میں یہی ہے۔ نوافل پڑھو درود بکثرت دو میں رکھو تاکہ نیکیوں کا تحفہ سیدنا امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوۃ والسلام کی روح پاک پر ہدیہ کرو اور جو امر تم وغیرہ اسکے غیر مشروع ہے کیونکہ شریعت نے اسکی اجازت نہیں دی ہے۔ اس مہینہ میں بدعات سے خاصکر پرہیز ضرور ہے۔ تعزیہ داری گویا رفض کا پہلا قدم ہے کوئی منبر رکھتا ہے کوئی سیاہ کپڑا پہنتا ہے مکان سجاتا ہے کوئی سبیل امام حسین علیہ السلام بناتا ہے کوئی نوحہ پڑھتا ہے اور سینہ کوبی کرتا ہے غرض مختلف غیر مشروع و ناپسندیدہ عنوان سے غم حسین علیہ السلام کا اظہار کرتا ہے یہ کل افعال بدعت قبیحہ ہیں ہرگز اسکے گرد نہ پھٹکنا چاہیے بہرحال ان غیر مشروع افعال سے پرہیز کرو۔ اسکے بعد لکھتے ہیں کہ شیخ العالمین تا عمر تعزیہ خانہ میں نہ گئے۔ شب عاشورہ میں خود بھی تمام شب عبادات و طاعات کرتے اور محتاجوں کو بھی عبادت کی تاکید فرماتے و نیز مدت سے عبادت و اطعام طعام و کثرت خیرات کی ہدایت فرماتے اور تعظیم چبوترہ کی اجازت نہ دیتے۔

شعیب کو کس قدر ضرورت تھی کہ مزید تصدیق کے خیال سے اس جگہ تذکرۃ الکرام کی عبارت نقل کر دیتا مگر بخوف طوالت قلم انداز کر کے صرف مضمون ہی پر اکتفا کرتا ہے جسکا دل چاہے تذکرۃ الکرام مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ صفحہ ۳۲۳ اُٹھا کر دیکھ لے۔

اب قابل غور یہ بات ہے کہ شیخ العالمین کا یہ قابل تصدیق قول یقین ہے کہ مولوی ابوالحیوۃ قدس سرہ ہی تک محدود نہ رہا ہوگا بلکہ فرد الاولیا کے گوش مبارک تک ضرور پہونچا ہوگا۔ کیا کوئی انصاف پسند طبیعت اسکو قبول کر سکتی ہے کہ فرد الاولیا ایسا کام جسکے کرنے سے شیخ العالمین مانع ہوں وہ کریں اور اسکے خلاف میں جواز کا فتوے دیں ہرگز نہیں فرد الاولیا اپنے عقیدہ میں نہایت پختہ تھے اور کم علم صوفیوں کی طرح نہ تھے۔

حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الشریف سے دلی محبت اور قلبی شغف رکھتے تھے لیکن نہ اس طرح پر جیسا تفضیلیے رکھتے ہیں آپ شریعت میں بہت متشدد تھے اور صحابہ کی نسبت آپکا عقیدہ پورا اہل سنت والجماعت کا سا تھا پھلواری میں اس خیال کے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے عقیدہ اور خیال کو مدلل اور مستند کرنیکی غرض سے جھوٹی اور بے بنیاد روایتوں کی سند فرد الاولیا تک پہونچا دیتے ہیں میں انکو قول و روایت کی تردید نہیں کرتا لیکن تعجب یہ ہے کہ فرد الاولیا کی تحریریں افواہ و بیان کے خلاف کیوں ہیں۔ کیا عقل سلیم اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے کہ جس کے خیالات جسکا عقیدہ ایسا ہو وہ مضمون میں علانیہ علی رؤس الاشہاد افضل الصحابہ بالتحقیق امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق پڑھنے کی تاب کرے اپنی بعض تحریروں میں خلافت کی نسبت یہ لکھے۔

بر ظاہر است کہ اگر خلافت باطنیہ منحصر باولاد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم باشند کسانیکہ صلباً یا فرعاً علاقہ جزئیت در سلسلہ بنت مخصوص دارند از قبیل بوستہ ... منحصر باطہار گونہ تردد در خلافت ایشان علیہم السلام نباشد چراکہ اخوت امیر دیگر و عصبیت و قرابت وانتساب بالاولاد امیر دیگر۔ دیگر از مصاہرت جزئیت ولادت ثابت بالتنصیص ذی النورین رضی اللہ عنہ احق زیادہ تر باین جزئیت باشند۔

تحفۂ اثنا عشریہ کی تعریف میں فرد الاولیا نے جو خط حضرت خاتم المحدثین مولوی شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے جناب میں بھیجا تھا اسکا مسودہ میں تحفہ کی نسبت

سبحان اللہ نسخہ جامع جمیع رموزات و شارات رحمت ...

شبہات ودافع اوہام باطلۂ رفضہ وتشیع وتفضیلیہ ومثبت مذہب حقہ خیری از مخالفان کہ
بہدایت این کتاب رو براہ آوروند۔ ونظر از کتاب مذہب خود باز داشتند کہ جاء الحق وزہق
الباطل ان الباطل کان زہوقا فی الواقع ہیچ شبہہ سور خاطر مخالفی وہیچ جوابے در دل
سلیم احدی از اہل ملت حقہ نگذشتہ کہ دران کتاب موجود نیست واین صحیفہ کبریٰ کہ حاوی آن ہست
علی سنۃ کتاب اللہ کہ لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین سبحان اللہ چہ خوش
تقریرے وچہ خوب تحریری عدیم المثل ومعدوم النظیر۔ تحفہ ایست نادر برائے کافہ اہل اسلام و
ہدیہ ایست عجیب لطیف جہت علمائے اعلام۔ وفی نفس الامر دیگرے مثل این کتاب چشم
ندیدہ باشد۔ ونہ گوش شنیدہ۔ تصنیف وتالیف راکہ گوید زبان این ثنا خوان از مدحش
عاجز وقاصر ومدرکہ از فہم ودرک حسن نظم وخوبی بیانش کوتاہ۔ حقا کہ در فریدیست وگوہر یکتا
ولعل بے بہا۔ در معرض مقابلہ نقطہ از نقطہائے حرفش کمتر از ذرہ بہ ہوا۔

اسقدر شاندار الفاظ لکھکر "دافع اوہام باطلۂ رفضہ وتشیع وتفضیلیہ" سے اپنے عقیدہ کا اظہار کردین تو بھی لوگون مین تفضیلیہ ہی کے خطاب سے یاد کیے جائین تعجب بالائے تعجب ہے۔

غرض اسیطرح اہل قصبہ سے وقتاً فوقتاً اس قسم کی مختلف فیہ مسائل مین گفتگو ہوتی رہتی تھی۔

اسکے علاوہ ایک عظیم الشان مناظرہ سنہ ۱۲۳۳ھ ہجری مین مولوی اسمٰعیل شہید علیہ الرحمۃ سے بسنت خسروی کے متعلق آٹھ ہزار آدمیون کے مجمع مین ہوا شہید صاحب بسنت خسروی کو شرک فرماتے تھے اور شرکت اسمی سے فعل کا شرک ہونا ثابت کرنا چاہتے تھے جسمین کامیاب نہونے کے بعد اصل بحث سے گریز کرکے۔ توسل۔ زیارت قبور۔ لاتشد الرحال۔ کا مسئلہ۔ میان لاکر مناظرہ کا رخ بدلنا چاہا گر فرد الاولیا نے مختصر طور پر تینون سوالات کا جواب دیکر شہید صاحب کو اصل بحث کی طرف متوجہ کیا اور کئی گھنٹہ تک اس مسئلہ مین گفتگو ہوتی رہی۔ مین اپنی طبیعت و قیاس سے یہ تو کہہ نہین سکتا کہ میدان کسکے ہاتھ رہا مگر رسالہ مناظرہ کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غالباً کیا یقیناً شہید صاحب اپنا دعوی ثابت نکرسکے اور یہ کہکر کہ " الحمد للہ مین نے اس خانقاہ کو ہر طور سے پاک پایا میرا مقصود کسی کا امتحان لینا نتھا محض ملاقات کو آگیا فرمایا کہ اب مجلس مناظرہ برخاست ہوئی فرد الاولیا شہید صاحب کو انکے دیگر ہمراہی علما کے ساتھ اپنے قیامگاہ یعنی مکان سہ درہ مین لیے آئے اور دیر تک علمی صحبت گرم رہی اور خاص طور پر دعوت و مدارات کا اہتمام لنگر خانہ سے علیحدہ کیا گیا اور قصبہ کے ممتاز علما انکی مدارات مین شریک کیے گئے۔ شام کو شہید صاحب اپنے دیگر ہمراہی علما

مثل مولوی عبدالحق وغیرہ کو لیکر اپنے فرودگاہ پردآنا پور واپس تشریف لے گئے۔ اور اپنے اُن ساتھیون سے جو سید احمد صاحب بریلوی کیوجہ سے مناظرہ کے دن نہ آسکے تھے یہ کہا کہ اسمین کوئی شک نہین کہ وہ لوگ خلیق اور اہل علم سے ہین اور عقیدہ کے اچھے ہین۔ مین نے سمجھا تھا کہ عام طرح کے مشائخ ہونگے مگر نہین مین نے اُن لوگون کو اپنے زعم و گمان کے بالکل خلاف پایا اُسکے جواب مین مولوی عبدالحی صاحب نے کہا کہ مین نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ یہ لوگ غنیمت ہین ملاقات کے قابل ہین بحث و مناظرہ سے پرہیز کرنا۔

اسکے ایک روز پہلے جناب سید احمد صاحب اور مولوی عبدالحی علیہما الرحمۃ اپنے دیگر رفقا کے ساتھ خانقاہ پھلواری مین تشریف لا چکے تھے اور جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے شیخ العالمین مخدوم شاہ محمد نعمت اللہ قادری قدس سرہ سے خانقاہ مین ملاقات کرنے کے بعد۔ درخواست کر کے تخلیہ کی ملاقات خلوت مجیبی مین بھی حاصل کی تھی لیکن یہ نہین معلوم کہ سید صاحب نے تنہائی کی ملاقات شیخ العالمین سے کس غرض سے کی اور باہم کیا مفید گفتگو ہوئی۔

ان حضرات کی دعوت و مدارات کا اہتمام فرد الاولیا کے ذمہ کیا گیا تھا سید صاحب اور مولوی عبدالحی علیہما الرحمۃ اپنی سادگی و بے تکلفی کے سبب باورچیخانہ مین تشریف لے گئے۔ دعوت کا پُر تکلف اہتمام دیکھکر سید صاحب نے فرمایا کہ فقیر کے واسطے اسقدر تکلف کی ضرورت نہ تھی۔ فرد الاولیا نے فرمایا کہ تکلف تو سبب تکلیف ہے ایسا کوئی کام نہین کیا گیا ہے فقط آپکے واسطے خصی ذبح کیا گیا ہے جسمین تکلف کی کوئی بات نہین۔

ان لوگون کے تشریف لیجانے کے بعد شہید صاحب نے (جو سید صاحب کی معیت مین نہ آئے تھے) بیان کا حال سُنا تو دوسرے دن شہید صاحب مع چند دیگر علما کے تشریف لائے اور قبل اسکے کہ اہل خانقاہ سے لطف ملاقات اُٹھائین فرد الاولیا سے مناظرہ پر تُل گئے ساتھ ہی ساتھ شیخ العالمین و فرد الاولیا کی برکت آمیز ملاقات سے محظوظ اور انکی علمی قابلیت کا اقرار کرتے گئے۔

اس مفید مناظرہ کی تقریر کو فرد الاولیا کے شاگرد مولوی محمد جعفر پھلواروی نے جمع کیا ہے جو موجود ہے۔ اگرچہ مناظرہ بہت پُر لطف اور تقریر اسکی بہت ہی زبردست ہے لیکن چونکہ جامع اسکو خود فرد الاولیا نہین ہین اسلیے اسکی عبارت کا درج کرنا فضول سمجھتا ہون۔ [illegible]

ضخامت سے بھی ڈرتا ہوں۔

شیخ جواد ساباط مینی جس زمانہ میں پٹنہ میں قیام پذیر تھا اور مفتی محمدی عظیم آبادی علیہ الرحمہ سے اکثر ملنے آیا کرتا تھا۔ اتفاق سے دو تین دن تک مفتی صاحب کے مکان میں فرد الاولیا و سید العلما مولانا احمدی قدس سرہا سے بھی ملاقات ہو گئی تھی۔ عند التذکرہ توحید و رسالت و ختم نبوت میں فرد الاولیا و جواد ساباط سے کچھ گفتگو ہو گئی تھی فرد الاولیا و سید العلما کی قابلیت و خوش بیانی سے متاثر ہوا ملاقات کا مشتاق ہو کر پھلواری جو پہنچا اور دو ایک دن قیام کے بعد واپس گیا۔ اس زمانہ میں وہ اپنے جدید مذہب نصرانیت سے تائب ہو کر پھر یہودی ہو گیا تھا اور رد نصاریٰ میں ایک کتاب مسمّی بہ "براہین ساباطیہ" تالیف کر کے فرد الاولیا و سید العلما کو دکھا کر ان بزرگوں سے مہریں کرائی تھیں وہ رسالہ کلکتہ کا چھپا ہوا میرے ایک شاگرد کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

جواد نے علماء ہند کی ایک تاریخ مدون کی ہے جس میں فرد الاولیا و سید العلما کا بھی تذکرہ بہت شاندار و معزز لفظوں میں کیا ہے۔ غرض اسی طرح فرد الاولیا کو علمی گفتگو علماء سے بیشتر صحبتوں کا اتفاق ہوا کرتا تھا۔

فرد الاولیا فن طب میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے

درسیات سے فراغت پانے کے بعد بالاستیعاب کتب طب اپنے خال معظم حکیم غلام جیلانی عظیم آبادی علیہ الرحمہ سے تمام و کمال بہت دنوں تک حکیم صاحب کے ساتھ مطب میں بیٹھے اور فن کی تکمیل کرنے کے بعد تا عمر خدمت خلق میں مصروف رہے۔ تیس برس کامل مریضوں کو دوا دیتے رہے فرد الاولیا نے علاج و معالجہ کا سلسلہ اپنے ساتھ محض حسبۃً للہ رکھا تھا۔ کسی سے صلہ کے خواہاں نہ ہوتے۔ جو حاجتمند بیمار دعا کی غرض سے شیخ العالمین کی جناب میں آیا کرتا آپ اسے علاج کے لیے فرد الاولیا کی حضور میں بھیجا کرتے تھے۔ فرد الاولیا اپنے پاس کی دوا سے اس کا علاج کرتے کبھی دوا نہ رہنے پر مریض کے لئے چند اجزا کا نسخہ لکھ کر دیدیتے۔ نسخہ نویسی میں ایسے اجزا کا ضرور لحاظ رہتا تھا جو ہر جگہ آسانی سے بہ ادنیٰ تلاش ہو دستیاب ہو جائے۔ فرد الاولیا اپنی خالص و نیک نیتی کے سبب دست شفا ایسا رکھتے تھے کہ اکثر جو اطباء سے مایوس العلاج مریض بھی آپ کی صائب تدبیر سے شفایاب ہو جاتے پھلواری کے مشاہیر طبیبوں سے حکیم محمد وصی صاحب اپنے فن میں یکتا اور غیور طبیب تھے اپنی تجویز

تشخیص کے برابر سیکی تشخیص کی حقیقت نہین سمجھتے تھے لیکن فرد الاولیا کی صائب تجویز و دست شفا ہونے کا انھین بھی اقرار تھا۔ فرد الاولیا کی اشتغال ذہنی و صائب تجویز کے بکثرت واقعات و حکایات زبان زد ہین مین انکو بخوف طوالت تذکرہ قلم انداز کرتا ہون۔ فرد الاولیا کی خدمت مین ایک خانہ زاد ذاکر نامی بطور عطار کے تھا دوا سازی و تقسیم دوا کی خدمت اسی کے سپرد تھی آپکی پر فیض و بابرکت صحبت نے اسمین اتنی لیاقت و صلاحیت پیدا کر دی کہ نامی ارنگی لیاقت اطبا کی بلا تکلف غلطیون کی گرفت کرنے لگا۔

فرد الاولیا کے چھوٹے بھائی مولوی معنوی شاہ محمد حسین قدس سرہ ایک بار حکیم محمد وصی صاحب مذکور کے مطب مین کسی مریض کا حال کہنے تشریف لے گئے تھے ذاکر مرحوم اسوقت مطب مین موجود تھا حکیم صاحب نے مریض کی موجودہ حالت کے موافق صفراوی بخار کا نسخہ لکھکر مولوی صاحب قدس سرہ کو دیا آپنے نسخہ ذاکر مرحوم کو تیار کرنے کے لیے دیا ذاکر نے ان اجزا پر غور کرنے کے بعد کہا کہ حضرت اس نسخہ مین تمر ہندی ہے کھانسی کو نقصان پہونچائے گی۔ حکیم صاحب اس لفظ کو سنتے ہی خفا ہوگئے اور ذاکر مرحوم کو بہت کچھ نا ملائم الفاظ کہہ گئے۔ چھوٹے مولوی صاحب نے فرمایا کہ حکیم صاحب اس قدر ناخوشی کی بات نہین انصاف فرمائیے آخر یہ بھی [illegible] ذاکر کی گرفت غلط نہین ہے مجھے بھی اسکا خیال نہ آیا تھا فرد الاولیا کے وفات کے بعد ذاکر مرحوم نے طبابت ہی کو اپنے رزق کا ذریعہ بنایا تھا اور مختلف قسم کی مفرد و مرکب دواؤن کا ایک مطب خانہ کھولکر غربا و نیز بعض ذی مقدرت لوگون کا علاج کیا کرتا تھا۔ اسباب و علامات مرض کی اسکو ایسی مشق تھی کہ بڑے بڑے فاضلون سے مقابلہ مین گفتگو کرنے سے بند نہین ہوتا۔ اپنی طرح طبیعت سے جو نسخہ تجویز کرتا تھا دوسرے اطبا اسپر قلم نہین اٹھاتے گویا ایک مجربہ روزگار تھا۔ [illegible] کے اسد رحمہ [illegible]

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند	آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

اگرچہ فرد الاولیا کے مجرب نسخے اور آپکا مطب اب تک موجود ہے اور مصاحبت [illegible] سے مشہور ہے مگر جن نسخون پر آپکا عمل درآمد تھا وہ ذاکر مرحوم کے ساتھ گیا۔

فرد الاولیا کی شاعری

آپکی مقدس تیز طبیعت مین شاعری کی طرف ابتدا ہی سے ایک خاص مناسبت [illegible]

اکثر متقدمین کے دواوین بے شعوری کے زمانہ مین وابستگی کے خیال سے دیکھتے رہنا لوگ معائنہ کرتے تھے۔ اسوقت قصبہ کے اکثر ذی علم شاعری کا مذاق دلچسپی کے ساتھ رکھتے تھے اور بیشتر مشاعروں کی صحبتین بھی گرم ہوا کرتی تھین فردالاولیا اگرچہ کمسنی کے سبب شعر موزون نکر سکتے تھے مگر ان صحبتون سے اکثر شریک رہا کرتے ساتھ ہی اسکے کہ وہ زمانہ آپکی شعر فہمی کا نہ تھا مگر فطری مناسبت خواہ مخواہ شرکت پر مجبور کرتی تھی۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ جس ملک مین علوم و فنون یا صنعت و حرفت کے اعتبار سے جس علم یا فن کا چرچا زیادہ ہوتا ہے وہان کے بچون تک کو اس سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اسی کے ساتھ یہ بھی مانی ہوئی بات ہے کہ بنی نوع انسان سے اگر کوئی فرد اپنی آیندہ زندگی مین کسی خاص فن مین اپنے دیگر ہمچشمون مین ممتاز ہونے والا ہوتا ہے تو اسکو اس فن کے ساتھ بچپن ہی سے دلچسپی ہوتی ہے۔

اگرچہ اس زمانہ مین قصبہ کے عام چھوٹے بڑے شاعری کا مذاق رکھتے تھے مگر فردالاولیا کو خصوصیت کے ساتھ شاعری سے دلچسپی تھی کہ ایک زمانہ مین آپکو شاعرانہ دنیا مین دیگر ہمچشمون کے مقابلہ مین خاص امتیاز حاصل ہونے والا تھا۔

جب فردالاولیا کی ابتدائی تعلیم ہو چکی اور فارسی کی درسیہ کتابون سے فراغت پا چکے تو رفتہ رفتہ شاعری کی لذت دل نے محسوس کرنی شروع کی اور شعر فہمی کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی گئی یہان تک کہ خود بھی اشعار موزون کرنے لگے۔ مگر چونکہ وہ زمانہ آپکے علوم متداولہ درسیہ عربی کی تحصیل کا تھا اسلیے شاعری کیطرف کامل توجہ نہ تھی۔

جب عربی کتب درسیہ کی تحصیل سے فراغت پا چکے تو بہمہ تن شاعری کیطرف مشغول ہو گئے اور علم عروض کے متعدد رسالے قواعد و بحور و اوزان کے ملاحظہ فرمانا شروع کیا۔ اور خود بھی مشاعرون کے جلسون مین غزلین لکھکر لیجانے لگے اور اسیطرح مشق بڑھانا شروع کی سب سے پہلی غزل فردالاولیا نے جو لکھی تھی وہ حضرت خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کی اس غزل کی طرح مین ہے

مطلع

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

دوسری غزل زمین خاص مین جسکا مطلع ہے

یا رسول عربی قبلۂ حاجات روا
مستغیث آمدہ ام چارۂ کارم فرما

[illegible] دیکھنے کے بعد دیگر سے فردالاولیا کی ابتدائی طبیعتداری اور مضمون کا پتہ لگانے کو

در مدح کرتا رون

روزیکه عاصیان امم را ندا کنند — آنها نگاه سوی رسول خدا کنند
گویند آن شهی تو که شاهان برای فخر — جان را بخاک پای سگانت فدا کنند
هان وقت عاجزیست خدارا شفاعتی — ای آنکه خاکپای ترا توتیا کنند
دستم بگیر طاعت و جرمم مپرس — کاین جرمهای من خجلم انقضا کنند
رحمی بحال خسته دلان کن که جرمها — ترسم به پیش حضرت ایزد حیا کنند
دارم بسی گناه ندارم طاعتی — باشد که لطفهای تو کارم روا کنند
ما داد خواه آمده ایم عذر ما پذیر — ای سجده بر درت همه شاه و گدا کنند
دستم بگیر و پیش خدا عذر ما پذیر — ای آرزوی خاک درت انبیا کنند
از عاصیان ز حالت عصیان شان مپرس — چشمی نمانده است که پیش تو وا کنند
لطفی تو کارها بکند ورنه از گناه — روئی نمانده تا که ترا التجا کنند
از بهر پاس خاطر اولاد فاطمہ رض — آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند
رحمی بعاصیان که بشکر شفاعتت — هر مو شود زبان و ز مهر تو ادا کنند
آنانکه حل عقدۂ مشکل کنند کاش — آیا بود که گوشۂ چشمی بما کنند

باشد که از عنایت و الطاف فورا
از دام شرمساری و خجلت رها کنند

یا رسول عربی قبلۂ حاجات روا — مستغیث آمده ام چاره کارم فرما
دردمندم جگر ریش مرا مرهم نه — چاره ساز کرمت بهر مرض دوا
دل پر از آبله دارم ز هجوم صد رنج — ای نسیم کرمت عقده کشای دلها
هست تعبیر ید الله ز دست کرمت — زیر دستی آمده هستی فدای دست خدا
چند باشیم بدست غم ایام اسیر — ای رهائی ده هر نامه سیه روز جزا
بندۂ عاجزم و درگه تو بنده نواز — عاجزان را که کند از غم ایام رها
بهر زهرا و علی و حسن و بهر حسین — نظر لطف بحالم بکن ای عقده کشا

جز درت نیست مرا جای پناه دیگر
کیست تا حال بپرسد ز من فرد گدا

ان دونون غزلون کی بندش مضامین پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محض ابتدائے مشق کے زمانہ کی نظم کی ہوئی ہین۔

اگرچہ پوشیدہ طور پر گاہ گاہ فرد الاولیا نظم کیا کرتے تھے مگر چونکہ آپکی مقدس طبیعت مین ستر حال کا مادہ زیادہ تھا اسلیے ایک مدت تک آپکی موزونیت طبع کسی پر ظاہر نہوئی یہان تک کے آپکے ہم عمر اور ہم بزم احباب بھی اس سے مطلع نہ تھے کہ فرد الاولیا کو شاعری کا بھی مذاق ہے؟ مگر جب شاعری کیطرف کچھ زیادہ مشغولیت پیدا ہوئی تو آخر احباب پر بھی ظاہر ہوا۔

آپکے بدایت حال مین جب آپکے ہمراہی احباب اس سے مطلع نہ تھے تو شیخ العالمین کو بظاہر خبر ہونے کی کیا صورت تھی۔ اتفاق سے مذکورہ بالا غزل پر آپکے کسی دوست کی نظر پڑ گئی انھون نے قوال کو یاد کرادی تھوڑے دن کے بعد ایک عرس کے موقع پر غزل جسکا مطلع ہے

روزیکہ عاصیان ہمہ سر را فگنند	آنرا نگاہ سوئے رسول خدا کنند

قوالنے گایا شیخ العالمین کا وقت بہت خوش تھا آپکو وجد و ذوق کی کیفیت پیدا ہوئی تمام مستفیضین اپنی استعداد کے مطابق بہرہ یاب ہوئے مجلس برخاست ہونیکے بعد شیخ العالمین نے فرد الاولیا کو بلا کر فرمایا کہ آج جو غزل قوال نے گائی تھی اسکی نقل مجھے بھی لادو اور اس سے شاعر کا نام بھی پوچھ لینا فرد الاولیا نے فرمایا کہ غزل تو ہے لکھی تھی لیکن معلوم نہین کہ کسنے یاد کرادی ہے فرد الاولیا نے دوسرے دن ایک پرزہ پر نقل کر کے شیخ العالمین کے حضور مین حاضر لائے آپنے پوری غزل مجموعہ غزلیات مین نقل کرلی فرد الاولیا کے غزل کا یہ مقطع ہے

اشعار فرد کردہ نقل بیاض خویش	ای من فدائے خاطر نازک پسند او

اسی واقعہ کی خبر ہے۔ الغرض شیخ العالمین کو آپکی طبیعت داری دیکھکر بہت مسرت ہوئی اور بہت کچھ دعائین دیتے تھے کہ خدا کرے آج فرد الاولیا کو آپکی دعا کی بدولت شاعری کی دنیا مین حافظ سعدی خسرو جامی کے برابر مقبولیت و امتیاز حاصل ہے۔ اور نہ یہ مقبولیت آپکی شاعری کی عام طور پر لوگون مین محدود رہی بلکہ بعض ذوق و شوق کے وقت کی غزلین بارگاہ رسالت تک مین قبولیت کے درجہ پر پہونچ کر ممتاز ہوئین چنانچہ ۱۳۴۳ ہجری سنہ عرس ربیع الاول مین جس مجلس کے وقت سید العلماء مولانا احمدی قدس سرہ نے مراقبہ مین بکثرت ہجوم ارواح طیبہ دیکھا اور اسوقت حضور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ... جلوہ افروز پاکر ایک بزرگ کی زبانی ... کے متعلق ... کہ یہ غزل بہت نیاز مندانہ

جو شخص اسکو لکھکر اپنے بازو پر باندھیگا بارگاہ رسالت میں اُسکو نیاز مندی حاصل ہوگی جیسا کہ مولوی معنوی شاہ محمد ابو الحیٰوۃ قدس سرہ فرد الاولیا کے احوال میں اس واقعہ کو بایں عبارت لکھتے ہیں۔

بروز دوازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۹ ہجری درعین مجلس عرس قوالی غزل جناب مستطاب می سرائید سید العلما ہجوم اوات طلیبہ بدید ودر مجلس شریف نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بزرگی فرمود کہ این غزل لبس نیاز مندانہ است ہر کسیکہ ویرا نوشتہ بربازو دارد نیاز مندی حضرت رسالت اورا پیدا شود۔

فرد الاولیا کو شیخ العالمین کی پسندیدگی مدنظر رکھکر شاعری کیطرف بہت زیادہ توجہ ہوئی اور کسی ہنر سے سیکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ فرد الاولیا خود فرماتے تھے کہ قبل بھی اگرچہ میں شاعری کرتا تھا مگر اسقدر مشغولیت مجھے اسطرف نہ تھی جب سے شیخ العالمین نے اپنی پسندیدگی وخوشنودگی ظاہر فرمائی تو میں حضرت شیخ کی خوشنودگی ذریعہ نجات سمجھ کر شاعری کیطرف دل سے مشغول ہوگیا ؎

فرد از غزل سرائی مانیست حاصلی	غیر از شنیدنش کہ او در مدعائے ما

تحصیل علوم متداولہ درسیہ کے بعد فرد الاولیا کو جب تکمیل فن حدیث کا خیال پیدا ہوا تو یہی شاعری بھی سفر کے لیے مؤید ہوئی۔ آپنے شیخ العالمین سے عرض کیا کہ میں فنونوں کی تکمیل کی غرض سے دہلی کا قصد رکھتا ہوں۔ شیخ العالمین نے چونکہ آپکی ذات بابرکات پر اس عہدہ نظام کو متعلق کر دیا تھا اسلیے ایک لحظہ بھی جدا کرنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ جب تک خود حضرت سلوب کے ساتھ خانقاہ کا نظم فرد الاولیا کرتے تھے دوسرا اس عہدہ کو سنبھال نہیں سکتا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ شیخ العالمین کی عمر شریف بھی بہت آگئی تھی اسلیے نہیں چاہتے تھے آخر عمر میں آپکو نظر سے جدا کریں۔ اور یہ بھی دل نہیں چاہتا تھا کہ ایسے قابل قدر فن سے جسکے نہیں حاصل کرنے سے جامعیت میں اک گونہ نقص کا خوف ہو اور روک دیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ دولت گھر بیٹھے میسر آجائے تو ناحق کی مشقت و تکلیف سفر اٹھانی کیا ضرور۔ بزرگوں کی روح طیبہ سے استفاضہ کا خاص طریقہ ہے۔ جسکے ذریعہ سے ادنیٰ مناسبت و صلاحیت کا شخص بہت کچھ کام کرلے سکتا ہے۔ میرے خیال میں تم حضرت خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کی روح پاک سے استفاضہ کرو اور بظاہر حضرت حافظ کا دیوان فرصت کا وقت مقرر کرکے حضرت تاج الدین

کے مزار شریف پر مواجہہ میں بیٹھکر بغور دیکھا کرو۔ اور حضرت حافظؒ کے مصرعہ پر اپنی طبیعت سے مصرع لگاؤ اور خود ہی اسکے حسن و قبح پر غور کرکے اُس سے بہتر لفظ اُٹھا کر رکھو۔ فارسی کے قواعد سے واقف ہو محاورات و مصطلحات شعرا بشیراز پر مطالعہ رکھو کچھ دن یون ہی کوشش کرنے سے خود ہی شعرگوئی کا انداز ملجائیگا فرد الاولیا نے شیخ العالمین کا ارشاد بطیب خاطر قبول کیا اور ایسا ہی کرتے رہے۔

چنانچہ دیوان کی غزلون سے چند غزلین ایسی ہین جن سے اس عنوان پر مشق کا پتہ چلتا ہے منجملہ دیوان مین حضرت حافظ کی اس غزل پر جسکا مطلع ہے

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا	کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

ہے فرد الاولیا نے دو غزلین لکھی ہین جنکے اکثر شعر حضرت حافظؒ کے مصرعہ پر مصرعہ لگا کر کہے ہین اس طرح پر کہ حافظ کا مصرعہ ثانی لیا اور اپنا مصرعہ اول لگا دیا۔ اور حضرت حافظ کا مصرعہ اول لیا اور اپنا مصرعہ ثانی لگایا۔ حق یہ ہے کہ جسقدر فرد الاولیا نے زور طبیعت دکھایا ہے بہت زیادہ قابل آفرین ہے۔ اس جگہ پر فرد الاولیا کی وہ غزل جسمین حضرت حافظ کے مصرعہ سے زیادہ مدد لیگئی ہے اپنے دعوے کے ثبوت مین ہدیہ ناظرین کرتا ہون۔ ناظرین غور فرمائین کہ فرد الاولیا کی مقدس طبیعت نے کہان تک حافظؒ کے مضمون کے ساتھ اپنا مضمون چسپان کیا ہے اور خیالات کی بلند پروازی دکھائی ہے

حافظ	فرد
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا	

فرد الاولیا نے ان دونون مصرعون پر مصرعہ لگایا ہے مگر ایسا کچھ چسپان ہوا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مصرعہ اسی مصرعہ کا محتاج تھا

قدوم موسم گل شوق انگیزست در دلہا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

اسی مصرعہ پر دوسرا مصرعہ فرماتے ہین

بجامے می توانی کرد حل صد چند مشکلہا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا

حافظ کے دوسرے مصرعہ پر مصرعہ فرماتے ہین

ز جام بیخودی سرشار ہست کن مثال ما را
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

عشق کی مشکل رفع ہونے کے لیے کس بیخودی کی طلب ہے۔ سبحان اللہ "درشت ہمت" کیسا عمدہ خیر محاورہ ہے اور ترکیب بھی کیا ہی پیاری ہے۔ درحقیقت عشق جیسے اہم اور دشوار امر کے لیے ہمت ہی جیسے مشکل کشا کی ضرورت ہے ورنہ خلق الانسان ضعیفا کہاں حضرت انسان اور کہاں عشق

حافظؒ

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید	کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اس شعر میں حافظ یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ حکم مغان سے شراب میں سجادہ تک رنگنا چاہیے کیونکہ وہ اُسکے نیک و بد سے بیخبر نہیں۔

فرد الاولیاؒ

فرماتے ہیں کہ مین نے حافظؒ کے نصیحت کی تعمیل کی ہر سجادہ تقوے حکم مغان سے خُم مین ڈال چکا (گویا مین کامیاب ہو چکا) اسلیے اس شعر کے مصرعہ ثانی پر اسطرح مصرع لگاتے ہین ؎

بخم آفگندم از حکم مغان سجادہ تقوی	کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اسکے بعد والے شعر مین حضرت حافظ جرس کی فریاد کی شکایت فرماتے ہین ؎

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم	جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

اس شعر مین جس مضمون کو اعلے لطافت کے ساتھ حضرت حافظ نے نظم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ عاشق منزل جانان تک اپنے بار بار پہونچنے کی بیچینی بیان کرنا چاہتا ہے مگر معشوق کے جور و جفا اور اُسکی بے اعتنائیان مدِ نظر رکھکر حسرت انگیز لہجہ مین جرس کی تحریک و فریاد پر اسطرح نالاں ہے کہ مین تو منزل جانان کے امن و عیش سے واقف ہون مگر جرس نے میرے لیے وہان کون سا عیش دیکھا کہ بار بار محمل باندھنے کی فریاد کرتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جس لطافت کے ساتھ اس قافیہ مین یہ مضمون نظم ہوا ہے ہر شخص کا کام نہین کہ نظم کرے اسلیے فرد الاولیا نے اس مضمون سے فی الجملہ علیحدہ ہو کر اسی قافیہ مین اسی مضمون کو دوسرے عنوان سے نظم فرمایا ہے انصاف یہ ہے کہ اسکی لذت بھی حافظ کے نظم کی چاشنی سے کم نہین ؎

چہ افسون در حُدی ای ساربان خواندی کہ من مستم	جرس نالان و ما مستیم و بربستند محملہا

اس شعر مین فرد الاولیا نے اس مضمون کو جسطرح نظم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ عاشق اپنے

معشوق تک پہونچنے کی تمنا مین ذریعہ ڈھونڈھتا تھا۔ اور ساربان سے بصد منت منزل یار تک پہونچا دینے کی درخواست کر رہا تھا لیکن اُسکا سکوت یا انکار اُسکو مایوسی کا سما دکھا رہا تھا کہ ساربان نے اپنی مہربانی سے منزل یار تک پہونچا دینے کی امید دلائی۔ اس جانفزا مژدہ نے یکایک اُس تک پہونچکر اسکی ناامیدی کو اُمید سے جو بدل دیا تو غایت خوشی مین متعجب ہو کر یہ کہہ اُٹھا کہ ابھی ساربان نے مجھے ناامید کر دیا تھا پھر محدی مین وہ کون سی اُمید کا افسون پڑھ دیا کہ مین بھی مست ہو گیا اور جرس و محمل مین مسرت و خوشی کیحالت پیدا ہو گئی۔
دوسرے شعر مین اس قافیہ کو اس سے بھی کہین زیادہ لطیف اور اعلےٰ مضمون کر کے اسطرح نظم فرماتے ہین ؎

ساربان اندر حدی اے	جرس نالان و ما سیتیم و میرقصند محملہا

یعنے آج وہ وقت پہونچ گیا کہ منزل یار تک پہونچانے کو ساربان نے محمل باندھا حدی کی ہی مگر یہ کیسی دلچسپ دلربا راہ ہے کہ فقط مین ہی نہین بلکہ ساربان بھی از خود رفتہ ہو کر حدی کہے جاتا ہے اور جرس بھی ذوق و شوق مین فریاد کرتا جاتا ہے محمل بھی رقص مین ہے۔ ان دونون شعر مین حضرت حافظ کے مضمون سے جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ عاشق اپنی غایت ذوق و شوق کے سبب وصل معشوق کی تمنا مین ایسا کچھ از خود رفتہ ہے کہ اسکو منزل یار کی دشواریان بالکل راحت معلوم ہوتی ہین اور کسیطرح منزل یار کی دشواریان اُسکے خیال مین نہین آتین بخلاف حضرت حافظ کے مضمون کے اُسمین اسکا بھی شائبہ پایا جاتا ہے ورنہ منزل یار کی طلب دونون ہی کے مضمون سے مترشح ہوتی ہے۔
اب قابل غور یہ بات ہے کہ فرد الاولیا کی نظم مین جسقدر خیالات کی بلند پروازی پائی گئی کیا اسکی چاشنی حافظ کے نظم کی چاشنی سے کم ہے۔ حافظ

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر	نہان کی ماند آن رازی کزو سازند محفلہا

محفل کے قافیہ مین جس مضمون کو حضرت حافظ نے اس شعر مین جس خوبی سے نظم فرمایا ہے اُسکی لطافت اور عمدگی کا کیا کہنا حق یہ ہے کہ حضرت حافظ ہی کا حصہ تھا مگر فرد الاولیا نے بھی اُس مضمون سے علیحدہ ہو کر جس خوبی سے دو شعر مین اس قافیہ کو دو اعلیٰ مضمون کے ساتھ نظم فرمایا اُس سے بھی اہل ذوق سلیم حافظ کی نظم سے کم لذت نہ اُٹھائینگے۔ ؎ فرد

زدی آتش بہ خرمن ہستی پروانہ	کہ خواہد زیست با این جلوہ ہا ای شمع محفلہا

ناظرین انصاف فرمائین کہ اس شعر مین معشوق کے حسن دل آویزی کی اہمیت کو کتنے لفظون مین

بیان فرماکر " محفلہا " کے قافیہ کو کس خوبی سے نظم فرمایا ہے۔
دوسرے شعر مین عاشق کی بے قراری اور بے چینی کو اُس حالت مین جب معشوق کے وصل کی اُمید مین انواع سامان عیش وطرب مہیا کر کے منتظر بیٹھا ہے اور معشوق کے طرف سے اور بھی انتظار کرایا جا رہا ہے۔ اُسوقت نہایت بے قراری مین انتظار کھینچنے کے بعد جس منت سے وصل کی درخواست کرتا ہے۔ اِس مضمون کو ناظرین غور فرمائین کہ کس عمدگی سے اس قافیہ مین نظم فرمایا ہے ؎

ست گردم فروغے نیست بی روے تو در بزمم	بیا در جمع پروانہا اے شمع محفلہا

انصاف یہ ہے کہ یہ قافیہ ان دونون شعر مین کچھ عجب عمدگی سے نظم ہوا ہے۔ اور کیون نہو اسلیے کہ فرد الاولیا کی مقدس طبیعت مین خدا نے اُسکا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا کہ قافیہ کے حسب حال اعلےٰ مضمون لا کر عمدگی سے نظم فرما دیا کرتے
غرض ابتدای مشق کے زمانہ مین اسیطرح حضرت حافظ کے طرح پر طبیعت آزمائی کیا کرتے اس غزل کے علاوہ فرد الاولیا کے دیوان مین اسی عنوان سے بکثرت ہر ردیف وقافیہ مین غزلین موجود ہین جنسے بخوبی اسی عنوان پر مشق کا پتہ چلتا ہے۔
حافظ کے علاوہ دیگر شعرا سعدی خسرو جامی عرفی عراقی قتیل ہلالی نظامی خاقانی انوری فیضی کل شعرا کے طرح پر دیوان مین غزلین پائی جاتی ہین۔
غرض شیخ العالمین کے ارشاد کے مطابق آپنے سفر کا خیال دل سے اُٹھا دیا اور ہر روز ایک وقت مقررہ پر تاج العارفین کے مزار پُر انوار پر تشریف لیجاتے اور دیوان حافظ کا مطالعہ کرتے کچھ دن اسیطرح کی مداومت سے شاعری آپکی مشق کے اعلیٰ زینہ پر پہونچ گئی اور اس پایہ کی شاعری کرنے لگے جیسا کوئی اہل زبان کرتا ہے۔ فرد الاولیا کے نسبت ہمارا یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہوگا کہ ہندوستان خصوصًا پورب کے سرزمین مین حافظ کے دل فریب طرز کی شاعری مین فرد الاولیا کی پاک ذات منفرد تھی بلکہ اگر مین " لسان الغیب ہند " کہون تو ہرگز نازیبا نہوگا
شاعری مین فرد الاولیا کی تلمذ کے نسبت شدید تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ابتدای مشق کے زمانہ مین آپنے اپنی غزلین ایک یا دو بار اپنے چچازاد بھائی مولوی معنوی شاہ محمد نور الحق قدس سرہ کو دکھائی تھین اگرچہ مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ کی تحریر سے تو تلمذ کا قطعی اُنکا ثابت

ہوتا ہی چنانچہ آپکی شاعری کے متعلق لکھتے ہین

باجملہ حال شعر گوئی بالاجمال برین منوال ست کہ در اوان عنفوان شباب کہ ذوق شعر و
سخن در خاطرِ عاطر جا گرفت بحضور شیخ العالمین چنانکہ ماذون بعرض ہر مطلب بالیب
بودند عرض فرمودند۔ برطبق آن ارشاد شد کہ اگر شوق این فن داری مطالعۂ دیوان
حضرت حافظ شیرازی مواظبت نمائی برطبق آن دیوان حافظ لسان الغیب قدس سرہٗ
بیشتر مطالعہ فرمودی و مصرعی از غزلی و بیتے بر آوردہ مصرعۂ دیگر بفکر خود ملحق نمودے
و با مصرعۂ ثانیہ حضرت حافظ مقابل گردانیدی و ہر دو را باہم سنجیدی و قبح و نقص مصرعۂ
خود انچہ دریافتی باصلاحش پرداختی و ہمچنین دیگر اشعار انچہ فکر فرمودی خود
حک و اصلاح و تغیر و تبدیل آن نمودی تا آنکہ بجودت طبع سلیم و جدت فکر مستقیم
باعلٰی پایۂ فصاحت و بلاغت رسیدہ سر آمد شعراے زمان بل رشک متقدمان گردیدہ
و فی الحقیقۃ درین فن لطیف تلمذ از کسی نہ پذیرفتہ و حق احدے درین باب بر خود نگرفتہ
محض ہمین دعاے حضرت شیخ العالمین رضی اللہ عنہ بغایت بلاغت رسید۔

اور ایسا ہی مین نے اپنے پیر و مرشد مدظلہ سے اسکے شیخ حضرت فصیح قدس سرہ اور والد حضرت
مولوی معنوی شاہ محمد شرف الدین قدس سرہ کی روایت سے سُنا ہی کہ یہ بزرگان
بھی مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ کی تائید مین بیان فرماتے تھے لیکن فرد الاولیا نے اپنے
چچازاد بھائی حضرت شاہ نور الحق المتخلص بہ تپان قدس سرہ کو اپنی غزلین دکھائی ہین حضرت تپان کے
لوگون نے بعض ابتدائے زمانہ کی تحریر بدست خاص کی لکھی ہوئی دکھائی ہی جس سے مجھے انکار کی
وجہ معلوم نہین ہوتی ہو سکتا ہی کہ اس واقعہ کی عام شہرت نہ تھی اسلیے وہ حضرات واقف نہو سکے ہون
بااینہمہ شاعری کے متعلق عام طور پر تلمذ کے نسبت میرے خیالات علحدہ ہین۔ وہ یہ کہ ہر ذی عقل
اس بات کو سمجھ سکتا ہی کہ شاعری یا موزونیت طبع کسبی طور سے حاصل نہین ہوتی اسکا حصول
محض خداداد ہی۔ بنی نوع انسان سے کوئی بھی ایسی طبیعتین پیدا نہین ہوئین جو موزونیت کسب کے
ذریعہ سے حاصل کر سکین۔ قواعد علم عروض سے ہر شخص واقف ہو سکتا ہی لیکن موزونیت طبع ہرگز سکھانے
سے آ نہین سکتا۔ اسلیے نفس شاعری یا موزونیت طبع سرے سے اپنے حصول مین
کسی کے تلمذ کی محتاج نہین۔

حقیقت یہی ہی کہ شاعری ایک ایسا فن ہی جسکے حصول کے لیے صرف اہل علم کو موزون طبیعت شرط ہی

جو فطری طور پر بعض طبیعتون مین ہوتی ہے اور آیندہ اُسکی ادنی توجہ سے اُسکو اس فن کا کمال حاصل ہو جاتا ہے۔
ابتدائی تعلیم کے وقت لڑکے علی العموم عروض و قوافی و بلاغت و معانی کی کتابین پڑھا دیے جاتے ہین انمین سے جسکی طبیعت رسا اور فکر سلیم ہوتی ہے وہ خود اپنے زور طبیعت سے اس فن کو حاصل کر لیتا ہے اسلیے میرے نزدیک ذی علم طبیعتدار شخص کو محض ترکیب و بندش بتانے سیکھنے کیلیے کسی شخص کے حلقہ تلمذ مین آنے کی ضرورت نہین۔
اگر اگلے شعرا کے تلمذ کے نسبت سوال کیا جائے تو غالباً یہی سبب اُنکی اساتذہ کے متعلق بھی ظاہر ہوگا اور ہرگز اسکا تحقیق پتہ نہ لگیگا کہ سعدی حافظ خسرو جامی کو فن شاعری مین کس کس سے تلمذ تھا۔ ایسا ہی متاخرین مین بھی بہتیرون کا حال ہے۔ ہان اس فن مین حضرت حافظ کے روحانی فیض کا ثبوت مذکورہ بالا عبارت سے تو مل ہی چکا۔ خود فرد الاولیا نے بھی اپنے دیوان کی ایک غزل کے مقطع مین قطعہ بند اسطرح دیا ہے

اے فرد گر بحضرت حافظ گذر کنی		از من بگو گرشتہ ام آن خاک راہِ تو	
گر سنگ تفرقہ بجہان چرخ افگند		مائیم و آستانہ دولت پناہِ تو	

فرد الاولیا کی دیوان سے متعلق

اہل مذاق کا بیان ہے کہ جسقدر غزلین دیوان مین پائی جاتی ہین انمین سے دیوان اول کی غزلین ابتدائے زمانہ مشق کی ہین اور دیوان ثانی کی غزلین مشق و پختگی و خوشنما بندش الفاظ و محاورات کے لحاظ سے خاص امتیاز رکھتی ہین کہا جاتا ہے کہ زمانہ وسط و آخر کی ہونگی لیکن اس فرق کو اسلیے بتا نہین سکتا کہ کسی غزل کا سنہ میری نظر سے نہین گذرا اور یہ تمیز چونکہ اہل مذاق کے ذوق سلیم پر موقوف ہے اسلیے بیان کی چندان ضرورت بھی نہین۔ جسب درجہ یا مرتبہ کی غزلین ہون۔ جلد اول مین چھسو انسٹھہ اور جلد ثانی مین نوسو چھبیس ہین جنمین سے زیادہ تر اساتذہ کی طرح پر غزلین پائی جاتی ہین۔
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ فرد الاولیا کو ابتدائے مشق کے زمانہ مین اعلیٰ مضمون آوری اور خیالات مین بلند پروازی پیدا کرنے کی اس سے بڑھکر کوئی تدبیر معلوم نہوئی کہ آپ متقدمین کیطرح پر زور لگائین اور انھین کی روش کے مطابق مضمون پیدا کرین چنانچہ ایک مدت تک تغزل کا یہی انداز رہا

درحقیقت یہی صورت فردالاولیا کی شاعری کے حق مین مفید ٹھہری کیونکہ آپکو کھلواری مین کسی باکمال وماہر فن شاعری کی صحبت نصیب کہان کہ آپ اپنی طبیعت کی کمزوریان مصرعون مین (الفاظ کے اعتبار سے) جابجا دکھاکر ترقی کے الفاظ مناسب جگہ پر رکھنا چاہتے۔ ایسی صورت مین اساتذہ کی کلام کے سوا بہتر اوستاد کون ہوسکتا تھا۔ جسقدر غزلین نظم کر نیکا اتفاق ہوا وہ اسی طرز پر ہوا کما ثبت من تحریر مولوی وصی احمد قدس سرہ۔
یہی سبب ہے کہ دیوان مین بکثرت سعدی حافظ نظامی خسرو جامی عرفی عراقی ہلالی حزین وغیرہم کیطرح مین غزلین وقصائد ومثنویات ورباعیات پائی جاتی ہین۔
اول تو یہ کہ آپکی طبیعت خداداد آخذہ تھی ہی مزید بران ابتداے مشق کے زمانہ مین تغزل کے وقت اساتذہ کی غزلون پر طبیعت آزمائی کرتے رہنے سے ایسا قابل قدر ملکہ پیدا ہوگیا کہ جس شاعر کے طرز پر قلم اٹھاتے اُسی انداز کی غزل ایسی نظم کر دیتے کہ اگر شاعر کی غزل مین فردالاولیا کی غزل کا کوئی شعر ملاکر پڑھ دیجیے تو سننے والا ہرگز تمیز نکر سکے باوجودیکہ فردالاولیا کی مقدس طبیعت مین ہر رنگ کی غزلین بآسانی نظم کر لینے کا ملکہ پیدا ہو چکا تھا تو بھی حضرت حافظ کے طرز نظم کے حد سے زیادہ دلدادہ تھے۔
ان مذکورہ بالا اساتذہ کی غزلون کے اعتبار سے جسکو طرز نظم سے آپکو زیادہ فائدہ پہونچا وہ "لسان الغیب" حضرت حافظ شیرازی ہین کہ انھین کے اشعار وغزلون پر زور ڈال کر کہنے سے آپکی شاعری مین پختگی پیدا ہوئی دیوان فرد کی قریب قریب کل غزلین حضرت حافظ کے باطنی فیض کا اقرار کر رہی ہین۔ جو لوگ ذوق سلیم رکھتے ہین انھین دیوان دیکھنے کے بعد خود ہی اسکی تصدیق ہوجائے گی۔ میرا خیال تھا کہ دیوان پر تفسیری ریویو لکھون اور اسکے غزلون اور قصائد ومثنویات پر مختلف عنوان سے خیالات ظاہر کرون مگر تذکرہ (کہ باین ضخامت) دیوان کے ساتھ بطور ضمیمہ کے طبع ہونے والا ہے اسیقدر بس کرنے پر مجبور کیا یہ بھی قصد ہے کہ آیندہ انشاء اللہ تعالے اس سے علحدہ فی الجملہ تفصیل کے ساتھ عرض کرونگا

فردالاولیا کی نسبت شعراے زمانہ کی راے

ہدیہ ناظرین کرتا ہون یون تو عام علوم وفنون کے اعتبار سے فردالاولیا کی ذات پاک اپنی جامعیت مین اپنے تمام ہمچشمون مین فوقیت رکھتی تھی مگر شاعری کے اعتبار سے خصوصیت کرساتھ

اس مذاق کے لوگ آپکو معزز الفاظ سے یاد کرتے تھے اور شعرائے زمانہ کے مقابلہ مین آپکو ممتاز نگاہون سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ آپکے قرابتیون مین ایک بزرگ مولوی امان علی جعفری پھلواروی متخلص بہ ترقی نے (جو اس قصبہ کے طبیعتدار شاعر تھے) ایک فارسی مثنوی لکھی ہے جسمین پھلواری کے خاندان جعفریہ کے نامور مشائخ وعلما کی مختصر حالت زندگی نظم کی ہے ایک جگہ فردالاولیا کے احوال مین دیگر علوم وفنون کو بیان کرتے ہوئے شاعری کے متعلق لکھتے ہین سے

ابوالحسن ست عالم ہم سخن سنج	ز نقد خلق او راست صد گنج
کلام تازہ اش مقبول دلہاست	بر ارباب حقیقت شوق افزاست
بفن شاعری او را کمال ست	مضامین تازہ یاب و خوش خیال ست
شد از فکر رسا مشہور عالم	سخنہایش شدہ منظور عالم

مولوی سید امجد علی پھلواروی جو حضرت شاہ امان علی ترقی علیہما الرحمۃ کے شاگرد تھے اس مشاعرہ کی صحبت مین جسمین فردالاولیا و آپکے دیگر اخوان وقصبہ کے بعض دیگر طبیعتدار شعرا طبیعت آزمائیان کیا کرتے تھے اکثر شریک رہا کرتے مولوی صاحب ممدوح نے مجلس مشاعرہ کا ایک تذکرہ بھی ترتیب دیا ہے جسمین زیادہ تر فردالاولیا و آپکے دیگر اخوان کی اردو وفارسی غزلین شاعر کی مختصر حالت کے ساتھ درج کیا ہے آپ کے تحصیل علوم وشاعری کے متعلق لکھتے ہین۔

سر آمد دانشوران سر حلقۂ ہوشمندان بزرگ بزرگزادۂ عالی خاندان نبیرہ حضرت پیر دستگیر کونین حضرت تاج العارفین قطب العالمین شاہ محمد مجیب اللہ طاب ثراہ کہ شہرۂ آفاق اند احتیاج تصریح ندارد جوان جیہ صائب رائے وتدبیر زیب افزائے مسند فضل وکمال زینت بخش مجلس عز واجلال راحت رسان بزم انبساط فروغ دیدۂ اہل انجمن مولوی ابوالحسن متخلص بہ "فرد" کہ از جودت طبع رسا در سن بست سالگی از جمیع علوم ظاہری چہ فقہ چہ حدیث چہ اصول چہ منطق چہ فلسفہ چہ ریاضی چہ حکمت چہ تفسیر چہ تاریخ چہ سیر چہ جفر چہ رمل چہ تکسیر۔ در ہمہ علوم بہرۂ وافی اندوخت در فن طب اعجاز عیسوی بہم رسانیدہ ودر پایۂ توکل کہ از آبا واجداد آمدہ عبات قدمے ورزیدہ وسعی جمیلہ در کسب علوم باطنی بکار بردہ ودر عرصۂ قلیل کہ حالا سن شریفش بسی سالگی رسیدہ تکمیل کما حاصل کردہ حکم شرع رخصت نمی دہد کہ بشرح آن پردازد۔ وشگفتگی خاطر

موزونی طبع میلان طبیعت بفن شاعری کرد اگر غبطۂ اساتذہ گویم ناروا نبود فی الحقیقہ در بلاغت و فصاحت گوی از سخنوران زمان بردہ ۔

فرد الاولیا کے چوتھے حقیقی بھائی حضرت مولوی معنوی شاہ محمد ابوالحیوۃ پھلواروی قدس سرہ لکھتے ہیں۔

مولانا شاہ محمد ابوالحسن صاحب دامت برکاتہ و فیوضاتہ۔ ایشان اول اولاد حضرت شیخ العالمین اند و محبوب ترین اکباد۔ بچنان کہ نظر شفقت بر ایشان مبذول میداشتند بدیگران نبود۔ ایشان را در حضرت وی رضی اللہ عنہ قبولی تمام بود۔ ہرچہ خواستے کرشمے و انچہ طلب داشتے یافتے۔ اہل حاجات ازین سبب ایشان را وسیلۂ حاجات خود میکردند۔ و تمامی کارخانہ و خانقاہ داری و ارقام مکاتیب جواب عرائض و عرض معروض متعلق بایشان بود در عمر بست سالگی از تحصیل علوم فقہ و اصول و علم کلام و دیگر از علوم مروجہ فلسفہ بخدمت عالی سید العلما و سند العرفا دامت برکاتہ فراغ حاصل فرمودہ بمطالعۂ مشکوۃ شریف و صحیح بخاری و مسلم از کتب احادیث چندی اشتغال داشتند و بکسب سلوک باطن کہ طریقۂ آبای کرام بود بجان معروف گردیدند۔ عنایت ازلی حضرت شیخ العالمین رضی اللہ عنہ چنان مبذول حال ایشان ماندی کہ با وجود عدم فرصت از جمیع امور خانقاہ داری در حصول مقصود آن قدر رہروی بود کہ دیگران را از ریاضتہاے شاقہ ہم این مقصود بدست نہ آمدی در فن شعر و شاعری یگانۂ روزگار بود و مشہور عالم و بر یکے از غزلیات حضرت ایشان حرز جان کردی۔ صاحب دیوان شدند کلام شریف بہ منتہاے درجۂ بلاغت و فصاحت رسیدہ بود بر شحہ از کلام معجز بیان ایشان نوشتہ می آید تا ہر کسے بہرہ ازان بردارد

مطلع اول

چنین بار آتش زلف خوشش گر شانہ خواہد کرد ‌ ‌ ‌ مرا سودائے زلفش دگر دیوانہ خواہد کرد

مطلع دیگر

مبادا ہندوی زلفت دل زاہد بچنگ گیرد ‌ ‌ ‌ مدہ رخصت کہ این کافر و بیت الحرم گیرد

و دیگر

ز عشق تا خشت زد فرا دل از بام افتاد ‌ ‌ ‌ کار من آہ بدست دل ناکام افتاد

بجز دو از خانہ چو بر خاستم آلودہ دل — سایہ بر پاے من رفتہ بہر گام افتاد
ہر کہ در دل ہوس سیب زنخدانت بخت — نارسیدہ چو من اندر طمع خام افتاد

ان عبارتون کے نقل کرنے سے مجکو صرف یہ دکھانا ہے کہ فرد الاولیا اپنے تمامی کمالات کی حیثیت سے اپنے ہم چشمون مین کسقدر ممتاز تھے۔ اور آپکے معاصر آپکی علمی جامعیت کو کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے نہ صرف گھر ہی تک اس مقبولیت کا انحصار رہا بلکہ تمام شعرا آپکے کلام کو نہایت قدر کے ساتھ سُنتے تھے۔

مولوی شاہ محمد سعید حسرت عظیم آبادی قدس سرہ فرد الاولیا کو اپنے زمانہ کا خسرو ثانی مانتے تھے چنانچہ اپنے ایک غزل کے مقطع مین لکھتے ہین ؎

در زمین ہند حسرت بعد خسرو ہمچو فرد — در گمان ماں نشد پیدا غزل خوانے دگر

حضرت حسرت نے جس ترتیب سے یہ مقطع لکھا ہو اُسکی ترتیب حسب ذیل ہے

در این زمین اول غزل حضرت خسرو علیہ الرحمۃ بعد ازان غزل حضرت شاہ ابو الحسن فرد پھلواروی قدس سرہ است خسرو ؎

اے ترا در زیر ہر لب شکرستانے دگر — جز لبت ما را نمک ندہد نمکدانے دگر
کشتہ ات را نا وکی تو سید بد جانے دگر — فرد — آن تو تیر ستمگر ہم ذوق پیکانے دگر

غلام علی راسخ مرحوم پٹنہ کے نامی شاعر تھے فرد الاولیا کی تعریف علانیہ کرتے تھے جب کبھی اُنکے سامنے آپکی غزل پڑھی جاتی تھی تو نہایت غور سے سُنا کرتے تھے فرد الاولیا کی قادر الکلامی اور بامحاورہ شاعری کا اقرار تھا۔ اور طرز ادا۔ اور رنگ اس درجہ پسندیدہ تھا کہ اگر کبھی کوئی شعر ناسمجھ پڑھنے والے سے سُنکر غلطی پاتے تو کہدیتے کہ اُنھون نے ایسا نہ کہا ہوگا چنانچہ ایک دفعہ کسی نے راسخ مرحوم کے سامنے فرد الاولیا کی غزل کا یہ مطلع ؎

لطف تو اے کاش دوا میشدے — ہر مرضم رو بشفا میشدے

تکرار لفظ اگر و کاش کے ساتھ ؎ لطف اگر کاش دوا میشدے پڑھدیا

راسخ مرحوم نے کہا کہ فرد جیسا قادر الکلام شاعر زائد لفظ نہ لائیگا۔ غالباً یون ہوگا۔

لطف تو اے کاش دوامی شدی — اگر و کاش دونون ہم معنے لفظ ہین ایک معنے کے دو لفظ لانے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔

اکثر پٹنہ کے مشاعرہ کی صحبت مین فرد الاولیا بھی غزلین بھیجا کرتے تھے بسا اوقات ایسا ہوا

کہ فرد الاولیا کے مقابلہ مین معزز شعرا اپنی غزلین نہین پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ پٹنہ مین مشاعرہ کی صحبت ہوئی اور ذیل کی زمین مین جسکا مصرعہ طرح یہ تھا

روشن شود بہ پیش تو گر حال داغ ما ۔ راسخ مرحوم نے بھی غزل لکھی تھی اتفاق سے اُس زمین مین تمامی شعرا کے مقابل مین فرد الاولیا کی غزل سب سے عمدہ ٹھہری راسخ مرحوم نے اُس دن اپنی غزل نہ پڑھی۔

نواب مولوی صدیق حسن خان مرحوم والی ریاست بھوپال نے فرد الاولیا کی تعریف سنی اور آپکے کلمات سے محظوظ ہوکر اپنی کتاب تذکرۃ الشعرا مین لکھا ہے۔

فردی از مشائخ پھلواری ست و فردی فرد از برگزیدگان باری ؎

برنجی گر ز من تقصیر بو کن　　خطا پیشانیم تحریر نو کن

مطلع حضرت فرد کا ہے۔

مولوی محمد مظفر حسین "صبا" بھوپالی اپنی کتاب "تذکرہ روز روشن" صفحہ ۵۱ مین فرد الاولیا کی نسبت لکھتے ہین۔

فرد سید شاہ محمد ابو الحسن قادری خلف و جانشین سید شاہ محمد نعمت اللہ از مشائخ قصبۂ پھلواری متصل عظیم آباد بود۔ و در احتواے فضائل صوری و معنوی و تحلیہ و تصفیۂ باطن و ارشاد و تلقین طالبان حق الیقین نظیر نداشت ؎ (فرد مصہ)

دل جو گرد صاف منزل گاہ جانان مے شود　　آئینہ بر رنگ چون شد رو نمایان مے شود

دیگر (فرد مصہ)

نقاب از مہر روے خویش بکشا　　بیا سے دا لضحیٰ تفسیر نو کن

ایرانی سیاح شاعر ایک سال پٹنہ مین آیا ہوا تھا۔ اول تو یہ کہ وہ خوش زبان ایران تھا دوسرے یہ کہ فن شاعری مین کامل دستگاہ رکھتا تھا قصیدہ گوئی مین بے نظیر تھا۔ کسی اہل مذاق نے فرد الاولیا کا دیوان اُسے دکھایا اُسنے آپکے کلام کو بہت پسند کیا اور یہ غزل جسکا مطلع ؎

از جان خیال آن قد رعنا نمی رود　　نقش جمال او ز دل ما نمی رود

ہے اُسکو بہت پسند آئی اس غزل کے ہر شعر پر اُسکو وجد کی حالت پیدا ہوتی۔ اور بیچین ہوکر بار بار یہ کہہ اٹھتا تھا "در خوش گفتہ"، یہانتک کہ اُس غزل کی نقل خیلے خوش محبوبان ایرون را ایران؟

ساتھ لے گیا۔ تذکرۂ سخن شعرا میں مولوی عبدالغفور خان بہادر نساخ نے فردالاولیا کی نسبت لکھا ہے "فرد" تخلص شاہ ابوالحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے تھے دیوان فارسی آپ کا نظر سے گذرا ہے ؎

نگاہِ مست تیری کس قدر رنجور عالم ہے	عبث آنکھوں کو تیری نرگس بیمار کہتے ہیں

؎

عشق نے رسوا کیا یاں تک مجھے	نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

غرض اسی طرح ایک عالم نے فردالاولیا کے کلام کو پسند کیا اور عام مقبولیت حاصل ہوئی ہے

بلبل آمد بفغان گل بگریبان بگذشت	فرد شوریست بگلشن زغزل خوانی من

فردالاولیاؒ کا اخلاق

ایسا وسیع اور ہر شخص کے ساتھ یکساں ہوتا تھا کہ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آپکی نظر عنایت مجھپر اوروں سے زیادہ ہے۔ شیخ العالمین کے زمانہ میں اعراس میں تقسیم طعام کی خدمت فردالاولیا ہی سے متعلق تھی اور جانشینی سے پہلے مہمانوں کی فرودگاہوں پر آپ ہی کھانا پہونچایا کرتے تھے۔ حلیم اور متحمل اسقدر تھے کہ لوگ برملا آپکے روبرو سخت و سست کہہ جاتے مگر آپ سب کو سُن لیتے اور کچھ برا نہ مانتے بلکہ اُسکے عوض مدارات و تواضع سے پیش آتے۔ اسکے متعلق مولوی ابوالحیوۃ پھلواروی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ ایک سال ربیع الاول کے عرس کی تقریب میں فردالاولیا مہمانوں و مسافروں کو کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ اتنے بڑے عظیم الشان مجمع میں ایک شخص تنہا ہر شخص کو جلد کھانا کیونکر پہونچا سکتا تھا کچھ لوگ باقی تھے اسی سبب سے آزاد فقراء کی جماعت تک کھانا پہونچنے میں تعویق ہوئی۔ ان میں سے ایک شخص سے صبر نہ رہنے کے بعد فردالاولیا کے قریب آکر بڑی تند لہجہ سے آپکو مخاطب کرکے کہنے لگا کہ یہ عجیب غضب ہے کہ رات اسقدر شب گذر گئی اور فقرا کی جماعت تک کھانا نہیں پہونچا۔ فردالاولیا نے معذرت کر کہا کہ میں تنہا شخص ہوں کھانا تقسیم کر رہا ہوں اور آپ ہی لوگوں کی جماعت میں آیا۔ آپ خود غور کر سکتے ہیں کہ اتنی بڑی جماعت میں کھانا جلد کیونکر تقسیم ہو سکتا ہے اور ہر شخص کو بیک وقت کیونکر پہونچ سکتا ہے۔ یہ سنکر فقیر اور بھی برافروختہ ہوا اور کچھ زیادہ سخت کلامی سے پیش آیا۔ فردالاولیا ساکت تھے جب وہ اپنے دل کا بخار نکال چکا تو آپنے فرمایا کہ مطلب یہی ہے فقیر نے کہا مطلب یہ ہے

کر جلد کھانا لاکر مجکو دو۔ فرد الاولیا باورچیخانہ مین تشریف لیگئے اور دو رکابیان کھانے کی لاکر دین اور فرمایا کہ ایک رکابی حصہ کی ہے اور دوسری تعویق دیتاخیر کے جرمانہ کی آزاد فقیر نے اپنی اُس بادبی وسخت کلامی کے ساتھ فرد الاولیا کا یہ حلم دیکھا تو فوراً آپکے قدم پر گر پڑا اور دست بستہ معذرت خواہ ہوا کہ معاف فرمائیے مین آپ کو مدارج علیا اور عالی ظرفی سے واقف نہ تھا۔ فرد الاولیا نے اُسکی خطا کو معاف فرما دیا۔ آپکے حلم نے اُس فقیر کو ایسا شرمندہ کیا کہ جب تک وہ پھلواری مین رہا جب فرد الاولیا سے ملاقات ہوتی تو ندامت سے آنکھ برابر نہین کرتا اور اپنے فعل پر نادم ہوکر لوگون سے کہتا تھا کہ مین نے ایسا حلیم وبردبار شخص دوسرا نہین دیکھا۔ اسیطرح غیر زمانۂ عرس مین ایک فقیر کمل پوش آزاد روش نعرہ مارتا ہوا خانقاہ مین پہونچا فرد الاولیا اُسوقت جانشین ہوچکے تھے خانقاہ کے واردین وصادرین ومہمان کی مدارات وخدمت کے لیے آپکے دیگر اخوان عظام متعین کیے گئے تھے۔ جسوقت وہ فقیر پہونچا مولوی معنوی شاہ محمد امام قدس سرہ سے ملاقات ہوئی آپ فقیر صورت دیکھکر بسرو قد تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے اور خاطر خواہ مدارات واخلاق مین مصروف ہوئے جب خلوت کھلی اپنے ساتھ فرد الاولیا کے حضور مین لے آئے۔ آپنے بھی فقیر صورت دیکھکر اُسکی تعظیم کی اور معانقہ کے بعد ممتاز جگہہ پر بٹھایا دستور زمانہ کے مطابق نام ووطن پوچھا فقیر نے نہایت گستاخانہ لہجہ مین کہا جب تمکو اتنی بھی خبر نہین کہ کون ہو اور کس درجہ کا آدمی ہے تو فقیری کا نام کیون لیتے ہو۔ فرد الاولیا نے فرمایا بیشک ہم تو کچھ نہین جانتے اور نہ کچھ ہین صرف آبا و اجداد کا نام بیچتے ہین۔ فقیر کی یہ گستاخانہ روش اور بات گفتگو مولانا محمد امام قدس سرہ کو بہت بُری معلوم ہوئی اور غصہ مین آکر فرمایا کہ کیا ہو تو ہو دیکھ لیا خالی کمل ہے اور کچھ نہین۔

فرد الاولیا نے مولانا محمد امام قدس سرہ کو بہت نرمی کے ساتھ روکا اور فرمایا نہین نہین امام مہمان ہین اخلاق کے خلاف یہ بُری بات جانے دو۔ وہ مہمان ہین جو کچھ کہین بجا ہے۔

فرد الاولیا سے دعا و تعویذ کے طالبین ہر طبقہ اور ہر مذہب ومشرب کے آتے اور فیضیاب ہوکر جاتے اہل تشیع امامیہ مذہب کے درسے عظیم آباد مثل مرزا جنگلی صاحب مرحوم اور میر عبداللہ صاحب مرحوم کے اولاد وغیرہم بلیئے اپنے مشکلات کی آسان ہونے کو آکر دعا وغیرہ کے خواستگار ہوتے تھے۔

اُن لوگون مین بعض ایسے متعصب بھی تھے جو آپکے نام پر تبرا کہنے کو مذہبی کام سمجھتے تھے۔ ایک بار فرد الاولیا کو خبر پہونچی کہ اس سال آٹھوین محرم کو حاضری کی نیاز کے وقت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلاف اہل سنت پر تبرا کہنے کے بعد اُس مجمع کے ایک شخص نے بلند آواز سے کہا کہ

شاہ ابوالحسن سجادہ نشین پھلواری پر... انکی دستار پاؤن تک لٹکی انکی پشت پر جوتی پر جو کھیتلی پہنا کرتے ہین
یہ سُنکر آپنے فرمایا کہ مین بہت خوش ہون کہ ان لوگون نے مجھے بھی اُن بزرگون کا ساتھی سمجھا۔
اللہ تعالی میرا حشر انھین بزرگون کے ساتھ کرے تو آج مجھکو انکی لعنت کی کچھ پروا نہین اور دیر تک
آنکھو گریہ رہا اور فرماتے رہے کہ اللہ تعالی مجھے انھین بزرگون کے ساتھ قیامت مین اُٹھائے۔
پھر بھی وہ لوگ بغرض حاجت آپکی ملاقات کو آیا کیے مگر آپنے اُن لوگون کے ساتھ اپنے اخلاق کریمانہ
مین کمی نہ فرمائی اور کبھی بے رخی اور بے اعتنائی سے اُن سے نہ ملے اسی خندہ روئی کیساتھ گفتگو
اور دلجوئی فرماتے رہے۔

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا | دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کی میسر شود این مقام | کہ با دوستانت خلافست و جنگ

فرد الاولیا کا مشق سلوک

آپنے تحصیل علوم ظاہری ہی کے زمانہ سے کرتے تھے اور شب و روز مین ایک وقت پوشیدہ آپکا ایسا
مقرر تھا جسمین اپنا ورد و معمول پورا کرلیا کرتے تھے بظاہری وضع آپکی ایسی نہ تھی جس سے کوئی تمیز کرسکے
تسبیح تک ہاتھ مین نہین رکھتے تھے۔ اذکار و اشغال مین زیادہ تر اذکار خفیہ کے مداوم تھے صرف
اسقدر تھا کہ شب کے وقت اکثر لوگ آپکو سوتے سے اُٹھتے دیکھا کرتے تھے۔ مگر اسکا کوئی پتہ نہین لگا کہ
اذکار و وظائف شبینہ آپ کس پوشیدہ جگہہ مین کرتے ہین۔ یہان تک کہ آپکے برادران والاشان سے
بھی کسیکو آپکے مشق سلوک کی خبر نہ تھی۔ اور وہ لوگ سمجھتے تھے کہ فرد الاولیا کو سلوک کی طرف
توجہ نہین ہے۔ اور اذکار و اشغال سیکھا بھی نہوگا۔ ایک روز فرد الاولیا کے دو بھائی مولوی
معنوی شاہ محمد امام و مولوی معنوی شاہ محمد علی سجاد قدس سرہما شیخ العالمین کے حسب ارشاد
شیخ العالمین کے کسی مرید کو ذکر یا شغل کی تعلیم کر رہے تھے ناگہان فرد الاولیا کا اُس طرف
سے گذر ہوا آپنے ان بزرگون کے بتانے مین غلطی پاکر تصحیح فرمادی۔ ان بزرگون نے پاس ادب سے کوئی
جواب تو نہ دیا مگر ناگوار طبع ہوا کیونکہ فرد الاولیا کو اس علم سے ناواقف سمجھتے تھے۔ شیخ العالمین
کے حضور مین پہونچکر شاکی ہوئے کہ ہم لوگ اسطرح بتاتے تھے بھائی صاحب نے اسطرح بتایا۔ جبکہ اسمین
بھائی صاحب دخل نہین رکھتے اسمین دست اندازی کا کیا فائدہ شیخ العالمین نے فرمایا کہ
ابوالحسن کیطرف تم لوگون کا یہ گمان صحیح نہین مین نے اُنکو کل اذکار و اشغال بتایا ہے اور

وہ ہر روز اسکی مشق کرتے ہین جسکی کسی کو خبر نہین اور یہ ذکر اسی طرح پر صحیح ہے جیسا انھون نے
بتایا۔ آپ پر بات کھلی کہ فرد الاولیا مشق سلطان پوشیدہ کرتے ہین اور آپکی تعلیم مین خود
شیخ العالمین کو کسی خاص مصلحت کی بنا پر استتار مد نظر ہے یہی سبب تھا کہ شیخ العالمین
آپکو اذکار و اشغال کی قسم سے کوئی چیز بجز دیگر خلفاء یا اولاد کے ساتھ تعلیم نکرتے تھے
مگر گاہ گاہ اپنے منجھلے صاحبزادے مولوی معنوی شاہ محمد ابو تراب قدس سرہ کو شریک
کر لیا کرتے تھے۔ اور اسی خیال سے آپ فرد الاولیا کیطرف اپنے قلبی تاثیرات زیادہ رات گئے
پہونچایا کرتے جو تنبیہ کرکے آپکو بیدار کر دیا کرتی تھی چنانچہ بارہا دیکھا گیا کہ آپ شب کو سوتے ہوئے
اٹھ گئے اور کچھ دیر تک بے تکلیف رہ کر پھر سو گئے۔

آپکی ریاضات شاقہ کے متعلق مولوی ابو الحیوۃ قدس سرہ نے آپکے احوال مین لکھا ہے کہ
فرد الاولیا کو شاقہ ریاضت مثل اربعین و صوم طے وغیرہ کا اتفاق اسلیے نہوا کہ ابتدائے
طفولیت سے شباب تک کا زمانہ جسقدر گذرا وہ زیادہ تر علالت کا تھا صحت کی حالت مین جس قدر
وقت ملجایا کرتا تھا اسمین تحصیل علوم ظاہری کا شغل رہا سنہ ہجری مین آپکی شادی ملا
عبد الغنی پھلواروی قدس سرہ کی صاحبزادی حنیفہ سے کر دی گئی جس روز سے عروس گھر مین
لائے طرح طرح کے امراض و مصائب کا سامنا کرنا پڑا تا مرگ عروس دائم المرض رہین جنکی بیمارداری
و علاج معالجہ سے کسی زمانہ مین فرصت نملی خدا نے انسے ایک لائق اور صالح لڑکا بھی عطا فرمایا
جسکی صحت سن مراہقت تک نہایت افسوسناک رہی بیٹے کی شادی کے چند ہی سال کے
بعد بی بی اور جوان بیٹے کی وفات کا ناقابل برداشت صدمہ اٹھانا پڑا شیخ العالمین کی
خدمت خانقاہ عالم پناہ مجیبی کا نظم و اردین و صادرین کی خاطر داشت انکی مدارات ضروریات
سے تھی ان تعلقات کے ساتھ ایسا شخص جو ایک ساعت کے لیے بھی تنہا نہ بیٹھ سکتا ہو وہ چلون مین
کیونکر بیٹھ سکتا تھا مگر باوجود اسکے اذکار خفیہ کے مداوم تھے روزے بکثرت رکھا کرتے
اور صلوۃ نافلہ کے مداوم تھے۔

علاوہ اسکے باطنی ترقیات مین سالک کو جسقدر ریاضات و مجاہدات سے نفع پہونچا ہے اس سے
کہین زیادہ شیخ کی نظر عنایت اور توجہات قلبی ترقیات مدارج و حصول مقصود کا سبب پڑتی ہے۔
فرد الاولیا نے بکمال شیخ العالمین کی ضروریات ذاتیہ کو ذمہ دار اپنے کو بنا لیا تھا اور مزید برآں
مین مثل تحریر جواب عرائض و تعویذات و خدمت واردین و صادرین مین آپکا ہاتھ بٹا دیتے تھے۔

آپ پر شیخ العالمین کی نظر عنایت خاص طور پر پڑتی تھی اور آپ سب سے زیادہ فرد الاولیا کو عزیز رکھتے تھے چنانچہ صاحب تذکرۃ الکرام لکھتے ہین۔

می فرمودند شیخ العالمین کہ از ہر کسے گزیر دارم اما ازین فرزند و رہبر ناگزیری ست۔
ہمہ بیاران بیار دامنم و در بیاری ایشان خود بیار سے شوم و دل از اختیار می رود۔
فرصت اوراد و اشغال مرا از ایشان ست کہ ہمہ امور متعلقہ ذات ما تعلق بخود کردہ ورنہ
کجا مہلت یک نفس کہ صرف اذکار و اشغال کردمی۔

یعنی شیخ العالمین اکثر فرماتے تھے کہ مجھے ابو الحسن کے سبب سے اوراد و اشغال کی فرصت ملجاتی ہے ورنہ اس خانقاہ داری و ہجوم خلق مین اوراد و اشغال کی فرصت کہان۔ جسطرح یہ میرے کام کو حسب خواہ کر دیتے ہین مین بھی انکی قلبی حالت پر ہر لحظہ خاص نظر رکھتا ہون یہی سبب تھا کہ فرد الاولیا کو مشق سلوک مین آپکو دیگر اخوان طریق کے مقابلہ مین زیادہ اور جلد نفع محسوس ہوتا تھا فرد الاولیا کی تعلیم باطنی مین شیخ العالمین نے زیادہ تر نگاہ سے کام لیا اور جسقدر مشق سلوک مین آپکو فوائد حاصل ہوئے وہ اسی نظر سے اور شیخ العالمین کی ایسی نگاہ فرد الاولیا پر حاضر و غائب ہر حالت مین یکسان رہا کرتی تھی۔ حاضری کے وقت یہ تو عام طور پر دیکھا جاتا تھا کہ جب فرد الاولیا آپکے سامنے سے گذرتے تھے تو شیخ العالمین کی نگاہ پر فیض دیر تک آپکی طرف دوختہ رہتی تھی جسکی تاثیر و کیفیت کو لوگ آپکے بشرہ پر محسوس کرتے تھے اور آپکی صورت حال از خود رفتہ ہو کر بے اختیار خود کہہ اٹھتی تھی۔

از چشم مستے کردہ نگہے سوے ما	تا عمر ز خود رفتہ پیمانہ چنین ما بیما

حقیقت یہ ہے کہ شیخ العالمین نے آپکی تکمیل باطنی اپنی نظر کیمیا اثر ہی سے کی تھی چنانچہ مولوی ابو الخیر قدس سرہ لکھتے ہین کہ سید العلما مجھسے فرماتے تھے کہ شیخ العالمین نے آپکو ایک ہی نگاہ مین تمامی مقامات سلوک کی سیر کرا دی تھی جو بڑے بڑے سورماؤن کو ریاضات شاقہ کے بعد مدت مدید گذرنے پر یہ رتبہ حاصل ہوتا ہے مگر اسکی اطلاع آپکو نہ تھی ایک دن مین بیٹھا تھا کہ یکایک مین نے فرد الاولیا سے ایک ایسے مقام کی تاثیر پائی جسکو منتہا سے مقام کہنا چاہیے مین نے بنظر امتحان اس سے بھی بلند مقام کی طرف قصد کیا اور درجہ بدرجہ ترقی کرتا گیا یہان تک کہ اسیطرح نہایت النہایۃ تک پہونچا اور برابر انمین ہر مقام کی تاثیر پاتا گیا سخت متحیر ہوا اور یہ سمجھا کہ یقین ہے کہ شیخ العالمین نے ساری نعمتین ایک ہی نگاہ مین عطا فرمائین جب خلوت

مین حاضر ہوا تو یہ واقعہ عرض کرنے کے بعد گذارش کی کہ شاید حضور نے ایک ہی نگاہ مین انھین اپنی تمامی نعمتین عطا فرمائین شیخ العالمین یہ سنکر متبسم ہوئے اور ساکت رہے۔

میفرمودند سید العلما دامت برکاتہ کہ جناب ایشان یعنی شیخ العالمین بیک نگاہ تا مقامیکہ خواست آنحضرت بود رسانیدند۔ اول کسے ازین راز واقف نبود روزے از ایشان ازمقامے یافتم کہ منتہائے مقام توان گفت بحیرت آمدم بازازان بالاتر مقامے قاصد شدم دیدم کہ بے تامل استفاضہ می شود ہمچنین تا نہایت النہایۃ وایشان را مطلق خبر نبود نہایت متحیر شدم وبحضور اقدس عرض کردم کہ مگر ایشان را ہمہ نعمت بیک نگاہ عنایت شدہ کہ امروز چنین ثمرہ یافتم آنحضرت تبسم ساختند وجوابی نفرمود۔

فرد الاولیا کے تذکرون مین کبھی شیخ العالمین خود بھی فرماتے تھے کہ مولوی احمدی رضی اللہ عنہ گاہ بیگاہ میرے نے ایکبار کہ ابو الحسن پر دیسی نگاہ مین سترباردالی ہین کبھی آپ فرماتے تھے کہ ابو الحسن کی قلبی وابستگی نہ کثرت ریاضت سے ہوئی اور نہ انھین اسکی حاجت پڑی بلکہ فطری مناسبت کے ساتھ مصائب ورنج پر قابل تحسین صبر نے اس درجہ پر پہونچایا جیسا صاحب تذکرۃ الکرام لکھتے ہین۔

اکثر در ذکر ریاضت ایشان آنحضرت فرمودی آنکہ ایشان را حاجت بمجاہدہ نیست احتیاج مجاہدہ شدنی ست ایشان را صبر بر بلا و رنج بآن حلاوت قلبی رسانیدہ است

درحقیقت فرد الاولیا کے مدارج کی ترقی زیادہ تر مصائب وبیماری ہی کے ذریعہ سے ہوئی۔ چنانچہ بارہ سو ساٹھ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین جب آپکو فالج آیا اور تا عمر اسی عارضہ مین آپکو انواع مصیبت ورنج برداشت کرنا پڑا وہ بھی اسی سبب سے کہ آپکو ایک مقام سے دوسرے مقام تک ترقی کرنا تھا۔ اسکا واقعہ یون ہوا کہ جس دن یہ مادہ آپکو آیا اسکے دو دن پہلے آپ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الشریف سے مشرف ہوئے حضرت امیر المومنین نے فرمایا "سال نو مبارک حال نو مبارک" اس جملے سے فرد الاولیا نے اس قدر سمجھا کہ سال نو سے سنہ نو جو آرہا ہے اسکی خبر دیجاتی ہے لیکن حال نو کی طرف خیال نگیا مگر حیرت ضرور ہوئی۔ یکم محرم کو نماز عصر کے بعد جب آپ حسب معمول مزار شریف پر فاتحہ کو تشریف لے گئے تو یکایک اسقدر چھینکین آئین کہ تعداد انکی سو سے تجاوز کر گئی اور وہان سے واپس آنے کے بعد تک برابر سلسلہ لگا رہا۔ نماز مغرب کے بعد خلوت مین یکایک فالج آگیا اسکی شدید تکلیفین اٹھانے کے بعد جسقدر کشود باطن ہوا اس سے اس ارشاد کی تصدیق ہوئی۔ دوسرا واقعہ جسکو صاحب تذکرۃ الکرام لکھتے ہین یہ ہے۔

سنہ ۱۲۴۸ بارہ سو اڑتالیس ہجری کے ربیع الاول میں یکایک شدید سرسام کے مرض میں مبتلا ہوئے
جس سے لوگوں کو آپکی زندگی سے یاس ہوگئی اور جو شخص آپکے پاس بغرض عیادت جاتا چشم پرنم اٹھتا
فخر الاولیا و دیگر اخوانِ عظام و سید العلما و اخوان طریقت نے مزار شریف سے
بھی دریافت حال کیا لیکن کچھ حقیقت نہ کھلی یہان تک کہ یازدہم ربیع الاول کی مجلس سماع
اسی سبب سے موقوف رہی کہ فخر الاولیا کو تمام دن افاقہ نہ تھا - اور صرف فاتحہ پر اکتفا کیا
گیا اسدن دوپہر کو بعد ایک بجے آپ کو افاقہ شروع ہوا تو آپنے پوچھا کہ مجلس کیون نہین ہوئی
لوگون نے ناسازی مزاج کا عذر کیا آپنے فرمایا بہرحال اس کام کو چھوڑنا نہ تھا خیر بارہ تاریخ
کو ناغہ نہونا چاہیے دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد سے فخر الاولیا کو پورا افاقہ تھا لیکن
ضعف کا یہ عالم کہ کروٹ بدلنے کی طاقت نہ تھی لوگون کے سہارے سے آپ مجلس مین تشریف
لے گئے - قبل سے مناسبت قوالون نے ایک غزل سنانا شروع کی تو فخر الاولیا خلوت کے دروازہ
سے جونہی باہر ہوئے کہ قوالون نے گانا شروع کیا بس یک بیک آپ پر ذوق کے ساتھ کیفیت طاری
ہوئی اور دیر تک یہی کیفیت رہی [illegible] طرح جوش کرتے رہے پھر طبیعت بالکل صحیح ہوگئی -
سید العلما نے شیخ العالمین کی روح پاک سے دریافت فرمایا تو اسکے جواب مین ارشاد ہوا
کہ تکمیل مین ایک چیز باقی تھی جو اس مرض کے ذریعہ سے پوری کر دی گئی -
غرض اسیطرح فخر الاولیا نے منازل سلوک طے کیا [illegible] مزار شریف کے [illegible] سال
انیس جمادی الاخری سنہ ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری [illegible] سلسلہ [illegible] اپنے والد ماجد
حضرت شیخ العالمین قدس سرہ [illegible] بیعت [illegible] چند دن بعد تمامی
سلاسل جلیلہ کے [illegible] -

فخر الاولیا کی جسمانی قوت

فخر الاولیا کو خدا نے ریاضات و مجاہدات نفس کی وجہ سے جس درجہ کی روحانی قوت عطا فرمائی
تھی اسیطرح جسمانی قوت مین بھی فرد کیا تھا ابتدا سے جوانی مین ورزش و تیراندازی کا شوق
آپکو بہت تھا فن سپہ گری مین بھی اچھا دخل رکھتے تھے تیر خوب چلاتے تھے آپ نہایت
قدر انداز تھے - کمان آپکی سنہ ۱۳۰۰ ہجری تک موجود تھی سب کو بعض زور دار لوگون نے توڑ کر پھیری کا
کام لیا مشہور ہے کہ کمان آپکو [illegible] آپ ایک

ہاتھ سے چڑھا لیا کرتے تھے۔

شعیب کہتا ہے کہ ایک دن مین خلوت شریفہ مین اپنے پیر و مرشد مد ظلہ العالی کے حضور مین فرد الاولیا کے بعض حالات زندگی کو دریافت کرنے گیا۔ منجملہ دیگر ارشادات کے آپکی کمان کا ذکر آگیا ارشاد ہوا کہ ہم اور عمی مولوی ظہور محی الدین صاحب مرحوم اسی خلوت مین اپنے پیر و مرشد حضرت قصر قدس سرہ کے حضور مین شرف قدمبوسی کے لیے حاضر ہوئے اُسوقت آپکے سامنے فرد الاولیا کی کمان رکھی تھی حضرت قصر قدس سرہ نے فرمایا کہ تم لوگون سے کوئی ایسا ہے جو اس کمان کو دو ہاتھون سے بھی زہ کر سکے مولوی ظہور صاحب جو مجھسے قوی تھے زہ کرنے پر مستعد ہوئے اور دیر تک زور آزمائی کرتے رہے مگر نہ چڑھا سکے مین تو انسے بھی زیادہ کمزور تھا کمان چھونے تک کی جرأت نکی۔ حضرت قصر قدس سرہ نے کمان اُنسے لے لی اور فرمایا کہ دیکھو مین دو ہاتھون سے بآسانی چڑھا دیتا ہون قبلہ گاہ (یعنے فرد الاولیا) ایک ہاتھ سے چڑھا لیتے تھے۔ آخر عمر تک فرد الاولیا کی جسمانی قوت بہت اعتدال پر رہی۔ البتہ عارضۂ فالج نے آپکو بہت مجبور کر دیا تھا۔

فرد الاولیا کی ظاہری قوت کے واقعات و حکایات سے ایک واقعہ بہت مستند اور ثقہ راویون کے زبان زد ہے جسکو مین اس جگہ اپنے پیر و مرشد مد ظلہ العالی کی روایت سے نقل کرتا ہون۔

حضرت شیخ الحی المعین کے مریدون سے ایک شخص بڑے قوی ہیکل تھے مجلس سماع مین اُنکا جوش و وجد اُنکی قوت کے حسب حال ہوتا تھا۔ ایک بار مجلس مین بہت دیر تک انکو جوش رہا لوگ پکڑے پکڑے تھک گئے اور خود انھین دوسرے سے ایسی ٹکر لگی کہ خود بھی زخمی ہوئے اور دوسرا بھی۔ لیکن اُنکا جوش کم نہوا۔ اتفاق سے وہ وجد کرتے ہوئے فرد الاولیا کے قریب پہونچ گئے آپنے دو انگلیون سے انکی ایک انگلی اسطرح تھام لی کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے اور دیر تک اسی جگہ تڑپتے رہے مگر فرد الاولیا نے انگلی نہ چھوڑی آخر اُنکا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

حلیہ

فرد الاولیا کا قد میانہ مائل بطول تھا۔ جسم نہایت گول۔ اعضا گٹھیلے چہرہ گول مائل بطولانی آنکھین بڑی خوبصورت بھوین کماندار مونڈھا ریک ناک کھڑی مائل بخمی گوش مبارک متوسط رخسارہ

مصنفہ جناب شاہ ... الدین صاحب حبیب مد ظلہ

کم گوشت داڑھی گنجان اور گرد مائل بطول لب باریک دندان مبارک چھوٹے چمکدار بازو
پرگوشت کف دست چوڑی انگلیان لمبی پرگوشت رنگ صاف گندمی تھی صفت متعلق تھی۔

فرد الاولیاؒ کی جانشینی

دوسری رمضان روز یکشنبہ ۱۲۴۷ھ بارہ سو سینتالیس ہجری مین ہوئی شیخ العالمین نے اپنی حیات مین جانشینی کے لیے فرد الاولیا کے بڑے صاحبزادے مولوی شاہ ابو محمد علی حسن قدس سرہ کو تجویز فرمایا تھا یہ بزرگ کمسنی ہی سے بڑے صاحب حالات رفیعہ تھے۔ تصوف و فقر کے طرف فطری مناسبت رکھتے تھے اسلیے شیخ العالمین نے آپکی ظاہری و باطنی تعلیم مین بڑی سرگرمی فرمائی۔ آپکی عمر شریف مین سترھوین سال کی ابتدا ہی ہوئی تھی کہ تکمیل ظاہری و باطنی سے فراغت پا چکے اور انکی رسم شادی سے بھی شیخ العالمین نے فرصت کر لی تھی اور یہ ارادہ تھا کہ آپکو اجازت و خلافت دیکر جانشین کر دین اور خود خلق سے انزوائے محض اختیار کرین مگر مشیت نے اسکا موقع نہ دیا شادی کے چند مہینہ بعد حضرت مولوی شاہ ابو محمد علی حسن قدس سرہ نے رحلت فرمائی شیخ العالمین کے رنج و الم کا کیا پوچھنا ہے بہت سے حوصلون اور تمناؤن کا خون ہوگیا سہ وہ چمن ہی نہین رہا جسمین بہار آنے کو تھی۔

اس واقعہ کے بعد شیخ العالمین کا خیال جانشینی کے لیے فرد الاولیا کی طرف پلٹا اور اسی روز سے آپکو اپنا ولیعہد مقرر کر لیا۔ اگرچہ شیخ العالمین نے اپنے اس خیال کا اظہار خاص لوگون سے بھی نہ کیا مگر اکثر مشکل مواقع پر اپنا کام فرد الاولیا ہی سے لینا اور اپنا نائب بنا کر بھیجنا بمنزلہ اظہار ہی کے تھا۔ چنانچہ ایک روز پھلواری مین کسی دوسری جگہہ مجلس کی تقریب مین سید العلما مولانا احمدی قدس سرہ کے چھوٹے بھائی مولوی معنوی شاہ علی اکبر قدس سرہ پر نہایت وفور کے ساتھ کیفیت طاری ہوئی اور غلبہ کیفیت سے قریب تھا کہ روح جسم سے مفارقت کر جائے سید العلما اسی خلوت شریف مین پہنچے اور شیخ العالمین کو اسکی اطلاع دی آپنے فرد الاولیا کو بھیجا آپکے پہنچتے ہی مولوی صاحب کی حالت پلٹ آئی اور صحیح ہوگئے سکنائے پھلواری سے ایک بزرگ شیخ بدیع الدین صاحب مرحوم شیخ العالمین کے مریدون سے تھے انکو شیخ صاحب مرحوم کو سر مین شدت کا درد ہوا کہ نوبت غشی تک پہونچی اور بار بار غش پر غش آنے لگا متعلقین انکے گھبرائے ہوے شیخ العالمین کے حضور مین پہونچے یہان بھی آپنے فرد الاولیا کو بھیجا الغرض ایسے ایسے مواقع مین شیخ العالمین بجائے خود فرد الاولیا ہی کو اپنا نائب بنا کر بھیجتے تھے تا کہ لوگون پر

ثابت ہے اور شیخ العالمین کے بعد لوگ آپ ہی کو جانشین کریں۔

علاوہ اسکے کہ شیخ العالمین کی اولاد میں فرد الاولیا سب سے بڑے تھے طریقت میں مشق سلوک کا فائدہ آپ پر جلد مترتب ہوتا تھا حال و وجد کے وقت تعدی تاثیرات قلبی میں بھی اپنے دیگر اخوان طریقت سے فوقیت رکھتے تھے۔ اور صاحب حالات و کیفیات اصحاب اسکو بڑی قدر کے ساتھ تمیز کر کے مستفیض ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت مرزا صاحب متخلص بہ عشق قدس سرہٗ کے تکیہ پر عظیم آباد میں کسی بزرگ کے عرس کی تقریب میں پھلواری سے حضرت فرد الاولیا مع اپنے برادران حقیقی و دینی کے تشریف لے گئے اتفاق سے ایک غزل پر آپکو وجد آیا حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات ابوالعلائی قدس سرہ آپکو وجد کو دیکھکر بے اختیار کہہ اٹھے "سبحان اللہ مسمیٰ اسکا نام ہے" دیکھیے وجد اسکو کہتے ہیں اور برابر بچانے کے اہتمام میں رہے تاکہ زمین پر گر کر چوٹ نہ لگ جائے اور صدمہ نہ پہونچے۔

انھیں وجوہات سے جانشینی کے لیے شیخ العالمین نے فرد الاولیا ہی کو منتخب فرمایا تھا۔

شیخ العالمین کی حیات ہی میں آپکے اور صاحبزادوں نے بذریعہ کفالت ملازمت بنا لیا تھا مگر فرد الاولیا سے خاص کر آپنے معاہدہ لیا کہ تم ملازمت کا خیال نہ کرنا کیونکہ اپنے بعد فرد الاولیا کو جانشین کرنا مرکوز خاطر تھا۔

غرض بہر صورت جانشینی کے لیے فرد الاولیا ہی موزوں تھے شیخ العالمین کی وفات کے بعد لوگوں کا خیال فرد الاولیا کیطرف پلٹا اور اسی وقت سے سب آپکا ادب و لحاظ شیخ العالمین ہی کیطرح کرنے لگے۔ یہاں تک کہ سید العلما نے اول وقت کی نماز میں فرد الاولیا کی نعلین اٹھا کر اس مقام پر رکھ دی جہاں شیخ العالمین کی نعلین رکھی جاتی تھی پھر جماعت کے وقت آپکا بازو پکڑ کے صف اول میں شیخ العالمین کی جگہ پر کھڑا کر دیا۔ اسکے پہلے فرد الاولیا حقہ کے بھی عادی تھے جس دن سے جانشینی کے واسطے مجبور کیے گئے اسی دن سے قطعًا آپنے حقہ پینا ترک کر دیا اور سب کے سامنے بلکہ سجادگی سجادہ نشین ہونے سے پہلے آپکے روبرو حقہ پینا چھوڑ دیا۔ چنانچہ شیخ طالب علی مرحوم پھلواروی شیخ العالمین کے احوال میں سید العلما کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک بار سید العلما [illegible] میں فرد الاولیا کی حضور میں تشریف رکھتے تھے [illegible] خدمتگار کو حقہ لانے

کے لیے آواز دی سید العلما نے منع فرمایا فرد الاولیا ہر چند اصرار کرتے رہے مگر سید العلما
راضی نہوئے۔

شیخ العالمین کے وفات کے دن سے تیجہ تک سید العلما نے آپکے ساتھ شیخ العالمین کا آداب
برتا جانشینی کا کوئی تذکرہ نہ فرمایا کیونکہ وہ دن ایک عظیم الشان مصیبت کا تھا۔ مگر اسکے
دوسرے روز آپنے یہ بات فرد الاولیا کے حضور مین پیش کی آپنے نہایت عاجزی کے ساتھ
معذرت چاہی اور فرمایا کہ خدا نے میرے بھائیون کو بہت زیادہ اس کام کا اہل بنایا ہے وہ لوگ
شیخ العالمین کی زندگی ہی مین ارشاد و ہدایت خلق کے لیے مامور تھے اور طالبین و مسترشدین کی
تعلیم و تربیت بھی کرتے تھے آپ انھین لوگون سے جسکو چاہین اس کام پر مامور کرین شیخ العالمین
نے اپنی زندگی مین جو خدمت مجھے سپرد فرمائی ہے تا عمر اسی کو انجام دیتے رہنا اپنی سعادت و ذریعہ
نجات سمجھتا ہون۔ مین جسطرح خانقاہ کا انتظام مہمانداری شیخ العالمین کی حیات
مین خلوص کے ساتھ کیا کرتا تھا تا عمر کرتا رہونگا اور جو شخص بجاے شیخ العالمین جانشین ہوگا
مین اسی پیشوا سمجھتا رہونگا میری ہمت اسکو قبول نہین کرتی کہ مین اپنے شیخ کی
سپرد کردہ خدمت کو چھوڑکر ایسے دشوار گذار بار کو اپنے ذمہ لون۔ آپکے انکار کے بعد سید العلما نے
آپکے منجھلے بھائی مولوی شاہ محمد ابو تراب صاحب سے فرمایا کہ بڑے مولوی صاحب جانشینی
پر راضی نہین ہوتے آپ قبول کرین منجھلے مولوی صاحب اور دوسرے بھائیون نے
فرد الاولیا کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپکی موجودگی مین کوئی شخص جانشینی قبول نکریگا
بہرحال آپ ہی کو اس کام کے لیے مجبور ہونا پڑیگا مگر فرد الاولیا اپنے خیال پر اڑے رہے اور سجادہ نشینی
پر راضی نہوئے۔ فرد الاولیا کا شدید انکار اور اپنے انوکھے طریق سے معذرت تو اس بات کی خبر
دیتی ہے کہ شاید کسی طرح آپ جانشینی قبول نکرینگے مگر جس مجبوری نے آپکو اس کام پر مستعد کر دیا وہ
یہ تھی کہ جس روز یہ تذکرہ پیش تھا اسی شب کو مولوی شاہ محمد ابو تراب مولوی شاہ محمد امام قدس سرہما
نے خواب دیکھا کہ حضرت شیخ العالمین برہنہ سر تشریف لائے ہین۔ چونکہ زندگی مین آپ کی عادت
کے خلاف تھا ان دونون بزرگون نے باادب برہنگی سر کی وجہ دریافت فرمائی شیخ العالمین نے
فرمایا کہ میان ابو الحسن تاج پہننا قبول نہین کرتے مین بھی ننگے سر ہون۔

شیخ طالب علی مرحوم نے اسقدر لکھا ہے لیکن مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ حضرت
شیخ العالمین نے یہ فرماکر آپکے سر پر تاج پہنا دیا۔ صبح کے وقت یہ دونون بزرگ خانقاہ تشریف لائے

اور مجمع عام مین فرد الاولیا و سید العلما سے مخاطب ہو خواب کو بیان فرمایا اسوقت فرد الاولیا کو قبول کر لینے کے سوا انکار کی کوئی صورت بنائے نہ بنی۔
شیخ طالب علی مرحوم لکھتے ہین کہ جس روز سے فرد الاولیا جانشینی کے لیے مجبور کیے گئے اس روز سے آپکا یہ معمول رہا کہ صبح کی نماز سے ظہر تک خلوت مین تشریف رکھتے اور بیس شعبان تک دوپہر اور شب کا کھانا مہمانون کے ساتھ سہ درہ مین کھاتے اور آرام بھی سہ درہ ہی مین کرتے یکم رمضان شریف تک یون ہی معمول رہا دو تاریخ کو فاتحہ چہارم کے پہلے حضرت سید العلما قدس سرہ نے شیخ اشرف علی صاحب خادم کو فرمایا کہ خلوت مین شیخ العالمین کے عہد پاک کی طرح ضرورت کی سب چیزین درست کر رکھیے۔ اور تاج و خرقہ و دیگر تبرکات ایک خوانچہ پر باضابطہ درست کر رکھیے شیخ صاحب مرحوم نے اُن چیزون کو درست کر رکھا۔

سجادگی کیوقت فرد الاولیا کو جو تبرکات پہنائی گئی

وہ کل حضرت مولانا و تاج العارفین و شیخ العالمین کے ملبوسات تھی از انجملہ مولانا کا وہ تاج جو خلافت کو وقت تاج العارفین کو عطا ہوا تھا تاج العارفین کا چارخانہ کا وہ کرتا جسکو شیخ العالمین نے اپنی جانشینی کے وقت پہنا تھا شیخ العالمین کا چھینٹ کا وہ کرتا جو علالت کے زمانہ مین زیب تن تھا شیخ العالمین کی وہ دستار جو وفات سے کچھ دن پہلے زیب سر تھی شیخ العالمین کی وہ زعفرانی چادر جسکو شعبان کی یازدہم مین آپنے سر مبارک پر باندھکر زیارت کی تھی تاج العارفین کی وہ فاختی رنگ کی شال جسکو شیخ العالمین نے اپنی سجادگی کے روز زیب دوش کیا تھا اور حضرت تاج العارفین جاڑے کے دن مین اکثر سر مبارک پر باندھا کرتے تھے شیخ العالمین کا وہ رومال اور وہ صندلی تسبیح جو وفات سے کچھ دن پہلے آپکے دست حق پرست مین تھی۔ عصا نا سدانی یہ کل اسباب درست کیے ہوئے باضابطہ رکھے ہوئے تھے فاتحہ چہارم کے بعد سید العلما و مولوی اکبر علی قدس سرہما و مولوی شاہ محمد ہادی و حاجی احمد علی ابراہیم قدس سرہما خلوت مین تشریف لے گئے اور سید العلما اس خوانچہ کو مولوی معنوی شاہ محمد علی سجاد قدس سرہ کے سر پر رکھکر انکے پیچھے پیچھے سہ درہ مین تشریف لائے اسوقت تک فرد الاولیا

قل پڑھنے والوں کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے سید العلما نے باد ب شیخ العالمین کی
جگہ پر مسجد مجیبی کی شمالی در پر دیوار سے متصل بیٹھنے کو فرمایا آپ اٹھے اور شیخ العالمین کی جگہ پر
تشریف لے گئے سید العلما نے تبرکات کا خوانچہ سامنے رکھا اور پہلے تاج اٹھا کر بوسہ دیا
اور فرد الاولیا کے سامنے پیش کیا آپنے سر جھکا کر اپنے ہاتھ کو سید العلما کے ہاتھ
کے نیچے رکھکر پہن لیا۔ الغرض اسیطرح ترتیب وار کل تبرکات آپکو پہنائے گئے رسم سجادگی
تمام ہونے کے بعد حضرت سید العلما دست بوس ہوئے اور نذر گذرانی اسکے بعد
فرد الاولیا کے دیگر اخوان پھر مولوی علی اکبر قدس سرہ و سید العلما کے صاحبزادگان
نے دست بوسی کی بعد ازان حضرت شیخ العالمین کے کل مریدون نے سعادت دست بوسی
حاصل کی اور نذرین گذرانین۔

مولوی معنوی شاہ محمد ابو الحیوۃ پھلواروی و مولوی شاہ وصی احمد پھلواروی قدس سرہما و شیخ
طالب علی مرحوم پھلواروی لکھتے ہین کہ جسوقت فرد الاولیا کو خرقہ پہنایا گیا علاوہ اسکے کہ عالم
انوار پھیلا ہوا تھا شیخ العالمین کی شباہت اسقدر نمایان ہوگئی کہ بادی النظر مین عام طرح
پر دھوکھا ہو جاتا تھا بعض بے اختیار سبحان اللہ کہہ اٹھے اور اکثر مشائخون نے کہا کہ نیابت
و خلافت اسکا نام ہے کہ نائب و منیب مین صورۃً و سیرۃً کوئی فرق باقی نہ رہے مجمع مین ہر قسم کے
لوگ حاضر تھے بعض رافضیون نے فرد الاولیا کی صورت ہی دیکھکر اپنا عقیدہ باطلہ بدلدیا
اور دل سے معتقد ہوگئے۔

شیخ العالمین کے مریدون سے ایک شخص فتح اللہ خان نامی اسی فاتحہ چہارم مین شریک ہونیکو
لیے آئے تھے چونکہ کثرت امراض کے سبب سے ناتوان اور ضعیف ہو گئے تھے اور فی الجملہ آنکھون کی
روشنی مین بھی ضعف آگیا تھا سجادگی کے دوسرے دن خلوت مین جاکر فرد الاولیا سے
اپنی علالت و ضعف بصارت کا حال اسطرح ظاہر کرنے لگے کہ مجھے ضعف بصارت اس قدر آگیا ہے
کہ اسوقت حضور کا چہرۂ مبارک اصلی نہین معلوم ہوتا بالکل شباہت شیخ العالمین کی معلوم
ہوتی ہے اگر مجھے وفات کی خبر نہوتی اور یکایک چلا آتا تو شاید پہچان نہ سکتا۔ کوئی دوا عنایت
ہوتی جس سے یہ پیچ دور ہو جاتا۔ حاضرین انکی بات سنکر ہنس پڑے۔

اس جگہ مین اپنی اس تحریر کی تصدیق مین مولوی وصی احمد و شیخ طالب علی علیہما الرحمۃ کی
عبارت بخوف طوالت چھوڑکر صرف اپنے بزرگ مولوی معنوی شاہ محمد ابو الحیوۃ قدس سرہ کی عبارت

اس مین نہین مین چاہتا ہون کہ آپکو اپنا شیخ سمجھون اور آپکے ارشاد کے مطابق کسی مشغولی کا التزام کرون اور بجاے شیخ کے سمجھون یا میرے معمولات ہی سے کسی چیز کو اپنی زبان سے فرما دیجیے تاکہ اُسی کو ہمیشہ کیا کرون اُسوقت فرد الاولیا نے امتثالاً للامر سید العلما کے معلومات سے ایک چیز بتادی جسکے تاعمر مداوم رہے۔

سید العلما کے رجوع کرنیکے بعد فرد الاولیا کے اخوان ذوے الاحترام سے سب نے رجوع کیا اور نیابتہً بیعت و تعلیم و تربیت کی اجازت لی مگر فرد الاولیا کے چھوٹے بھائی حضرت سید العاشقین مولوی معنوی شاہ محمد علی سجاد قدس سرہ نے دوسرے بھائیون کی طرح علانیہ رجوع نہ کیا اسکی وجہ مین نے اپنے پیر و مرشد مدظلہ سے اور انھون نے اپنے پیر و مرشد علیہ الرحمہ سے یہ سُنی ہو کہ سید العاشقین خود فرماتے تھے کہ دوسرے اخوان کیطرح میرا بھی قصد تھا کہ علانیہ بھائیصاحب سے رجوع کرون مگر ایک دفعہ مین موضع حکیم آباد گھگھٹہ مین تھا اور مجلس سماع نہایت گرم تھی مجکو بھی ذوق تھا اور عزیزون کا وقت بھی بہت خوش تھا کہ دفعۃً مجھپر ایسے وفور کی حالت طاری ہوئی کہ جان بری اُس سے مشکل ہوئی اسوقت شیخ العالمین جیسے شیخ کی مدد کیضرورت تھی مبادا یہ حالت دیکھکر کچھ دیر تک رہجاے تو شاید زندگی کا خدشہ تھا ناگہان اُسی حالت مین مین نے اپنے پہلو مین بھائیصاحب کو پایا اُسوقت مجکو بھائیصاحب نے گلے سے لگالیا اور مہلکہ سے نجات بخشی بلا فرق بھائیصاحب کی یہ مدد ویسی ہی ہوئی جیسی شیخ العالمین اپنی دنیاوی زندگی مین فرمایا کرتے تھے۔ اُس روز سے علانیہ رجوع کا خیال مین نے اپنے دل سے اُٹھالیا اور یہ خیال کیا کہ جب بھائی صاحب کو خود میرا اسقدر خیال ہے تو میرا بھی دل سے رجوع ہونا کافی ہو۔

درحقیقت فرد الاولیا کی ذات پاک اپنے ظاہری و باطنی مدارج مین شیخ العالمین کے برابر تھی کیونکہ شیخ العالمین نے آپکی تعلیم و تربیت ایسی ہی دل سوزی و التفات سے فرمائی کہ واقعی آپکی ذات بابرکات تمامی کمالات مین شیخ العالمین کی نظیر ہوگئی۔ حضرت مخدوم عالم شاہ محمد مخدوم قادری جعفری پھلواروی قدس سرہ نے خواب کے ذریعہ سے مولوی محمد امام قدس سرہ کو شیخ العالمین کی علالت مین اسکی خبر دیدی تھی۔ جیسا مولوی معنوی شاہ محمد ابو الحیوۃ قدس سرہ نے کتاب تذکرۃ الکرام مین لکھا ہے

نقل است مولوی محمد امام صاحب دامت برکاتہ در عالم معاملات حضرت مخدوم عالم شاہ

محمد مخدوم پھلواروی قدس سرہ را دیدند بس پریشان خاطر عرض کردند صحبت شیخ تمنا دارم امید کہ درین کار رحمت فرمودہ آید۔ در جواب فرمودند بالفرض اگر ہفت ہشت سال دیگر هم حیات یافتند تکلفی نیست من در سنگر آنم کہ کسے ہیچ ایشان بجاے ایشان بنشیند کہ وجود پاک شان کبریت احمر است۔

جب ذات پاک کو شیخ العالمین کی مثل و نظیر تصور کریں تو وہ مستفیضوں کی حاجت شیخ العالمین جیسے شیخ کیطرح کیونکر پوری کر سکیگا۔

ان حضرات کے علاوہ وہ لوگ بھی جو شیخ العالمین کے صرف مرید تھے اور طریقت حاصل کرنے کا وقت نہ ملا تھا فرد الاولیا کی نظر کیمیا اثر کے بدولت مراتب عالیہ پر پہونچے اور چشمۂ فیض نہ صرف گھر ہی والوں کو سیراب کرتا رہا بلکہ غیر خاندان کے لوگ بھی دور و دراز کی دشوار گذار مشقت سفر برداشت کرکے فرد الاولیا کے حضور میں پہونچے۔ اور خائب المرام گئے صوفی شاہ دائم قدس سرہ کے پوتے صوفی شاہ نور اللہ علیہ الرحمۃ نے ۱۲۴۳ھ ہجری میں بغرض تحصیل علوم ظاہری ترک وطن کرکے پچھم کا قصد کیا تو صوفی صاحب نے اپنے سفر کی پہلی منزل پھلواری کے خانقاہ عالم پناہ مجیبیہ میں کی۔ قصبہ کہ وہ زمانہ کثرت علوم و فنون و مردم خیزی کے اعتبار سے شہرۂ آفاق تھا۔ صوفی صاحب کو قصبہ کے دلکش سواد نے کچھ ایسا گرویدہ کیا کہ آگے قدم نہ بڑھا سکے آخر اپنے سفر کی آخری منزل اسی قصبہ میں کی اور فرد الاولیا کے لائق برادر زادے خلیفہ مولوی معنوی شاہ محمد یحیی علیہ الرحمۃ سے درسیات کا سبق شروع کیا چونکہ یہ خاندان نہ صرف علم ظاہری کے اعتبار سے ممتاز تھا بلکہ صوفی دنیا کے بھی لوگ وقعت کی نگاہ سے دیکھتے آئے اور تصوف میں یہاں کے ہر چھوٹے بڑے میں تصوف کا اعلیٰ مذاق پایا جاتا تھا صوفی صاحب چونکہ خود بھی خاندانی پیرزادے تھے یہ قصبہ ہر طرح پر انکے مذاق کے مطابق ثابت ہوا مگر اس سبب سے کہ صوفی صاحب کا مشرب ابو العلائیہ تھا جسمیں تیغ حیدری کا غلبہ زیادہ ہے اور یہ خاندان توحید کے ساتھ اویسیت کی دلفریب رنگ آمیزی کا سماں دکھا رہا تھا صوفی صاحب کے لیے البتہ یہی دنیا نظر آئی اور بے اختیار دل چاہا کہ فرد الاولیا سے رجوع کریں چنانچہ ایک روز تخلیہ میں آپ نے اسکی درخواست کی مگر فرد الاولیا نے بمصلحت چند بجز اسکے کوئی جواب نہ دیا کہ ابھی آپ کم عمر ہیں علم حاصل کیجیے علم فقیری سے افضل ہے صوفی صاحب بہت مایوس ہوئے اور متحسرانہ ان سے اٹھکر اپنے فرودگاہ میں چلے آئے۔ مگر نیا ولولہ اور سچی طلب بھی رہ رہ کر بے قرار ہوتے اور بار بار

ممتاز بھی ہوئے۔ خواجہ صاحب کی وفات کے بعد سید صاحب نے فرد الاولیا کی طرف رجوع کیا آپنے انکی تربیت مین انکو طریقہ ابوالعلائیہ ہی کا انداز ملحوظ رکھا۔ ایکدن خانقاہ مین مجلس سماع کے وقت ذوق و شوق کے ساتھ اپنے طریقہ ابوالعلائیہ کی کیفیات و تاثیرات سے متاثر ہوکر وجد کرنے والون مین سید صاحب ہی تھے۔ فرد الاولیا نے اسوقت آپکا وقت خوش دیکھکر اپنے خاص طریقہ قادریہ وارثیہ کی تاثیر و کیفیت پہونچانے کا قصد کیا سید صاحب پر یکایک جو ایک نئی کیفیت پہونچی تو بے اختیار یہ کہہ اٹھے سبحان اللہ یہ تو دوسری ہی چیز ہے جو مجھپر اور ہی بات ہے مجلس برخاست ہونے کے بعد فرد الاولیا نے فرمایا کہ آپکو بہت جلد تبدیل کیفیت کی تمیز ہوگئی آج مین نے اپنے خاص طریقہ قادریہ کی کیفیت پہونچانے کا قصد اسلیے کیا کہ آپ ایک مدت سے اپنے طریقہ ابوالعلائیہ کی تاثیرات و کیفیات کا لطف لے رہے تھے۔

مبتدی کو انکی ریاضات و مجاہدات نفس کے سبب ظہور ثمرات پر بالیدگی نفس سے بچائے رہنے کے لیے فرد الاولیا اپنی باطنی توجہات سے کام لیتے۔ اگر وہ ابتدائے ریاضت و مجاہدات نفس مین خفیف ظہور ثمرات پر متحیر ہوکر آپکی حضور مین شاکی ہوتا اور اپنی ریاضت و محنت کو مد نظر رکھکر اپنے خیال کے مطابق ثمرات کا خواستگار ہوتا تو فرد الاولیا انکی دلدہی کے ساتھ دل پذیر لفظون مین اسکی نصیحت فرماتے اور اسکے اس نقصان رسان خیال کو کہ میری محنت و ریاضت کے برابر ثمرہ نملا" دل سے اٹھا دیتے۔ کیونکہ سالک کو اپنی ریاضت و مجاہدات نفس پر نظر نقصان رسان ہے۔ اسکی محنت و مشقت کا جسقدر ثمرہ ملے گو اسکے نزدیک کم ہو مگر خدائے غیور و بے نیاز کی اس ادنے عطیہ کے مقابلہ مین اسکی وہ جان توڑ ریاضت کرورہا حصہ کم ہے یہی سبب ہے کہ جب سالک اپنی ہستی پر غائر نظر ڈالتا ہے اسکے بعد اپنی محنت و ریاضت کو دیکھتا ہے پھر انصاف کی نظر سے خدائے بے نیاز کے ادنی عطیہ کا موازنہ کرنے بیٹھتا ہے تو درحقیقت اسکی نظر مین خس کے برابر بھی اسکو اپنی ریاضت نہین جچتی۔ سالک کو اپنی محنت و ریاضت اور اسکے نتائج کا وجود اسطرح سمجھنا چاہیے جسطرح بادشاہ کے مقابلہ مین ایک فقیر کی مرصع لباس و پوشاک کی زینت کہ جب وہ اپنی ظاہری وضع پر مغرور ہوکر دربار شاہی کی زینت پر نگاہ ڈالتا ہے تو اپنی زینت و شوکت بالکل بھول جاتا ہے اسیطرح حاکم حقیقی کے مقابلہ مین سالک کو اپنی ہستی محض لاشے و معدوم سمجھنا چاہیے چنانچہ ایک مبتدی نے اپنی شدید ریاضت کے بعد خفیف ترتب اثر کو شکایت و حسرت آمیز جملون مین فرد الاولیا کو لکھا آپنے اسکا جواب ان لفظون مین دیکر انکی شکایت و حسرت کو مٹایا۔

این قدر ظہور ثمرات جائے شکر است واگر چہ بالفعل کمتر باشد لیکن آہستہ آہستہ زیادہ رفتہ بسبب اثر مداومت آخر استقرار و استحکام ثمرات این محنت و مراقبات بخوبی میشود و اینکہ محض ابتداست و آغاز این قدر ظہور ثمرہ ہم از عنایات حضرت حق تعالیٰ شانہ است ۔ کریمی ست کہ از ما چہ طاعت و چہ بندگی و لیکن از کرم خود بعطائے ثمرہ دریغ نمی گذرد ما اگر بہزار خشوع و خضوع تمام عمر بطاعت و یاد او گذرانیم در خور عظمت و بے نیازیش بجا بے نمی آرد ۔ چہ ظاہر ست کہ گدائے سرمایۂ تمام عمر خود کہ بدریوزہ وصل تا پیشگاہ بارگاہ سلطانی رانمی تابد کہ بقیمت کمتر کمتر آن خزینہ جواہر نمی رسد بنا بر سالک این راہ را نظر بر عمل خود نیست بر کار محض بفضل و عنایات داشتہ وقت حضور حکام مجازی کہ خیال حسن وجود ذات ایشان خود ہیچ نمی ماند در حضور محبوب حقیقی کہ تجلے از ہستی واجب کافرماید تنہا و اطاعت کی ماند

عجب ست بوجودت کہ وجود من نماند	تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن نماند

و باس و نہ دلوی از بارگاہ بحو کرمی سور ادبیت ۔ طاعت خود قلیل باید دانست و امیدوار کرم باید بود ۔

فرد الاولیا جس دن سے جانشین ہوئے نہایت پابندی کے ساتھ لوازمات سجادگی کو برتنا شروع کیا۔ جانشینی کے بعد شیخ العالمین جس طریقہ پر ریاضات و مجاہدات و حاجت روائی خلق کیا کرتے تھے اسی طرح فرد الاولیا نے انجام دینا شروع کیا۔

جب تک فرد الاولیا عزلت گزین ہوئے تھے اسوقت تک آپکے اوراد و وظائف کیا تھے اور عنوان ریاضت کیا تھا اسکا پتہ تو نہ لگا۔ مگر خلوت نشینی کے بعد جسقدر اذکار و اشغال و نوافل و اوراد شیخ العالمین پڑھا کرتے تھے فرد الاولیا نے بھی انکو اپنا وظیفہ بنایا اور اسی خیال سے شیخ العالمین نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے معمولات لیلی و نہاری کو بطور دستور العمل کے ایک جز کاغذ پر لکھکر جائے نماز کے نیچے رکھدیا تھا جسمیں فرد الاولیا نے اسقدر افزائش کی کہ شیخ العالمین روزانہ فاتحہ حضرت تاج العارفین و پیران سلسلہ قادریہ عمادیہ و فاتحہ حضرت مخدوم الملک محمد شیخ شرف الدین بہاری قدس سرہ و فاتحہ حضرت مولنا سید و فاتحہ حضرت خواجہ میاں صاحب و فاتحہ جمیع بزرگان و فاتحہ حضرت سلطان ابو سعید ابوالخیر و فاتحہ حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر و فاتحہ حضرت شاہ غلام سرور پھلواروی و فاتحہ شیخ ... پڑھا کرتے تھے فرد الاولیا نے ان سب بزرگوں کے ساتھ ان بزرگوں کا بھی فاتحہ معمول کیا جنکا سلسلہ خاندان مجیبیہ تک پہونچا ہے۔

انکے علاوہ حضرت مولانا و حضرت خواجہ و حضرت تاج العارفین و شیخ العالمین کے دوسرے مریدوں کا اور دیگر بزرگوں کا فاتحہ بھی پڑھا کرتے تھے (جسکی تفصیل ذیل کی عبارت میں خود فرد الاولیا نے لکھدی ہے) آپ شیخ العالمین کے اسی معمولات لیلی و نہاری کے دوسرے صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار ابو الحسن زیادہ کرد فاتحہ پیران دیگر سلاسل کہ اجازت بیعت آنہا در ینجا ملان رسیدہ یا شغلی از طریقہ شان رسیدہ ونیز فاتحہ مریدین حضرت مولانا و حضرت میانصاحب و حضرت تاج العارفین و حضرت مرشدی قدس اللہ تعالی اسرارہم و فاتحہ جمیع انبیا و اولیا و فاتحہ حضرت میانصاحب و فاتحہ آبا و اجداد پدری و مادری و اساتذہ و فاتحہ بزرگان پھلواری و عظیم آباد و اطراف قرب و جوار و فاتحہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم و عنہن۔

شیخ العالمین اپنی زندگی میں جسطرح فرد الاولیا پر نظر شفقت و ملاطفت فرمایا کرتے تھے وفات کے بعد بھی انسیطرح روحانی تعلق آپ کے ساتھ قائم رکھا اور ہر جزئیات کی آگاہی خواب کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔

ایک سال شب دوازدہم ربیع الاول کو ماندگی کے سبب فرد الاولیا کو تھوڑی دیر ایسی غنودگی آئی کہ صبح کے قبل کا وقت گذرنے لگا فرد الاولیا نے دیکھا کہ شیخ العالمین تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ تم ابتک سوئے ہو قبل کا وقت جاتا ہے۔ فوراً فرد الاولیا بیدار ہوئے اور جلد جلد وضو سے فراغت کرکے باہر تشریف لائے۔

شیخ العالمین کے عہد پاک میں تعویذ نویسی بخدمت میر عباد اللہ علیہ الرحمۃ کے ذمہ تھی فاتحہ چہارم کے بعد میر صاحب غایت حزن و ملال کے سبب برداشتہ خاطر ہو کر گھر چلے گئے ممدوح کے نہ رہنے سے حاجتمندونکو تعویذ لکھکر دینا خود فرد الاولیا پر آگیا اور ضروری کام ہرج ہونے لگا شب کے وقت میر صاحب نے خواب دیکھا کہ شیخ العالمین تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ تم یہاں آکر بیٹھ گئے اور وہاں ابو الحسن کو تعویذ نویسی کی سخت تکلیف ہورہی حاجتمند آتے ہیں اور محروم پھر جاتے ہیں۔ جلد جاؤ وہ تمھارے منتظر ہیں۔ میر صاحب علی الصباح اٹھے اور افتان و خیزان شام تک پہونچکر اس واقعہ کو بیان کیا۔ اور نہ یہ توجہ شیخ العالمین کی فرد الاولیا پر نظم خانقاہ و سجادہ ہی کے متعلق تھی بلکہ آپکے ذاتیات تک کا خیال جسطرح

آپکو زندگی مین تھا اسی طرح وفات کے بعد بھی رہا۔ کتاب تذکرۃ الکرام صفحہ ۳۷۵ مین لکھا ہے کہ
شیخ العالمین کے وفات کے دوسرے روز صبح کو وقت حسب دستور سید العلماء قدس سرہ
نماز کے لیے مسجد مین تشریف لائے تو قبل اسکے کہ جماعت کھڑی ہو سید العلماء کے دل مین خیال آیا کہ
شیخ العالمین کی زندگی مین آپکو بسبب مزاج و ضعف کے سبب نماز مین قرأت قصیر کیا کرتا
تھا اب وہ عذر جاتا رہا اسلیے قرأت قصیر کی ضرورت باقی نرہی اسی تہیہ مین تھے کہ یکایک
شیخ العالمین کی شبیہ شریف سید العلماء کے روبرو یہ کہتی نظر آئی کہ قرأت طویل آیندہ
کیجیے گا لیکن اسوقت سردی کا وقت ہے اور ابوالحسن بے پاتابہ کے نماز کے لیے آئے ہین انہین
سردی کی تکلیف ہوگی یہ سنکر سید العلماء نے نماز شروع کی اور قرأت قصیر ہی کر کے نماز تمام کی۔ نماز کے
بعد آپنے فرد الاولیاء کو پلٹ کر دیکھا تو واقعی آپ بغیر پاتابہ کے تھے اسوقت سید العلماء نے
آپسے فرمایا کہ جناب حضور یعنی حضرت شیخ العالمین سردی کے وقت موزہ پہن لیا کرتے تھے
فرد الاولیاء نے فرمایا کہ سردی قابل برداشت تھی اسلیے نہ پہنا اسکی عبارت یہ ہے۔

روز دوم انتقال شیخ العالمین کہ جناب سید العلماء برای نماز صبح از مکان خود بمسجد تشریف
آوردند ہنوز تحریمہ نبستہ بودند کہ در دل پاک شان خیال آمد کہ سابق بنظر ہیچ مزاج و ضعف حضرت
شیخ العالمین در قرأت قصر میکردیم اکنون کہ تقاضای تقصیر نماند دو دست بتحریمہ برداشتہ
بودند یکبار دیدند آنحضرت رضی اللہ عنہ کہ برمصلی تشریف آوردہ فرمودند قرأت طویل خواہید کرد
لیکن ابوالحسن را ایذا و تکلیف خواہد شد کہ پابرہنہ بے موزہ و پوستین و نیمچہ و پیشانی نماز
میخوانند وقت سرما است سید العلماء را ازین حال اطلاع خبر نبود تحریمہ بستند
اما قرأت قصیر کردند و بعد نماز پرسیدند کہ جناب حضور درین وقت سرما بنظر آرام پاموزہ یا پاتابہ
پوشیدہ اند جناب مستطاب والد ماجد خود گفتند چون تکلیف سردی نبود با پابرہنہ
بنماز آمدم۔ بعد فراغ اوراد سید العلماء مفصل حال در ذکر مشاہدات نادرہ کہ عینی اند
نسبت ہر جزئیات بیان فرمودند۔

غرض اسیطرح شیخ العالمین کی روح پاک کو فرد الاولیاء کی طرف تعلق رہا کرتا او
عالم حیات کی طرح ہر امور مین مدد فرمایا کرتے۔
فرد الاولیاء کے مسند نشینی کے بعد مسجد کی امامت۔ بستہ موے مبارک لانے کی خدمت۔ ثنا خوانی
کی ابتدا جسطرح شیخ العالمین کے عہد پاک مین حضرت سید العلماء کے ذمہ تھی فرد الاولیاء نے

اخیرات زمانہ تک آپ ہی کے متعلق رہی۔ ہاں سفر کے موقع مین سید العلما کے نبیرہ برادران ذوی الاحترام مولوی قادری صاحب یا مولوی ابو الحیوٰۃ صاحب گاہ گاہ امامت کرتے تھے۔ آخر عمر مین جب آپکی بصارت ظاہری جاتی رہی تو نسبتہ موی مبارک لانے کی خدمت آپنے یازدہم محرم ۱۲۷۶ ہجری مین مولوی ابو الحیوٰۃ قدس سرہ کے سپرد کیا۔ مولوی ابو الحیوٰۃ قدس سرہ واقعات کی کتاب مین لکھتے ہین کہ جس وقت مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی اور اس خدمت پر مامور کیا گیا اُس وقت کی تاثیر اور فیضان نبوی کے اثر سے ہر شخص متاثر ہو رہا تھا یہان تک کہ سید العلما نے پرجوش ہوکر میرا دامن تھام لیا اور بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کیا اسی وقت آپکی زبان پر فی البدیہہ یہ شعر جاری ہوگیا۔

اخذت ذیل رسول اللہ معتصما	باللہ خالقنا ذی الفضل والکرام

مقتدرہ تک پہونچی پہونچا ایک عجب عالم ہوگیا۔ اس شعر کے سنتے ہی زائرین پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ تمام لوگ رونے لگے۔

یہ خدمت تمام عمر مولوی ابو الحیوٰۃ قدس سرہ کے ذمہ تھی سید العلما کی وفات کے بعد قل خوانی وچنوبہ داری کی خدمت آپکی بڑی صاحبزادی و جانشین مولوی شاہ محمد ہادی قدس سرہ کو فرد الاولیا نے عطا کی اور امامت مسجد کی مولوی معنوی شاہ محمد قادری قدس سرہ و دیگر اخوان عظام کرتے رہے۔ اور مہمانون کی تواضع و مدارات یہ کل بھائیون ہی کے ذمہ رہی۔ باورچیخانہ کا انتظام جسطرح حضرت شیخ العالمین کے عہد مین جناب سید شاہ احمد اللہ منیری علیہ الرحمۃ و مولوی فضل علی پھلواری و مولوی علی وارث پھلواروی کیا کرتے تھے فرد الاولیا کے پورے زمانہ تک یہ لوگ اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہے شاہ منیری علیہ الرحمۃ صرف اسباب عرس غلہ و روغن زرد و بوریا و سامان روشنی و دیگر لوازمات ضروریہ کی بہم پہونچانیکے ذمہ دار تھے۔ لیکن پخت طعام و تقسیم وغیرہ کی خدمت موخر الذکر دونون بزرگون کے متعلق تھی فرد الاولیا کی خدمت مین بطور خادم کے شیخ اشرف علی مرحوم ابتدا مین چند سال تک متعین رہے اُنکے بعد میان باقر مرحوم اُنکے بعد میر کے رہنے والے میر جعفر مرحوم مستقل اور انکی معیت مین انکے بھائی میر عنایت علی مرحوم و بعض دوسرے لوگ بھی فرد الاولیا کی اخیر عمر تک حق خدمت ادا کرتے رہے۔

مریدون و مسترشدون کے عرضیون کے جوابات و بعض دیگر تحریری امور ۱۲۵۹ھ ہجری تک فرد الاولیا نے خود ہی متعلق رکھی تھی۔ چونکہ آپ کو لکھنے کی بہت عادت تھی اسلیے ہر جزئیات کو لکھا کرتے چھوٹے بڑے متعدد رسالے دست خاص کے لکھے ہوئے کتبخانہ مجیبی مین موجود ہین اپنا ضخیم دو

وہان اپنی ہی ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا وہ تبرکاً کتبخانہ مین یادگار موجود ہے لیکن سنہ ۱۲۶۲ھ ہجری مین جب آپکو عارضۂ فالج آیا اور ترقیم و تحریر سے مجبور ہوگئے تو اپنے حقیقی خواہر زادے مولوی شاہ وجیہ احمد پھلواروی علیہ الرحمۃ سے لکھنے کا کل کام لینے لگے۔ دفتر کا کل کام یہی بزرگ کرتے تھے۔

فردالاولیا کے عہد مسند نشینی مین خانقاہ کی عمارت مین کوئی نیا اضافہ نہوا جس قطعہ وضع پر شیخ العالمین کے عہد مبارک کو تعمیر کردہ مکانات تھے اُسیقدر قائم رہے صرف حضرت شیخ العالمین کے مزار مبارک کا چبوترہ و باغ کا صحن بجانب سنہ ۱۲۵۱ھ ہجری مین وسیع و سنگی تعمیر کیا گیا جسکی تاریخ فردالاولیا نے نہایت بے نظیر کہی ہے ناظرین ملاحظہ فرمائین۔

در ہزار و دو صد و پنجاہ و یک — بود از ہجرت کہ سنگین شد بنا
گفت ہاتف سال تعمیرش ز اوج — باد باقی این بنائے خوشنما

دیگر

با کمال وسعت و سنگین بنا — شد چو این چابوترہ خلد آستان
سال تعمیرش بمن رضوان بگفت — دلکشا تر گوئی از صحن جنان

دیگر

این رشک فزائے صحن جنت — از سنگ چو تا نیا بنا شد
فرمود ملک بگوشم از اوج — سنگین شد و لیک دلکشا شد

فردالاولیا کے عہد مین خانقاہ کی عمارت مین نیا اضافہ اس لیے نہوا کہ اس زمانہ مین قصبہ آبادی کا ایک ممتاز حصہ پر تھی بستی کا ہر شخص ہی خانقاہ کا وابستہ تھا اعراس مین زیادہ تر مہمان بستی ہی مین ٹھہرتے تھے اسلیے فردالاولیا کو نئے مکانات تعمیر کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔

خانقاہ مین ٹھہرنے والے فقرا و دیگر معزز مہمان کے لیے جسقدر قدیم تعمیر کردہ مکانات تھے بہت کافی تھے دوسری وجہ یہ تھی کہ آپکے زمانہ مین فتوحات کی بہت کمی تھی اور جسقدر آمد تھی وہ لنگر سے زیادہ نہ تھی جو عمارت و تعمیر کے مد مین صرف ہوتی اسلیے فردالاولیا کے زمانہ مین یادگار کوئی عمارت تعمیر نہو سکی۔

جانشینی کے بعد فردالاولیا کا زمانہ نہایت عسرت و توکل بحت کی حالت مین بسر ہوا حضرت شیخ العالمین کا قول ہے کہ تاج العارفین کے جانشین کے لیے سجادگی کے بعد سات برس کا زمانہ عسرت و کمی فتوحات و ناقابل برداشت واردات کے سبب ایسا سخت گذرتا ہے کہ اگر لوہے کا کمربند بھی باندھے ہو تو ٹوٹ جائے۔ مگر اسکے ساتھ کچھ ایسی تائید غیبی ہوتی ہے کہ وہ کل بلائین جھیل

لیتا ہی اور مصائب پر صابر و شاکر رہتا ہی۔ یہان تک کہ اسکی کل مصیبتین دور ہو جاتی ہین۔ مگر فرد الاولیا کو تمام عمر تنگی و عسرت کی حالت مین بسر کرنی پڑی سات برس کی مدت تو آزمائش کیلیے مقرر ہی تھی۔ بقیہ گیارہ برس بھی آپکی مختصات سی تھے جو آزمائش ہی مین گذر گئے ساتھ اسکے فرد الاولیا قدیم معمولات کو نہایت بلند حوصلگی سے کرتے رہے۔ اور واردین و صادرین کیخدمت نہایت کشادہ دلی سے انجام دیتے رہے بسا اوقات آپکے گھر والے و خانقاہ کے طلبا دو دو شام بھوکے رکھے ہین اور آپ ہر حالت مین اپنے خدا کا شکر ہی ادا کرتے رہے۔ کبھی کسی نے آپکے چہرہ مبارک پر ان تکلیفون کے سبب تغیر نہ پایا۔

لوگ تعجب کرتے تھے کہ آپ اس توکل مین خانقاہ داری واعراس کا نظم اتنی اولوالعزمی و بلند حوصلگی سے کیونکر کرتے ہین میرے خیال مین انکا یہ تعجب ہی فضول تھا کیونکہ ہے خدا خود میسازد سامان ارباب توکل را خدا پر بھروسا کرنے والون کا کام رکا نہین رہتا۔ گو روزانہ کی خوراک مین کبھی چنے کبھی جوار۔ کبھی چاول ہی ملا کرتے ہون۔ یا فاقون تک کی نوبت پہونچ جاتی ہو۔

فرد الاولیا کے ساتھ ایسے واقعات بہت گذرے ہین۔ از انجملہ ایک واقعہ مین نے اپنے پیرو مرشد و نیز دوسرے بزرگون سے سنا ہی۔ کہ ایکبار فرد الاولیا کے انبار خانہ مین روزانہ خرچ کا غلہ تمام ہو گیا۔ زنانہ مکان سے کنیزہ نے آکر آپکو اسکی خبر دی۔ کچھ پاس موجود نہ تھا چپ ہو گئے۔ تمام دن یون ہی گذر گیا اور کہین سے کچھ نہ آیا۔ زنانہ مکان مین غلون کی کوٹھیان جھاڑی جا رہی تھین کہ کسی مین مدت کی پڑی جوار تھے نکل آئے دن کا آخیر وقت ہو چکا تھا کہ کنیزہ نے آکر آپکو مطلع کیا۔ آپنے فرمایا وقت بہت کم ہی بھونکر لے آ۔ غرض وہی لا یا گیا آپنے سب سے پہلے خانقاہ کے طلبہ کو دیا۔ بعد اسکے گھر والون کے ساتھ تھوڑا خود بھی کھایا راوی کا بیان ہی کہ مین نے اسوقت خود دیکھا تھا کہ آپ جوار اٹھا کر ہاتھ سے ملتے تھے۔ اور بھونسیان پھونک کر کھاتے تھے۔

دوسرا واقعہ جسکو فرد الاولیا نے بطور یادداشت کے ایک پرزہ پر خود لکھا ہی وہ یہ ہی۔

ہر ماہ کی چند مقررہ تاریخون مین **شیخ العالمین** کے زمانہ سے چند بزرگون کے فاتحہ اور قل خوانی کے لیے شیرنی اور پان کا بیڑا آیا کرتا تھا۔ عسرت و تنگدستی کے سبب مٹھائی نہ آسکی تو فقط پان کی بیڑی دن پر فاتحہ پڑھا گیا۔ جب سے یہ کام شروع ہوا ہی کبھی ایسا نہین ہوا تھا۔ یہ نوبت میری شامت اعمال سے پہونچی کہ آج سوا پان کے شیرنی نہ منگائی جا سکی۔

مگر آپکے سچے توکل نے یہ دن بھی باقی نہ رکھا۔ خدا نے اس کام کو بھی آپ کی تا زندگی آپکے حوصلے کے

مطابق پورا کیا - چنانچہ اسی مضمون کے نیچے تحریر فرماتے ہین -

الحمدللہ مدت کے بعد پھر کبھی ایسی نوبت نہ آئی

فرد الاولیا اپنے زمانہ کی عسرت و توکل کو دوسری جگہ ایک مغربی سید صاحب کے خط مین تحریر فرماتے ہین

حال تنگی زمانہ درین دیار بیشتر ازان ست کہ در بلاد مغرب باشد ارباب معاش کہ بسبب فراغ حالی
خود دست کشادہ میداشتند بسبب تنگی معاش - و بند و بست توانگر دستی دارند و دستے کہ
بستہ اند - و در خاندان خاکسار کہ از ایام سابق لا الی الآن سرمایہ جز توکل و بضاعتے جز نادری
گاہ با آسائش و گاہ با فقر و فاقہ روز و شب بسر میشود ازین باعث از تحصیل سعادت دبجا آوری
خدمت مقصر و محجوب -

آپکا غایت توکل تھا کہ کسی طرح خانقاہ کو متعلق جائداد وقف کرنا یا کسی اہل دولت کی طرف سے امداد وظیفہ مقرر ہونا دل سے پسند نہین کرتے تھے - تذکرۃ الکرام مین شیخ العالمین کی زندگی کا ایک واقعہ لکھا ہے - کہ مجسٹریٹ شہر نے شیخ العالمین کی غائبانہ تعریفین سنکر ملاقات کی تمنا ظاہر کی شیخ العالمین نے کہلا بھیجا کہ فقیرون سے تمھین کیا کام ہے - فقرا کے در پر آنا تمھارے لیے ننگ و عار کی بات ہے اسکے سوا مجھے اتنی فرصت کہان کہ حکام سے ملون اور اپنا عزیز وقت انکی صحبت مین ضائع کرون - مگر اُسنے ایک نہ سنا اور ایکدن پہونچ ہی گیا - اور حضرت شیخ العالمین کی صحبت سے مسرور و محظوظ اٹھا چلتے وقت سید العلما مولانا احمدی پھلواروی قدس سرہ و فرد الاولیا کو خیمہ تک اپنے ساتھ لیتا گیا مولوی معنوی شاہ محمد ابو الحیوۃ پھلواروی قدس سرہ بھی ان دونون بزرگون کی معیت مین خیمہ تک گئے تھے - فرد الاولیا کیطرف مجسٹریٹ نے مخاطب ہوکر کہا کہ توکل محض اور فقر کی حالت مین خانقاہ کے اسقدر اخراجات اولو العزمی کیساتھ مجھے دیکھکر سخت حیرت ہے کہ کیونکر پورے ہوتے ہونگے ؟ تا وقتیکہ کوئی معقول آمدنی خانقاہ کو متعلق وقف نہو گی آیندہ نسل کیونکر ایسا عظیم الشان کارخانہ انجام دیسکیگی ؟ میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ جوار مین کوئی موضع تجویز فرمائین مین اُسکو آپ کی خانقاہ کے متعلق وقف کردون فرد الاولیا نے فرمایا - مجھے اس سے معاف کیجیے - مین جس کریم کے در پر پڑا ہون وہ آیندہ و موجودہ ہر زمانہ مین میری رزق کا کفیل ہے ؎ رازق ما رزق بے منت دھد

کس نہ آید بخانۂ درویش ۔۔۔ کہ خراج زمین و باغ بدہ

نہایت خوش زندگی بسر کرتا ہون - خدا نے دیا تو کھا لیا - ورنہ اسکی رضا پر سر تسلیم خم کیے ہوئے

صابر و شاکر بیٹھا رہتا ہون دنیاوی فارغ البالی کے لیے معاش کی ناپسندیدہ تعلقات کے ساتھ دل لگائے رہنے سے بھوکھا خدا کے در پر سر گرتے رہنا کہین بہتر سمجھتا ہون - زمانہ کی وہ ناگفتہ بہ حالت ہے کہ کوئی کسی کی پریشان حالی کے طرف خیال نہین کرتا مین نے مانا کہ آپ اپنی حکومت مین خانقاہ پر ہر طرح کی رعایت کرینگے - مگر آپ کے عوض مین دوسرا حاکم جب بدل کر آئیگا تو شکوہ رعایت و مروت کی کیا وجہ ہوگی - لامحالہ استحفاظ معاش کے لیے ہر دم دربارداری عاملون کی خوشامدین کرنی پڑینگی جسمین تضییع اوقات کے علاوہ فقر و تصوف کی بدنامی آبا و اجداد و مشایخ طریقت کے خلاف روش چلنے کا بھی خمیازہ بھگتنا ہوگا - مین نہین چاہتا کہ میری عمر کا قابل قدر زمانہ حاکم مجازی کی دربارداری و خوشامد مین صرف ہو - اگر یہ عمر میری مالک بے نیاز کی بندگی مین تمام ہو گئی تو مجھے گویا ہفت اقلیم کی بادشاہت ملگئی - مجسٹریٹ نے کہا اگرچہ مین اپنے عہدۂ حکومت تک اسکا پورا وعدہ کرسکتا ہون کہ میرے ماتحت کسی قسم کی بے عنوانی نکرینگے - مگر قانون انگریزی کے ہمیشہ ردوبدل ہوتے رہنے کی وجہ سے کسی اہل کار کو اپنے مقرر کردہ حکم پر آیندہ بحال رہنے پر اعتماد نہین ہوتا اس بنا پر البتہ آپکا فرمانا بجا ہے - فرد الاولیا نے فرمایا کہ جب آپکو خود اپنے حکم کی نسبت عدم بحالی کا اقرار ہے تو چند روزہ راحت کے لیے فقیر کو زندگی بھر ناحق کے دردسر مین کیون مبتلا کیا چاہتے ہین میرا کریم مجھے بے منت رزق دیتا ہے آج بھی وہی کفیل ہے اور آیندہ بھی اُسی کی کفالت کی اُمید ہے - مجسٹریٹ فرد الاولیا کے استقلال و اعلی توکل کی باتین سنکر خاموش ہو رہا یہان تک کہ سب لوگ خیمہ سے مکان پر پلٹ آئے -

فرد الاولیا رح کے قلب مُبارک مین عشق الٰہی و محبت نبوی صلعم کا غلبہ

ہر مسلمان کے دل مین بمقتضای ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کی محبت ضرور ہوتی ہے مگر فرد الاولیا کے دل مین بہت زیادہ عشق کے درجہ مین خصوصیت کے ساتھ طفولیت ہی سے پائی جاتی تھی جیسا اپنی مثنوی "جوش جنون" مین لکھتے ہین ؎

عمر یست کہ آتش نہانم	صد شعلہ نسست تا زبانم

مگر بظاہر یہ کیفیت چند وجہون سے نمایان تھی - اول تو وہ زمانہ آپکے بچپنے کا تھا جسمین حرکات عجیبہ کا صدور علی العموم لڑکپن پر محمول کیا جاتا ہے دوسری وجہ یہ تھی کہ آپکو اپنے ہر دینی امور مین اخفا و استتار مدنظر تھا تیسری وجہ یہ تھی کہ ابتداے شباب سے صدمات و رنج و مصیبت مین کچھ ایسے مبتلا رہے کہ اس عشق و محبت کا

سارا اثر رنج والم ہی کی صورت مین ہو کر نمایان ہوتا رہا۔ اسیطرح وہ آگ دھیمے دھیمے سلگتی جاتی تھی اور آپ اُسکو بقدر طاقت چھپاتے تھے۔ اس واقعہ کو فرد الاولیا اپنی ایک مثنوی مین اسطرح نظم فرماتے ہین ؎

دوستان این قصہ می باید شنید
جرعۂ زین بادہ می باید چشید
بود ما را از دم صبح شعور
نشئہ در سر ز صہبای سرور
از غم و اندوہ دل فارغ تمام
میگذشتی با دلِ خوش صبح و شام
بر رخم صبح جوانی چون دمید
اگر بیار و ز بلا بر من رسید
مدتی پابند رنجی بودہ ام
رنجہا را ملکہ گنجی بودہ ام
ہر بلای آسمانی بی دریغ
بر سر من می نشدی از جور تیغ
مشق تا ہر جور خاطر خواہ کرد
آنچہ تا بایست ہم ناگاہ کرد
نی سرِ دستار نی بندِ قبا
نی خیالِ غیر و فکرِ آشنا
با چنین اندوہ و این افسردگی
با چنین رنج و غم و آزردگی
بود پنہان در سرم سودای عشق
میرسیدی تا دلم غوغای عشق

ہرچند آپ اسکے چھپانے ہی پر مصروف تھے مگر عشق و محبت ایسی چیز نہین کہ چھپانے چھپ سکے دنیا کی ادنےٰ چیزون کے ساتھ جب دل مالوف و مشغوف ہوجاتا ہے تو اُسکا مخفی رکھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ چہ جائیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی الفت و محبت ہر لحظہ تحریک کے ساتھ کہ ہر اعلیٰ و ادنےٰ کی زبان پر آپکا ذکر شریف اذان مین آپ ہی کے اسم پاک کی تکرار نماز مین درود شریف کا ورد۔ اس پوشیدہ آگ کا بھڑکانے والا کیونکر نہوتا۔ طریقت مین قدم رکھتے ہی یکایک آتش عشق نبوی آپکے دل مین بھڑک اُٹھی۔ اور روز بروز شرف زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمنا آپکو بیچین کرنے لگی۔ گو غلبہ شوق کے وقت آپکی خیالی صورت شریف مد نظر رہتی اور بے قرار دل کی تسکین کرنا چاہتے تھے مگر ؎

آنچہ بر صفحۂ اندیشہ کشد کلک خیال
شکل مطبوع تو زیباتر ازان ساختہ اند

انسان کی قوت متخیلہ کو اتنی طاقت کہان کہ وہ اُس نور مجسم کی خیالی تصویر کا نقشہ صفحہ خیال پر کرسکے۔ اگر فی الجملہ کوئی موہومی صورت قائم بھی ہو تو خود اُسکو ثبات کہان اور بیچین دل کی تسکین کو کب کافی بلکہ ؎ یادش بدلم فزود ذوقے ؛ اسی درجہ اشتیاق بڑھانے والی ہوگئی ـ

یہ کیفیت ایک مدت کے بعد یکایک جو تیزی کے ساتھ بڑھنے لگی تو فرد الاولیا کو ایک عالم حیرت نظر آیا اور یہ اس سبب سے کہ ؎

ہزار بار بشویم زبان زمشک و گلاب ۔۔۔ ہنوز نام تو بردن کمال بے ادبی ست

کہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور کہاں یہ دل" چنانچہ مثنوی مذکورہ میں اپنا واقعہ تحیر و مستی کے الفاظ میں اسطرح نظم فرماتے ہیں ؎

مدتے ماندم درین اندیشہ ۔۔۔ باز برپا یم گزد این تیشہ
من کجا و این خیال از من کجا ۔۔۔ خود بخود آشفتگی چندین چرا
خلوت دل بارگاہِ عشق کیست ۔۔۔ بزم من آتشکدہ از بہر چیست
آتشے کہ شعلۂ دیگر فروخت ۔۔۔ باز سامان و متاع من کہ سوخت
میزدم از گریہ گہ آبے بدل ۔۔۔ میگذشت از چشم سیلابے بدل
می نہادم گاہ بر دل دست خویش ۔۔۔ می رساندم پنبۂ مرہم بریش

یعنی میری وہ محبت کی آگ تو بچپن ہی سے دبی دبائی آہستہ آہستہ سلگ رہی تھی - اب کس نے اسکو بھڑکا دیا - کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک محبت میں میری یہ حالت ہے ؟ میں از خود رفتہ کیوں ہوا جاتا ہوں - میری یہ خلوت دل کسکے عشق کی بارگاہ ہے - میرے سینے میں کسکی محبت کی آگ شعلہ زن ہے - کسکی محبت کی آگ نے دوسری دفعہ سلگ کر میرے صبر و شکیبائی کی پونجیوں کو خاک سیاہ کر ڈالا - غرض غلبۂ شوق میں کبھی روتے کبھی دل کو سمجھاتے - کبھی آپ کی خیالی صورت شریف مدنظر رکھکر عرض حال کرتے لیکن قسمت یاوری نہیں کرتی اور شرف زیارت نصیب نہیں ہوتا - آپکو اپنی نارسائی قسمت و نایافت پر اسقدر رونا آیا کہ اپنے اختیار سے باہر ہو گئے - ایکدن انھیں افکار میں غلطان و پیچان تھے اور دل کا اضطراب و قلق کسی طرح کم نہیں ہوتا اور نہ کوئی تدبیر سوچنے کا موقع دیتا تھا خیر جبر اور قہر اسیطرح دل کو سمجھا نا شروع کیا تاکہ اضطراب و قلق کم ہو تو ذہن کوئی رائے قائم کرے - تمام دن اسے تشفی اور تسلی دینے میں گذر گیا شب کو وقت جب پوری تنہائی ہوئی تو خیالات کی افواج نے ہر چہار طرف سے گھیر لیا مختلف عنوان مختلف صورتیں پیدا ہوئیں لیکن بھی بر آمد مقصود دعا کو کافی نہ تھی اسی حالت میں یکایک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رحمت و بندہ نوازی کا خیال آگیا تو غلبۂ شوق نے ثانیًا التجاء و عرض حال پر مجبور کیا - آپنے تمام شب عبادت میں بسر کی اور عرض حال کی فرد الاولیا نے اس واقعہ کا پتہ اپنی جس مثنوی میں دیا ہے اسکے منتخب اشعار تصدیق کے خیال سے

درج کیے جاتے ہیں۔

شبی در فکرِ کارِ خویش بودم ــ برنج از روزگارِ خویش بودم
کشودِ کارِ خود را چون ندیدم ــ در بیت الحزن بر خویش پیچیدم
بکنجِ خلوتے تنہا نشستہ ــ درِ خلوت بروئے غیر بستہ
سرِ خود بر سرِ زانو نہادہ ــ گہے در گوشہ گہ بر در فتادہ
گہے بگرفتہ سر از دستِ حیرت ــ گہے رفتہ ز خود در فکر و حسرت
نہ فکرِ غیر و نے پروائے اغیار ــ نہ با جنگ و نہ با صلح کسے کار
گہے زیرِ بغل دستِ تمنا ــ گہے برداشتہ دستِ دعا را
گہے بر دوختہ بر پائے دیدہ ــ گہے بر بسترِ غم آرمیدہ
فرو ماندہ خرد از راہِ تدبیر ــ سپردم کارِ خود در دستِ تقدیر
نمیدانم کہ خود کیستم من ــ گذشتہ از وجودم چیستم من
ز بودِ خود ندانم ہیچ سوئے ــ چہ خوش بودے کہ بودے ز من بوئے
درین اندیشہ بودم ساعتے چند ــ کہ از ہاتف سحر بر گوش شد پند
کہ اے جولانگہِ فکرِ تو تا عرش ــ ہنوز آگہ نۂ تو از نقشِ فرش
شدم بیدار چون از خوابِ غفلت ــ عیان گردید بر من رازِ حکمت
بایجادِ دو عالم علتے ہست ــ بہر شئی و بہر کس نسبتے ہست
اگر بالفرض ہستم خارِ گلشن ــ تو گوئی ہستی آن اصل ہر من
وجودِ من چو صنعِ دستِ او ہست ــ ز ہر چیزے کہ ہست از دستِ او ہست
اضافاتِ من و تو تفرقہ داد ــ بہ نیک و بد جہان را تا بہنجار
وگرنہ خیر و شر را تفرقہ نیست ــ بد اندر حقیقت نیک خود نیست
چرا بیہودہ میگردم بہر در ــ دگر بر آستانِ دل نہم سر
سرے گم کردہ در کوئے گریبان ــ نشستم پیشِ او چون خاک حیران
بامیدے کہ گردد خاطرم جمع ــ بیفروزد ز سر در بزمِ من شمع
خرد از سینہ ام ظلمت زداید ــ پریشانی ز فکرِ من رباید
ز جمعیت درے بر من کشاید ــ بود تا شاد کامم رہ نماید

بستم از تماشاے جہان چشم	کشادم بر دل از عالم نہان چشم
دل من بود و من بودم دگر بس	نبوده جز من و دل ہیچ یک کس
درین فکر و غم و اندیشہ آخر	ندیدم چون رہ تسکین خاطر
سر خود را فرو بردیم در جیب	کشادہ شد بروے ما در غیب
چنین بیہودہ سرگردان چرائیم	جہان بہ کز پے مطلب برآئیم

چو فکر من نہ بردہ رہ بجائے
نہم سر بر در حاجت روائے

اس تمہید کے بعد جو اشعار لکھکر اپنا دلی ولولہ وشوق و ذوق شرف زیارت کی تمنا اشتیاقانہ لفظون مین نظم کرکے مشرف ہونے کا واقعہ اشارون مین بیان فرمایا ہے۔ اس دفعہ کی یہ تدبیر کام کر گئی اور برآر مدعا کی صورت بندھی۔ مگر آپکا ذوق وشوق اس قدر بڑھا ہوا تھا ایک ساعت کا وقفہ بھی دل کو گوارا نہ تھا آخر مجبور ہوکر آپنے اپنے ذوق وشوق و غلبۂ عشق و محبت و شرف زیارت کی تمنا حضرت شیخ العالمین رضی اللہ عنہ سے نہایت اشتیاقانہ لہجون مین ظاہر کی ساتھ ہی اسکے اپنی گستاخانہ التجا سے ڈر کر (کہ کہین خاطر اشرف پر گران نہو) اس طرح معذرت خواہ ہوئے کہ مین اپنے ذوق وشوق و غلبۂ محبت مین کچھ ایسا بے افاقہ ہون کہ پاس ادب بھی نکر سکا میری گفتگو و عرض حال مین جو گستاخی یا خطا سرزد ہو وہ غلبۂ حال پر محمول کرکے عفو کردیجائے شیخ العالمین کی توجہ نے چند بار آپکو شرف زیارت جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف طرح پر کبھی خواب کے ذریعہ سے کبھی بچشم سر مشرف کرا دیا جسکا پتہ فرد الاولیا اپنے قصائد و مثنویات مین خفیہ طور پر دیتے گئے ہین۔

فرد الاولیا کی زیارت بوقت مصیبت

فرد الاولیا کی باطنی ترقی چونکہ ابتدا ہی سے مصیبت و رنج والم وکثرت صدمات و علالت کے ذریعے سے رکھی گئی تھی اسلیے شرف زیارت بھی ایک اہم مصیبت کے زمانہ مین نصیب ہوا اسکا واقعہ یہ ہے کہ فرد الاولیا کی پہلی اہلخانہ حضرت بی بی ولیہ بنت مولوی عبد المغنی جعفری پھلواری قدس سرہما جسدن سے بیاہ کر آئین انواع واقسام کے امراض مین تا زندگی بیمار رہین ایک دفعہ درد پہلو اس شدت کا اٹھا کہ جان تک نوبت پہونچی اطبا نے بالاتفاق فصد تجویز کی اس تدبیر سے فوری سکون ہوا لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر درد پیدا ہوا اور پھر فصد لگی یہان تک کہ اس درد کی تکلیف کامل دو ماہ تک رہی اور اس اثنا مین فصد کی تعداد دس سے زیادہ تک پہونچ گئی مگر مرض کا استیصال نہوا اور ہر فصد کے بعد

سوا زرد آب کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔ جب اس تدبیر سے بھی لوگ عاجز آگئے تو ہر شخص کو انکی زندگی سے مایوسی ہوئی اور درد کی وہ شدت کہ غش پر غش آنے لگا یہانتک کہ ایک ایسا شدید دورہ ہوا جسمین مریضہ کی نبض ساقط ہوگئی اور ہر دو اطراف کے ساتھ تمام اعضا میت کیطرح سخت ہو گئے متعلقین اور ذوی الحقوق کی زبان پر فریاد و زاری بلند تھی اور ہر شخص انکے سچّے عقیدے کے مطابق عیسیٰ دم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعجاز عیسوی کا خواستگار تھا۔ جب صدائے شور و فغان حد سے زیادہ بلند ہوئی تو یکایک دریائے رحمت جوش مین آیا اور فرد الاولیا پر خاص عنایت مبذول ہوئی کہ علانیہ اس آفتاب حسن لم یزلی نے جلوہ فرمایا اور بیمار کے قریب آکر لب جان بخش سے فرمایا "اٹھو۔ جو تکلیف ہو بیان کرو"۔ یہ فرمانا تھا کہ مریضہ کے جسم مین حس و حرکت شروع ہوئی اور وہ ساری تکلیفین دور ہو کر بھلی چنگی ہوگئین۔ اس واقعہ کو مولوی معنوی شاہ محمد ابو الحیوٰۃ پھلواروی قدس سرہ نے بھی کتاب تذکرۃ الکرام مین لکھا ہے اور خود فرد الاولیا نے بھی اس حکایت کو ایک مثنوی مین قصہ لکھا کر نظم فرمایا ہے ؎

یک حکایت میکنم من از رسول … گوش کن ای سامع از سمع قبول
این حکایت از دگر نشنیده ام … خود بچشم خویشتن من دیده ام
حق تعالیٰ شاہد اقوال ماست … گر غلط گویم او بلی جزاست
ماجرا سے این ہمی ایمان فزاست … مسلمان صادقان را جانفزاست

چند بیت اشعار نظم فرمانے کے بعد واقعہ اسطرح نظم فرماتے ہین ؎

بود بیماری بہ مرض لا دوا … مبتلا از چند سال و ماہ ہا
می نمودندی طبیبانش علاج … تا شود یک لمحہ تعدیل مزاج
یک سر موئے نہ گشتے حال او … بہ نہ گشتے ساعتے احوال او
درد پہلو تا بجان نوبت کشید … فصد کردن درد وہ تا صد رسید
چون شدہ این رگ زدن از حد فزون … آب می آمد بجائے خون برون
آب ہم چون آمدن موقوف شد … لاجرم ہم رگ زدن موقوف شد
رگ زدن از عجز چون موقوف بود … درد پہلو سخت استیلا نمود
نوبت رنجور تا جان آمدہ … دوستان زیست از جانش شدہ
گریہ میکردند گردش زار زار … [illegible]
بعد یک ساعت دگر حالت نمود … جان پاکش از تنش فرقت نمود

نبض ساکن گشت و پا هم سرد شد	درد از تن رفت و جان پُردرد شد
دست و پا از حس و حرکت مانده بود	اندکی در سینه و سر می نمود
دو ستاره چشم حیرت مانده وا	بر زبان فریاد یا خیر الوریٰ

فریاد و زاری و شور و فغان کے مضامین نظم فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ افروزی کا واقعہ یوں نظم فرماتے ہیں

چون ز حد بگذشت فریاد و خروش	یک بیک آن ابر رحمت شد بجوش
جلوه در چشم گدا فرمود شاه	در شب تاریک بر آمد چو ماه
الله الله این چه نوری بوده است	از ادائے جان من بر بوده است
جان عالم بود یا نور خدا	یا رسول ما محمد مصطفیٰ
اندر زبان دُر فشان قند ریز	با علیل زار و مضطر گفت خیز
من بفریادت رسیدم عرض کن	التجاے تو شنیدم عرض کن
آنچه میخواهی بیان کن پیش من	هر چه می جوئی بگو با من سخن

این حبیب چون فرمود و دفع مرض کرد
جان تازه داد و زائل گشت درد

الغرض اس طرح بتیرے معاملات بیچ کے ذریعے سے فخر الاولیا کو شرف زیارت نصیب ہوا اور ترقیات مدارج ہوئے لیکن پھر بھی حرارت قلب و غلبہ شوق اور آتش محبت روز بروز بھڑکتی ہی جاتی تھی اور یہ حرارت اسقدر بڑھ گئی تھی کہ معانقہ کرنے والے ظاہری سینہ پر بھی آپ کے قلب کی گرمی اسقدر محسوس کرتے تھے کہ تحمل سے باہر ہوتی تھی۔ وجد و شورش کے وقت بستر بھی لپیٹا ہوتا تھا کہ مستفیض آپ کے سینے سے سینہ ملانے کے بعد شدید گرمی محسوس کرکے علیحدہ ہو جاتا تھا اس سوزش عشق الٰہی و غلبہ محبت نبوی نے اسقدر زیادتی پکڑی کہ صاحب حالات و کیفیات بزرگان سلف اثر و درون کے ساتھ آپکی محسوسات تک بھی محسوس کرتے تھے چنانچہ اس واقعہ کو راقم کے پیر و مرشد مدظلہ سے جو پیر و مرشد حضرت قیصر قدس سرہ کی روایت ہے اور وہ حضرت مولوی معنوی شاہ محمد ابوتراب قدس سرہ کی زبانی خود انکا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ فخر الاولیا کے دوسرے بھائی مولوی شاہ محمد ابوتراب قدس سرہ ایک سال موسم سرما میں عسرت و تنگدستی کے سبب بالائی ازار لحاف وغیرہ نہ بنا سکے فخر الاولیا کو آپکی تکلیف کی خبر پہنچی آپ نے روئی کی مستعمل عبا

انکو پاس بھیجدی۔ ایک شب آپ اُسکو پہنکر لیٹے صبح کو اُتار کر حضرت فرد الاولیا کے حضور مین بھیجدی اور کہلا بھیجا کہ مجھ اسکے پہننے کا تحمل نہین ہوا اسکے پہننے کے بعد سے شب بھر اسقدر زیادہ تپش و سوزش عشق الٰہی کی دل مین رہی کہ ایک لمحہ بھی نیند نہ آئی اور یونہی کروٹین بدل بدل کر صبح کی۔

فرد الاولیا کا رسولنائی

فرد الاولیا کو عشق و محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ریاضات و مجاہدات نفس نے جو ذاتی نتیجہ و فائدہ جو کچھ بخشا وہ تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اسکی بدولت اپنے بندگانِ خاص مین شمار کیا مدارج علیا پر پہونچایا خطابات عالیہ سے ممتاز فرمایا۔ اپنے محبوب پاک کو تمثّل جہان آرا سے بیداری مین اور خواب کے ذریعہ سے اکثر مشرف کرایا اور دوسرے خوش قسمتون کو اپنے محبوب کے جمال باکمال سے مشرف کرا دینے تک کی خدمت عطا فرمائی۔ خلق کو بھی آپکی مقدس ذات سے ہزارون فائدے اور منافع پہونچے۔ اور ہزارہا مخلوق کی سخت سخت مشکلین آپکی توجہات باطنی و روحانی قوت سے آسان ہوگئی تھین۔ سیکڑون آرزو مند شرف زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشتاق رسولنمائی کی اُس خدمت کی بدولت جو آپکو فیضان اویسیت کے ذریعہ سے پہونچی تھی جمال باکمال سے مشرف ہوئے ہین۔ حتے کہ فرد الاولیا کی یہ خدمت بھی انھی عنایات و نوازشات نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت تھی جو آپکے ساتھ ابتدا سے خاص طور پر مبذول رہا کرتی تھی ورنہ

این دولت سرمد ہمہ کس را نہ رسد

لیکن فرد الاولیا کے پاک نفس نے کبھی اسکو جائز نرکھا کہ چھوٹا منھ بڑی بات کہین۔ یا دو اشارۃً کبھی بھی اس خدمت کو ظاہر فرمایا۔ سنہ بارہ سو ساٹھ ہجری مین جب حکیم سید محمود صاحب دہلوی ایک بزرگ کو بیعت کے لیے فرد الاولیا کے حضور مین پہونچے تو انسے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ بزرگ آپکی رسولنمائی کا پتہ دیتے تھے۔ حکایت یہ ہے کہ سید صاحب موصوف شاہجہان آباد دہلی کے معزز خاندان سادات کی یادگار حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ انکو دہلی کے ایک بزرگ سے حسن عقیدت تھی۔ وہان کے اکثر لوگ ان بزرگ صاحب کو اس وقت کا قطب سمجھتے تھے۔ سید صاحب نے ایک دن انکے حضور مین حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی بزرگ صاحب نے انکار کیا اور فرمایا کہ تم کو رب پھلواری مین مولوی شاہ محمد ابو الحسن صاحب کی خدمت مین جانا چاہیے انہی سے فائدہ پہونچیگا۔ سید صاحب نے پوچھا کہ وہ کیسے بزرگ ہین؟ بزرگ صاحب نے فرمایا کہ مین انکی حقیقت کیا بتاؤن صرف اسقدر کہہ سکتا ہون کہ انکو والد نے تو چاہا تھا کہ اپنی زندگی مین انکو حضرت حسن رسولنما کی مثل بناؤن لیکن اسکا وقت نہ ملا پھر بھی اسوقت کے مشائخون مین انکی نظیر نہین ہے۔ اسکے بعد سید صاحب نے

بزرگ صاحب کے حکم کے مطابق پھلواری کا قصد کیا اور سفر کی دشوار گذار مصیبت برداشت کرکے ذیحجہ کے
عشرۂ اولی مین پہونچے اور ۱۲ از ذیحجہ سنہ ۱۲۶۰ھ بارہ سو ساٹھ ہجری مین قادریہ وارثیہ طریقے مین بیعت کرکے
کئی برس فردالاولیا کی صحبت مین رہکر تکمیل حاصل کرکے سنہ ۱۲۶۲ھ بارہ سو باسٹھ ہجری مین تمامی سلاسل
عجیبہ کے مجاز ہوکر وطن تشریف لے گئے۔ اس حکایت سے تو صرف اسی قدر معلوم ہوا کہ فردالاولیا حضرت
حسن رسول نما کی خدمت رسول نمائی پر ممتاز ہونے کو تھے مگر نہو سکے لیکن فیضان اویسیت کے بدولت
آپکو اللہ تعالی نے مستقل خدمت رسول نمائی عنایت فرمائی اور اس سعادت سے محروم نرکھا
جسکا ثبوت اس حکایت مین موجود ہے حکایت قصبۂ بہار کے معزز رئیس مولوی حاجی ابوالبرکات مرحوم کے
منجھلے بھائی مولوی عبدالوہاب مرحوم پھلواری مین مقیم رہکر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی جعفری
قادری منعمی پھلواروی قدس سرہ سے کتب درسیہ پڑھتے تھے مولوی سید علی اعظم مرحوم پھلواری سے
صوفیون کو بعض مسئلہ مین اور مشائخ زمانہ کی نسبت بحث کرتے تھے۔ اگرچہ یہ دونون بھی بزرگ ایک
ہی مدرسہ کے متعلم تھے لیکن خیالات مین بہت کچھ اختلاف تھا مولوی عبدالوہاب صاحب مرحوم
نے اسوقت تک صوفیون کی صحبت نہ اٹھائی تھی اور مولوی سید علی اعظم مرحوم صحبت یافتہ
ہونے کے علاوہ فردالاولیا کے دست حق پرست پر بیعت کرچکے تھے اسلیے یہ صوفیون سے بہت خوش
عقیدہ اور انکے تصرفات و کرامات کو دل سے معتقد تھے ایکدن سید حسن رسول نما قدس سرہ کے احوال مین
مولوی علی اعظم صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت سید حسن رسول نما دہلوی کو اتنا اختیار حاصل تھا کہ
جسکو چاہتے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے پورا یا نصف مشرف کرادیتے
مولوی عبدالوہاب مرحوم نے کہا کہ مین انھین وجہون سے صوفیون کا مخالف ہون۔ ایسا اختیار
بارگاہ رسالت مین کسیکو ہو نہین سکتا یہ سب فرضی قصے ہین۔ مریدان اپنے پیرون کی مدح سرائی مین
ایسی لایعنی باتین کیا کرتے ہین ع پیران نمی پرند مریدان می پرانند۔ مولوی سید
علی اعظم صاحب نے انکی بات کا کوئی جواب ندیا اُسیدن فردالاولیا کے حضور مین حاضر ہوئے
اور ساری ہوئی باتین گوش گذار کرنے کے بعد بہت مصر ہوئے کہ حضور مولوی عبدالوہاب پر ایسی توجہ فرمائین
کہ جس سے انکا عقیدہ صوفیون کے ساتھ درست ہوجائے فردالاولیا نے فرمایا کہ حضرت سید حسن
رسول نما کی حکایت جیسی آپنے مولوی صاحب سے بیان فرمائی صحیح ہے اور بیشک اُنھین ایسا اختیار
حاصل تھا اور انکا دعوی بھی صحیح تھا۔ بھلا مین کس شمار مین ہون اور مجھے کیا اختیار ہے یہ کہکر
چپ ہوگئے مگر فردالاولیا کو اسکا خیال آگیا اور درپردہ مولوی علی اعظم مرحوم کی درخواست پوری

کرنے مین مصروف ہوگئے۔ اسی شب کو جسکی گذشتہ دن مین گفتگو ہو چکی تھی مولوی عبدالوہاب
صاحب مرحوم نے خواب دیکھا کہ ایک جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہین اور فرد
الاولیا مولوی عبدالوہاب مرحوم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان اپنے
دونون ہاتھون سے ایک چادر کے دونون گوشے پکڑکر کھڑے ہین اور مولوی صاحب کی طرف
مخاطب ہوکر فرماتے ہین کہ ہان صاحب اتنا اختیار تو ہوتا ہے کہ اگر چاہین تو پوری طرح جمال مبارک سے
مشرف کرا دین اور اگر چاہین تو نصف فرد الاولیا اس جملہ کو فرماتے ہوئے کبھی چادر سے ترچھا سینے
جس سے چہرۂ انور سے لیکر تمام جسم مبارک نصف حصہ تک اس چادر کے حجاب مین آجاتا۔ اور کبھی کل چادر
درمیان سے اسطرح ہٹا دیتے کہ تمام جسم نظر آنے لگتے۔ یہ متبرک منظر دیکھتے ہی مولوی صاحب
خواب سے بیدار ہوئے اور اپنے گذشتہ خیالات پر نفرین کرکے بہت روئے اور صبح ہی مولوی سید
علی اعظم مرحوم کے یہان پہونچکر شب کا خواب بیان کرکے کہنے لگے کہ مجھے حضرت شیخ کی خدمت مین
لے چلیے مین بیعت کرون اور اپنے خیالات باطلہ سے توبہ کرون۔ غرض مولوی صاحب ممدوح اپنے عقائد ناپسندیدہ
سے توبہ کرکے بست و ششم رجب ۱۲۶۴ھ بارہ سو چونسٹھ ہجری مین سلسلۂ قادریہ وارثیہ مین بیعت
کرنے کے بعد بڑے راسخ العقیدہ ہوگئے۔

فرد الاولیا قوی الہمت ایسے تھے کہ مشائخ عصر کے مقابلہ مین بھی آپ کی ہمت اور ارادے پر غالب آجاتی
تھی۔ چنانچہ ایک بزرگ جو اسوقت کے مشائخون مین سرآمد اور شہرت و قبولیت خلق مین بھی بہت
ممتاز تھے ایک مرتبہ خانقاہ مین بتقریب عرس تشریف لائے۔ بزرگ صاحب کے بعض مستفیضون
کی کیفیت مجلس سماع کے وقت ثقاہت کے بالکل خلاف کچھ ایسی ناگفتہ بہ تھی جسکو دیکھکر
فرد الاولیا اور سید العلما بہت متکدر ہوئے اور آداب مجلس کی وجہ سے مراقب ہوگئے اور اکثر ثقہ
مجلس سے باہر چلے گئے۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد جب وہ بزرگ تشریف لے گئے تو فرد الاولیا
نے برادران والاشان کو طلب کرکے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ اب ایسی صحبت انشاء اللہ تعالی پھر نہ دکھائے
بعد اسکے بزرگ صاحب پھلواری کے اکثر عرسون کی شرکت چاہتے رہے لیکن کسی عرس کی شرکت نہ کرسکے
بہت کچھ کوشش کرتے رہے یہان تک کہ بنظر شرکت دو ایک روز قبل سے موضع دشنوت مین جو
پھلواری سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے آکر مقیم رہے اور دوسرے مشاغل ایسے پیش آئے کہ عرس کا
وقت بھی گذر گیا اور شرکت کا موقع نہ ملا۔

فرد الاولیا کی قوی الہمتی

حکایت سید العلما مولانا احمدی پھلواری قدس سرہ کے مرید و خلیفہ شیخ ولی احمد آروی

قدس سرہ اور شیخ کی حیات مین صاحب حلقہ ہو چکے تھے اور ایسے رفیع الحال صاحب کیفیات عالیہ
تھے کہ حضرت شیخ العالمین رضی اللہ عنہ بھی انکے جوش کی تعریف کرتے تھے فرد الاولیا نے آرہ کے
رہنے والے کل مریدون اور ارادتمندونکو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ لوگ بغرض استفاضہ شیخ ولی احمد
قدس سرہ کے حلقہ مین بیٹھا کرین۔ اور شیخ صاحب سے بھی آپنے ان لوگونکی تعلیم و تربیت کے لیے
ارشاد فرما دیا تھا جب فرد الاولیا کو عارضہ فالج آیا اور کچھ دنون تک مجالس اعراس کی
شرکت نکر سکے تو شیخ صاحب نے اسی قدیم اجازت کے مطابق جو (فقط آرہ ہی کے
مریدون کے لیے تھی) فرد الاولیا کو دیکر [illegible] انکی طرف بھی پھلواری کی مجلس سماع مین قصد
کرنا شروع کیا۔ ایک دن حکیم سید محمود علیہ الرحمۃ دہلوی پر (جنکا ذکر اوپر گذر چکا) شیخ صاحب نے
نعرہ کیا جس سے انکے دل پر سخت رنج پہونچا۔ مجلس کے بعد سید صاحب نے خلوت مین حاضر
ہوکر روتے ہوئے عرض کیا کہ مین دور و دراز شہر سے آپکی جناب مین یہ سمجھکر حاضر ہوا ہون کہ اللہ تعالے
تک پہونچانے والے مجھے آپ ہونگے آپ ہی کے ظل حمایت و تربیت مین مقصود حاصل ہوگا نہ کہ یہان کی
کل قوم سے مدد لینی ہوگی۔ آج شیخ ولی احمد صاحب نے مجلس مین مجھپر نعرہ کیا جس سے میرے دل کو
سخت ملال پہونچا اور یہ کہکر دیر تک سید صاحب روتے رہے فرد الاولیا نے فرمایا آپ اسکا
غم نکرین اب آئندہ سے ایسا نہوگا شیخ صاحب اس مرتبہ جو آرہ گئے تو کئی عرسون مین باوجود مصمم ارادہ
کے نا آسکے اور عین وقت پر کوئی نہ کوئی ایسا امر مانع پیش آجاتا جس سے وہ عرس کی شرکت سے
محروم ہو جاتے۔ چند مرتبہ ایسا واقعہ پیش آنے سے شیخ صاحب کو اس بات کا خیال پیدا ہوا اور نہایت
گھبرا کر ایک خط بنام گرامی حضرت مولوی معنوی شاہ ابو الحیوٰۃ قادری پھلواری کے بھیجا کہ "مین
نہایت متحیر ہون کہ اسطرف چند برسون سے عرسون مین ہماری حاضری کیون نہین ہوتی باوجودیکہ
تاریخ عرس سے چند دن پہلے ہی سے مین سامان سفر مہیا کر رکھتا ہون اور عین روانگی کے وقت کسی نہ کسی
مانع کے اچانک پیدا ہو جانے سے رک جاتا ہون۔ اسکے پہلے جب مین حاضری کا ارادہ کرتا تھا تو
کوئی مانع بھی اگر سد راہ ہوتا تھا تو مجھے عین وقت حاضری پر اس سے نجات ملجاتی تھی اور ضرور حاضر ہو جاتا تھا
اس مرتبہ کہ نہ ٹلنے والے موانع کے بروقت پیش آجانے سے مین بہت پریشان ہون کہ مجھکو عرس کی
شرکت و حضرت کی قدمبوسی سے کیون باز رکھا رہے ہین اسکو مین اپنی نا مساعدت تقدیر کے سوا اور
کیا سمجھون"
مولوی ابو الحیوٰۃ قدس سرہ نے آپکے جواب مین نہ حاضر ہو سکنے کی وجہ فرد الاولیا کی نارضامندی کو اور سید محمود صاحب

علیہ الرحمۃ کے واقعہ کے سبب الجھ بیٹھی - اور یہ بھی لکھا کہ ہم لوگون کو اسوقت سفارش کا بھی موقع نہیں ہے
شیخ صاحب کو عفو تقصیر کرانے کی کوئی تدبیر نہ سوجھی بجز اسکے کہ بنارس حضرت مولانا کے
آستانہ پر حاضر ہوکر عذرخواہ ہون۔ فوراً اتھیہ سفر کیا اور بنارس روانہ ہوگئے اور پھلواری مین حضرت
مولوی معنوی شاہ ابوالحیوۃ قدس سرہ کو یہ لکھا کہ مین بنارس حضرت مولانا رسول نما قدس سرہ
کے آستانہ پر اپنے لیے شفاعت خواہ روانہ ہوتا ہون مجھے اسکے سوا کوئی دوسرا ذریعہ عفو تقصیر کا
معلوم نہین ہوتا - آپ بھی میری معافی خطا کی کوشش فرمائیے - جب بنارس سے شیخ صاحب
نے مراجعت کی تو پھلواری ہی ہوتے آئے اور فخرالاولیا سے اپنی خطا کا اعتراف کرکے عفو تقصیر کے
خواستگار ہوئے - آپنے درگذر فرمایا -

فخرالاولیا کا ارادہ اور آپکی ہمت نہ فقط اپنی ہی جنس پر غالب آتی تھی بلکہ غیر جنس جن یا آسیب
وغیرہ کے مقابلہ مین بھی آپکو ہمیشہ غلبہ ہوا - اسکے متعلق حکیم معصوم غنی علیہ الرحمۃ ساکن
حکیم آباد گھگٹہ ضلع سارن کی حکایت ہے کہ یہ بزرگ آپکے حقیقی ماموں زاد بھائی تھے حکیم صاحب
کے مکان مین بالاخانہ پر ایک جن رہا کرتا تھا جسکو اکثر لوگ دن دہاڑے آنکھون سے چلتے پھرتے
اجنبی صورتون مین دیکھا کرتے تھے - کچھ دنون تک اسنے مکان کے رہنے والون کو طرح طرح کی ناقابل برداشت
ایذائین دیکر نہایت عاجز کر رکھا تھا مکان مین اکثر چوری ہو جاتی ایک معمولی بات تھی صندوقون مین بند
رکھے ہوئے کپڑے اندر ہی اندر جلکر خاک سیاہ ہو جاتے تھے - باورچی خانہ سے پکے پکائے ہوئے
کھانے یا ترکاریان غائب ہو جایا کرتی تھین کبھی کبھی کھانا رکھا ہوا ہی نکال کر پھینکا گیا اور برتنون سے
کھانے کے بدلے غلیظ پایا گیا اسکو دفع کرنے کی تدبیرین جسقدر زیادہ کوشش کیجاتی تھی اسیقدر وہ
بھی تکلیفین بڑھاتا جاتا تھا - اتفاق سے اس زمانہ مین حکیم صاحب علیہ الرحمۃ پھلواری ہی
مین موجود تھے گھر والون نے بہت عاجز ہوکر اسکی خبر خط کے ذریعہ سے حکیم صاحب کو پہونچائی
حکیم صاحب نے فخرالاولیا کے حضور مین حاضر ہوکر بعینہ خط پیش کر دیا اور اپنی اس مصیبت کا
اظہار کرنے لگے فخرالاولیا نے فرمایا کہ اسکے جواب مین یہ لکھ بھیجیے کہ اسی تاریخ سے مکان کی کوئی
ایک کوٹھری اسباب وغیرہ سے خالی کر دیجائے اور باہر کیطرف سے اسکی کنڈی چڑھا دیجائے اور وہان کی
آمد و رفت کھول موند ہو لوگ منع کر دیے جائین - حکیم صاحب نے فخرالاولیا کے حسب ہدایت
ایسا ہی لکھ بھیجا اسکے بعد بھی جن کی وہ شورش جاری رہی - لیکن آپنے تا زمانہ اسکے دفع کی کیا
تدبیر کی تھی کسی پر ظاہر نہ تھی ایک دن ایک واقف شخص نے اس کوٹھری کا کواڑ کھولکر دیکھا کہ

فرد الاولیا وہاں مراقب بیٹھے تھے۔ اس اثر کے تمامتر دفع ہونے کے بعد ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ اسکے پہلے بہت کچھ تدبیریں اسکو دفع کے لیے کیجا چکی تھیں لیکن کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی تھی حضور نے کیا کام کیا جس سے اتنا جلد دفع ہو گیا آپ نے فرمایا کہ مین نے ایک وقت کا مراقبہ اسی مکان مین مقرر کر لیا تھا۔

فرد الاولیا کو کثرت ریاضات و مجاہدات کے سبب اشراق باطنی اسقدر پیدا ہو گیا تھا کہ بڑی بڑی مستور الحال بزرگان کی ظاہری وضع سے انکی بزرگی کا پتہ کوئی بھی نہیں لگا سکتا اور وہ تمامتر اپنے حالات و کیفیات کے چھپانے ہی مین مصروف رہا کرتے ہون فرد الاولیا ایسے لوگون کو اول ہی ملاقات مین پہچان لیا کرتے تھے مولوی معنوی شاہ محمد ابوالحیوۃ قدس سرہ اسکے متعلق ایک واقعہ لکھتے ہین وہ یہ ہے

نقل است روزی با جمیع برادران و دوستان بر حسب دستور نشستہ بودیم شخصی
بلباس ... در آمد و ملاقات کرد و نشست کسی ندانست کہ از کدام جنس ست جناب ایشان فی
الفور از مولوی محمد امام صاحب دام ست برکاتہ گوش بگوش فرمودند کہ متوجہ ایشان شوند صاحب باطن معلوم
می شوند ... مسعود ست کہ ایشان ... چنین مردے از اہل ولایت مستور الحال وارد خانقاہ شد
کسی را خیال نکرد حضرت ایشان بمجرد دوچار شدن فرمودند صاحب دل ست و خود بعجز و انکسار
تمامتر ... مشتند۔

ایک روز ... اور دوسرے احباب حسب معمول نشستگاہ مین بیٹھے تھے ایک شخص اہل دنیا کے لباس مین آکر فرد الاولیا سے ملا اسکی ظاہری وضع سے کوئی نہین پہچان سکا کہ یہ اہل دل ہے فرد الاولیا نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور میرے بھائی مولوی محمد امام قدس سرہ کے کان مین فرمایا کہ آپ بھی خیال کرین یہ نووارد صاحب باطن معلوم ہوتے ہین انھون نے بھی ... صاحب باطن ... اسیطرح ایک شخص اہل ولایت سے مستور الحال خانقاہ مین وارد ہوے لوگ انکی ظاہری وضع سے انکو پہچان نہ سکے مگر فرد الاولیا انھین دیکھتے ہی پہچان گئے اور جبتک وہ بزرگ خانقاہ مین مقیم رہے اخلاق و مدارات انکی بزرگی کے مطابق فرماتے رہے۔

کشف ... فرد الاولیا کا یہ عالم تھا کہ اسلاف کی روحون سے آپ اسطرح ملتے تھین جسطرح ایک زندہ دوسرے زندہ سے ملکر ہمکلام ہوتا ہے۔ اسکے متعلق منشی سید امداد علی صاحب مرحوم ساکن ... جو فرد الاولیا کے قریب رشتہ قرابت مین خسرزادے تھے انکا واقعہ یہ ہے کہ ان کے نسب نامہ مرتبہ قدیم مین ... کا کچھ حصہ نقصان ہو گیا تھا اس گمشدہ نام کی کمی پوری کرنے کے خیال سے

ممدوح نے بہت کچھ کوششیں کیں اور اپنے ہم نسب لوگوں سے بھی دریافت کیا مگر کہیں سے وہ کمی پوری نہ کر سکے ایک دن فرد الاولیا کے ملازمت کو تشریف لائے تو تذکرۃً نسب نامہ کا بھی ذکر آگیا اور اس خیال سے کہ خانقاہ میں بڑا کتب خانہ ہے جسمیں ہر قسم کی کتابیں موجود ہونگی کہ عجب نہیں انساب کی کتاب میں یہ چند گم شدہ نام بھی نکل آئیں۔ فرد الاولیا سے کہنے لگے کہ یہ توقع [illegible] فرصت پاکر حضور انساب کی کتابوں سے تحقیق کرکے ان چند گمشدہ ناموں کو بھی دیکھ لیں تو ہمارے نسب نامہ کی یہ کمی پوری ہو جائے "لیکن آپکو عدیم الفرصتی کے سبب سے دیکھنے کا اتفاق نہوا مگر ملاقاتوں میں بار بار تقاضے کے بعد کسی ایک ملاقات میں آپ نے انسے [illegible] ضائع شدہ کاغذ میں فلاں فلاں بزرگوں کے اسماء ترتیب وار بتاتے تھے [illegible] ممدوح نے اسیوقت لکھ لیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد انکو اپنے ہم جد لوگوں سے پورا نسب نامہ ملگیا اور فرد الاولیا کے بتائے ہوئے ناموں کو اُس سے ملایا تو کل مطابق تھے۔ دوسری ملاقات میں [illegible] آپ سے باصرار اُس کتاب کا نام پوچھا جسمیں سے ممدوح کے خیال کے مطابق فرد الاولیا [illegible] وہ کل اسما صاحب نام کی روح سے دریافت کرکے انکو بتائے تھے چنانچہ ممدوح کے [illegible] بعد بھی آپ نے یہی فرمایا کہ میں نے کسی کتاب سے نکالکر نہیں بتایا تھا بلکہ آپ کے جد کی روح سے پوچھ رکھا تھا"

سلب امراض میں فرد الاولیا کو خاص ملکہ حاصل تھا مشکل سے مشکل امراض کا ازالہ آپکی ادنیٰ توجہ سے ہو جاتا تھا۔ حق یہ ہے کہ موت کا تو کوئی علاج نہیں ورنہ کوئی نہ کوئی [illegible] مگر مایوس العلاج مریضوں کو بارہا دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ فرد الاولیا کی توجہ کی برکت سے صحت یاب و تندرست ہو کر مدتوں جیتے رہے ہیں اسکے متعلق دو حکایتیں ایک حضرت مولوی شاہ محمد [illegible] قدس سرہ کی دوسری مولوی شیخ بدیع الزمان پھلواروی علیہ الرحمۃ کی اوپر لکھ چکی ہیں [illegible]

حکایت پھلواری کے مشہور قوال غوث نامی کی یہ ذکر ہے جب یہ قوال [illegible] ہوا اور روز بروز اسکے مرض کی شدت مایوسی کی [illegible] دکھانے لگی اور نہایت ضعیف و نزار ہو چکا تھا یہاں تک کہ کروٹ تک بلا استعانت نہ بدل سکتا تھا تو آخر ساون کے مہینہ میں اپنے مرنے سے دو دن پہلے زندگی سے نہایت ہی مایوس ہو کر [illegible] سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الشریف کے فاتحہ و مجلس سماع [illegible] اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب میرا وقت آخر ہے اور دل کا تقاضا ہو رہا ہے کہ کسی طرح [illegible]

سعادت حاصل کرون پھر سال آئندہ مین کہان اور یہ سعادت کہان نصیب جسطرح ممکن ہو مجھے خانقاہ تک پہونچاؤ اور اخیر وقت کی یہ تمنا پوری کراؤ ساتھیون نے کہا کہ تم کروٹ تک بدل نہین سکتے خانقاہ تک کیونکر جا سکو گے اور پھر قل کے وقت مجلس مین کسطرح بیٹھ سکو گے غوث نے کہا کہ مین کہار پیدا لو وکر لیجاؤ اور موذن کی کوٹھری مین ڈالدینا مین پڑا پڑا وہین سے شرکت کرونگا غرض لوگون نے اسکی خواہش کے مطابق غریب کو خانقاہ مین لا کر موذن کی کوٹھری مین لٹا دیا۔ نماز عشا و تراویح کے بعد نماز تہجد قل کا اہتمام شروع ہوا قل سے فارغ ہونے کے بعد راگ شروع ہوئی جس قطعہ یا رباعی یا غزل سے غوث گانے کی ابتدا کیا کرتا تھا اتفاق سے وہی کہ دوسرے قوال نے شروع کیا گو وہ اسکی دھن اور ترکیب کو بخوبی ادا نہ کرسکتا تھا اسلیے سماع کا رنگ پھیکا پڑ رہا تھا اور حاضرین مجلس کچھ خوشوقت و محظوظ نہین ہو سکتے اس حالت کو غوث نے محسوس کرکے اپنے پاس کے لوگون سے کہا کہ مجھے کسیطرح مجلس مین پہونچا دو اس بے قرینہ گانے سے مجھے سخت الجھن ہے [illegible] اگر خود گا نہ سکونگا تو بتا تا تو رہونگا غرض بہزار مشکل لوگ اسکو اٹھا کر مجلس مین لے گئے غوث نے وہین سے دیکھا اور [illegible] سعادت قبلہ فرید الاولیا کے حضور مین حاضر ہو کر قدمبوس ہوا غوث نے جب قدمبوسی کرلی اپنا سر جھکا کر فرید الاولیا کے زانوی مبارک پر رکھا تو آپ نے فرمایا [illegible] غوث کے پشت پر ہاتھ رکھا [illegible] معلوم آپ کے [illegible] اسرار نے عمل تھے اسکی قوت کے [illegible] مین کیا مسیحائی کی کہ غوث کو وہان سے واپس [illegible] استعانت اور مدد کی بالکل غائب [illegible] صحیح المزاج کیطرح قوالونکی جگہ پر آکر گانے [illegible] شریک ہو گیا اور دیر تک گاتا رہا پھر تو مجلس کا رنگ [illegible] دوسرا ہو گیا [illegible] سے خانقاہ گونج اٹھی [illegible] حالی تک غوث بہت اچھا رہا اور بلا استعانت شب تک بالکل [illegible] کرتا رہا لیکن صبح کے وقت پھر حالت اسکی [illegible] بگڑ گیا اور دفعتہً [illegible] آگیا [illegible] اسنے انتقال کیا۔

فرید الاولیا کی ایک [illegible] بیمار ہوکر مبتلا ہوئیں [illegible] مرض مشتد ہی ہوتا گیا اور [illegible] دن بھی فاقہ و [illegible] صورت [illegible] نہایت تغیر اور بد حالی کیفیت سے یہانتک نوبت پہونچی کہ نبض ڈوب گئی اور ہذیان شروع ہو گیا کلمات غیر مربوط زبان سے نکلنے لگے یہ حالت دیکھکر سب لوگ پریشان تھے اور چارہ کار کچھ نظر نہین آرہا تھا کہ کسی نے جا کر فرید الاولیا کو [illegible] خبر کردی آپ فوراً ہی چلے آئے [illegible] رکھکر [illegible] چند منٹ [illegible] آگیا اور تمامی حرکات طبعی

طور پر اُس سے صادر ہونے لگے۔

فخر الاولیا کے روحانی قوت کے واقعات اور معاملات [illegible] عادات بین طور پر ظاہر ہوتے گئے اور مجمع عام میں بھی [illegible] وقوع سے [illegible] آدمی کے رو برو ہوا وہ اس قدر ہیں کہ میں ایک ایک کرکے بیان [illegible] ہو جائے اور مجھکو بڑا دہ میں کامیابی نہ واسطے میں چند [illegible] ترجمہ کرتا ہوں۔

از انجملہ ایک دن فخر الاولیا نے [illegible] خادم کی دستعانت [illegible] میں عصا لے کر چلے اور خادم [illegible] تو مجھے کہا لیکن خادم آپ کے ساتھ ہو لیے اور آپ [illegible] کے قریب ہوکر خلوت میں بیٹھ گئے [illegible] تھے کہ آپ [illegible] قوت کا آجانا جس سے آپ [illegible] آنے کے بعد حالت [illegible] روحانی [illegible]

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک [illegible] خلوت کا شمالی دروازہ بند کرکے کنڈی [illegible] سب کے دیکھتا چونکہ آپکی [illegible] مسواک وغیرہ ضروریات ذاتیہ کے [illegible] اور مکرر [illegible] قوت سے کام لیا اور بلا تکلف [illegible] تشریف لائیں تو دروازہ بند [illegible] دینے کے بعد جب [illegible] ہوکر آپ نے دروازہ بند کر [illegible] مسموع نہیں ہوتی تھی آخر [illegible] ہاتھ [illegible] دریافت سے معلوم [illegible] سے

مجلس سماع مین جوش و مستی کے وقت آپ تندرست آدمی کیطرح دور کرتے اور رقص صوفیہ مین آپکو بیماری کی مجبوری مانع نہین ہوتی ۔ چنانچہ ایک مجلس کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کھٹولی پر خلوت سے سماع خانہ مین تشریف لائے لوگ آپکو صدر جگہہ پر لے آئے سماع شروع ہوا چند ساعت کے بعد آپکو وجد کی کیفیت پیدا ہوئی اور ایکبارگی کھڑے ہوگئے اور دیر تک دور کرتے رہے مستفیدین توجہ ڈالتے رہے جب کیفیت کم ہوگئی تو جسم مین بے طاقتی محسوس ہونے لگی خدام باستعانت خاص جگہہ پر لے آئے اُسوقت ایک حکیم صاحب (جنکا مذہب امامیہ تھا اور صوفیون سے حسن ظن بھی نہین رکھتے تھے اور فرد الاولیا کے معالج بھی ہوچکے تھے) موجود تھے آپکے پاس جاکر نبض دیکھنے کے خواستگار ہوئے آپنے اپنا دست مبارک بڑھا دیا وہ نبض دیکھکر اپنی جگہہ پر چلے آئے مجلس تمام ہونے کے بعد حکیم صاحب نے فرمایا کہ آج مین انکی روحی قوت کا مقر ہوگیا اور مجھے دل سے اقرار ہے کہ بیشک فرد الاولیا بڑے صاحب قوت ہین جسوقت آپ دور کرنے لگے تو مجھے عجیب حیرت ہوئی کہ یہ یکایک صحیح کیونکر ہوگئے اسی لیے وجد ساکن ہونے کے بعد ہی مین نے نبض دیکھی اگر مین پہلے سے معالج نہوتا اور یکایک مجلس سماع مین اسطرح بے طاقت اور جلنے سے مجبور ہوجاتے دیکھتا تو مجھے یقین ہوجاتا کہ خلل اُنھین ابھی آگیا ہے۔

شعیب کہتا ہے کہ پندرہ سولہ برس کا واقعہ ہے کہ ایک سیاح (جسکی عمر تخمیناً ستر سے بالا ہوگی) علاقۂ غازی پور یا جونپور کا رہنے والا وارد خانقاہ ہوا اور مسجد مین ٹھہرا مین اُسوقت بہت کم عمر ۱۲۔۱۳ برس کا تھا اور مسجد ہی مین ٹھیکر پڑھا کرتا تھا ۔ مجھسے وہ سیاح پوچھنے لگا کہ ایک مدت ہوئی مین ایکبار خانقاہ مین آج سے پہلے بھی آیا تھا لیکن یہان کی آبادی مین علی العموم اور اکابر مین خصوصیت کیساتھ کمی پاتا ہون ۔ اُنکے بزرگان یہان بڑے زبردست صاحب قوت تھے چنانچہ مین نے ایک بزرگ کو دیکھا تھا کہ وہ عارضۂ فالج مین مبتلا تھے اور لوگ اُنھین ایک مکان سے نماز پنجگانہ کے وقت کھٹولی پر بیٹھا کے لے آیا کرتے تھے ایک روز مجلس سماع مین اُنکو تندرست اور توانا آدمی کیطرح وجد و رقص صوفیہ کرتے ہوئے دیکھکر مجھے اُنسے بڑی عقیدت ہوئی مین نے کہا کہ وہ بزرگ اس خانقاہ کے سجادہ نشین تھے پچاس برس اُنکے وصال کو ہوگئے۔

فرد الاولیا کی شادی و اولاد

مین اوپر لکھ چکا ہون کہ فرد الاولیا کی پہلی شادی حضرت بی بی ولیہ بنت حضرت مولوی معنوی شاہ عبد الغنی بن ملا محمد معین بن قاضی حیات مرید زینبی جعفری پھلواروی رحمہم اللہ سے ہوئی تھی

جنسے صرف ایک صاحبزادے مولوی شاہ ابو محمد علی حسن قدس سرہ پیدا ہوئے اور کم عمری ہی میں تحصیل علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہو کر متاہل ہوئے اور سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین لاولد قضا کر گئے محل اول کے انتقال کے بعد فرد الاولیا کی دوسری شادی اسی خاندان مین مولوی عبد العلی بن ملا محمد مبین بن قاضی حیات مزید مذکور کی دختر عفیفہ سے ہوئی جنسے دو صاحبزادے ایک حضرت مولوی معنوی شاہ محمد نور العین اور دوسرے حضرت مصباح الطالبین مولانا شاہ محمد علی حبیب قادری قدس سرہما اور ایک دختر بی بی رحمۃ النسا رحمہا اللہ وجود مین آئین حضرت بدیع العصر مولانا شاہ محمد نور العین قادری قدس سرہ فرد الاولیا کی وفات کے بعد جانشین ہوگئے اور کل ڈھائی برس ارشاد و ہدایت خلق مین مصروف رہنے کے بعد ۲ ربیع الآخر سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین معشوق حقیقی سے جا ملے آپکی شادی حضرت مولوی معنوی شاہ محمد حسین قادری پھلواروی قدس سرہ کی دختر عفیفہ سے ہوئی تھی جنسے ایک صاحبزادے شاہ فضل رسول نامی پیدا ہوئے جو بھی کم عمری مین قضا کر گئے سوا انکے کوئی دوسری اولاد مذکور و اناث سے پیدا نہوئی جسکی باعث سے بعد انکے آئندہ سلسلہ جاری ہی تک حضرت مصباح الطالبین مولانا شاہ محمد علی حبیب قادری قدس سرہ اپنے بھائی کے وفات کے بعد تیس سال کی عمر مین جانشین ہوئے علوم ظاہری کچھ تو آپنے اپنے منجھلے چچا مولوی معنوی شاہ محمد ابو تراب صاحب قدس سرہ سے پڑھا اور فاتحہ فراغ اپنے چھوٹے چچا مولوی معنوی شاہ محمد حسین قدس سرہ کے پاس پڑھا لیکن تکمیل باطنی آپکی حضرت مولانا شاہ محمد ابو تراب قدس سرہ سے ہوئی بیعت و خلافت آپکو اپنے والد ماجد حضرت فرد الاولیا سے تھی اور فن حدیث اپنے چچا زاد بھائی مولانا شاہ آل احمد بن مولانا شاہ محمد امام قادری پھلواروی مہاجر مدنی قدس سرہما سے حاصل کیا تھا آپکی دو شادیان ہوئین اور دونون ہی مولوی رعایت علی جعفری زینبی ابن مولوی عنایت علی بن مولوی عبد الغنی بن مولوی محمد مبین بن قاضی حیات مذکور کی صاحبزادیون سے یکے بعد دیگرے ہوئین پہلی بیوی سے بکثرت اولاد وجود مین آئی جنمین سے بڑے حضرت مولوی شاہ محمد عبد الحق قادری قدس سرہ اور چھوٹے حضرت مولوی شاہ محمد عین الحق صاحب مجیبی مد ظلہ ابتک حی القائم موجود ہین اور دو صاحبزادیان تھین جو صاحب اولاد ہو کر قضا کر گئین حضرت شاہ محمد عبد الحق قدس سرہ کی شادی اگرچہ بہار مین شاہ عطا حسین صاحب مرحوم کی دختر نیک اختر سے ہوئی لیکن اولاد ہونے کی نوبت نہ آئی چونکہ شادی کے چھٹے مہینے آپکا انتقال ہو گیا۔

دوسری اہلیہ سے بھی آپکی اولاد بکثرت ظہور مین آئی لیکن صرف ایک صاحبزادی بی بی قمر النسا مرحومہ کی شادی ہوئی اور انسے اولاد ہوئی۔

فرد الاولیا کی صاحبزادی بی بی رحمۃ النساء کی شادی مولوی محمود علی بن مولوی محمد عیسیٰ بن مولوی عبد العلی بن ملا محمد سبحان [illegible] سے ہوئی چھ لاولد قضا کر گئیں۔

[illegible]

دنیا کی تمام [illegible] کی زمین سے گزر رہا ہے۔
اور یہی [illegible] کو قطعی ضروری
الوقوع [illegible] بھاگی پڑا
خاک پا مال ہو کر [illegible] نظر [illegible] ایک مقدس
تو وہ [illegible] نوع
انسان کے لیے [illegible] جاتا ہے
فرد الاولیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
فرد الاولیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہر ساعت مایوسانہ سماں کا مشاہدہ کرنا پڑا۔ اور پوری طرح دل نے اسکا یقین کر لیا کہ اب جدائی کی وحشتناک ساعت بہت جلد آنیوالی ہے جسمیں ہم وابستگان دامن کے سر سے سایۂ رحمت الٰہی اٹھ جائے گا۔

چھٹی محرم کا واقعہ ہے کہ سویرے صبح کے وقت حسب معمول مسواک سے فراغت کرنے کے بعد خادم نے چاے لاکر دی کفلی ہاتھ میں لیتے ہی رعشہ پیدا ہوا اور پیالی ہاتھ سے گرتے ہی افاقہ جاتا رہا متوسلین کے حواس برجا نہ رہے طبیب بلائے گئے بروقت کی تدبیر سے افاقہ ہوگیا۔ مگر فرد الاولیا نے اسوقت سے اپنا ظاہری تعلق بالکل قطع کرکے ایکدم سکوت اختیار کر لیا جب کسی ضرورت کے لیے کوئی آپکو بیدار کرتا تو فرماتے کہ مجھے چھوڑ دو۔ غرض اسدن سے ۲۳ محرم تک طبیعت کا یہی انداز رہا اس اثنا میں جو باتیں بسبیل خرق عادت دیکھی جاتی تھیں وہ یہ ہیں کہ اکثر انبساطی کیفیت جوش کیسی آپکے جوارح وچہرہ پر نمایاں ہوتی تھی اور اذان کے آواز پر دست مبارک کا ہلانا اور نعرہ لگانا اکثر [illegible] ہوتا تھا۔ بیشتر نعتیہ اشعار سننے و پڑھنے کی طرف رغبت فرماتے اور گاہ گاہ خود بھی پڑھتے اثناے علالت میں ایسی عشقیہ کیفیتیں اکثر پیدا ہوتی رہتیں اور جب آتش شوق باقتضاے عشق نبوی بھڑک اٹھتی تو زبان مبارک پر نعتیہ اشعار خود بخود جاری ہوجاتے چنانچہ ایکمرتبہ کچھ حالت [illegible] اور ایک شعر خیال میں آگیا اسوقت مولوی [illegible] شاہ وصی احمد [illegible] جنکے متعلق تحریر کا کام تھا موجود نہ تھے آپنے اسکے لکھنے کا خود ارادہ کیا اور [illegible] قلم اٹھا کر لکھنے لگے مگر شدت رعشہ کے سبب حرف صاف نہیں نکلا محض خط موہوم کھینچا [illegible] ہو کر رہ گیا۔ مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ بھی پہونچ گئے فرد الاولیا نے دوات و قلم انکے حوالہ کرکے فرمایا کہ یہ شعر مولوی معنوی رومی کا ہے

چون [illegible] | ہر کجا [illegible]

مجھے خیال آگیا تھا [illegible] لکھنا چاہتا تھا مگر لکھ نہ سکا [illegible] مولوی صاحب نے پرزہ آپکے ہاتھ سے لیکر لکھدیا۔ تھوڑی دیر بعد فرد الاولیا کے چھوٹے صاحبزادے یعنی حضرت مصباح الدین [illegible] شاہ محمد علی حبیب قادری قدس سرہ فرد الاولیا کا یہ شعر

[illegible] | آپ بلفظ محمد دوبارہ [illegible]

پڑھتے ہوئے [illegible] اور اسکے لکھنے کی بھی فرمایش [illegible] تھوڑی دیر [illegible] مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ نے فرد الاولیا کا [illegible] پاکر [illegible] ہوئے تھے [illegible] حالت

کے زمانہ مین آپنے اپنا دونون دیوان مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ سے پڑھوا کر سنا تھا۔ دیکھنے والونکا بیان ہے کہ ہر شعر پر آپکو کیفیت پیدا ہوتی تھی اور دست مبارک زانو پر ذوق وشوق مین مارا کرتے تھے غرض علالت کے زمانہ مین اسی قسم کی کیفیتین آپ پر طاری ہوا کرتی تھین جسکی تاثیر عام طور پر محسوس ہوتی تھی مختصر یہ کہ محرم کی دس تاریخ کو صبح سے فرد الاولیا کو افاقہ تھا اور بظاہر مستفیضون کیطرف متوجہ تھے طالبین کیطرف اکثر فیض آمیز نگاہ سے فیض پہونچا رہے تھے لیکن قوت نہ تھی کہ حضرت سید الشہداء امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے فاتحہ کی شرکت کے لیے مقدرہ خانقاہ مین تشریف لیجا سکین حکم دیا کہ فاتحہ کا سامان کردو مین یہین سے شرکت کرونگا جب فاتحہ کا وقت قریب آیا تو قل کا حکم دیکر خود آرامگاہ مین کلام الٰہی سننے کیطرف متوجہ ہوئے اسوقت آپکی کیفیت لوگون کے قلب کو بیچین کر رہی تھی اور ہر شخص کی آنکھین غیرت جیحون ہو رہی تھی۔ کبھی فرد الاولیا نعرہ فرماتے کبھی دست وپا کو جنبش دیتے کبھی گریہ وبکا فرماتے۔ بعد اتمام فاتحہ پھر آپ پر استغراقی کیفیت طاری ہوگئی لوگون کو بیہوشی کا گمان پیدا ہوا مگر اسکے بعد سے کسیکو ایسی جرأت نہوئی کہ متنبہ کرے ہوش کا پتہ اسوقت لگتا تھا جب آپ ہر نماز کے وقت اشارے سے ادائے نماز کا تہیہ کرتے تھے۔

غرض اسی قسم کیحالت گاہ افاقہ گاہ بیہوشی کی برابر ہوتی گئی یہان تک کہ وہ روز سیاہ آہی دھمکا اور ۱۲ر محرم روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین ثلث شب باقی رہتے آپکی روح پرفتوح قالب عنصری کو چھوڑ وصال معشوق حقیقی سے فائز ہوئی

انا للہ وانا الیہ راجعون

زیست بیخود چون آئینہ حیران کرد و رفت
زلف ہر یک تو جمعی را پریشان کرد و رفت

شمع محفل کشتنی گشت و بدلہا شعلہ زد
اہل محفل را سحر چون صبح گریان کرد و رفت

خاتمۃ الکتاب

الحمد للہ والمنۃ کہ آج ۲۲ جمادی الاخری یوم ــــــ سہ مطابق ۱۳۳۳ ہجری کو ہماری یہ سعی مشکور ہوئی اور حیات فردؒ کی تدوین سے مجھے اللہ نے فراغت بخشی اور جن جن دقتوں اور مشکلوں کا سامنا کا سامنا اسکے مدوّن کرنیکے زمانہ مین مجھے کرنا پڑا اون سب سے نجات دیکر مجھے اپنے مقصود مین اعلیٰ کامیابی عطا فرمائی۔ اور یہ کل عنایات والطاف اوس کریم کارساز کے مجھ ناچیز کے حال پر اوس مقدس ذات کی بدولت ہوئے جسکی سرپرستی و توجہات سے ہمارے دینی و دنیوی کل کام انجام پاتے ہین۔ حق یہ ہے کہ اگر میرے ماوا و ملجا حضرت پیر و مرشد مدظلہ العالی کی مدد اسکے مدون کرنیکے زمانہ مین دستگیری نہ کرتی تو اسقدر واقعات کا معلوم کرنا مشکل نہین بلکہ محال تھا کیونکہ اسقدر تفصیل کے ساتھ اسوقت تک فردالاولیا کے واقعات زندگی قلمبند نہین کیے گئے تھے جس سے سوانح نگار کو ترتیب مضامین آسانی ہوتی اور نہ کوئی ایسا شخص جس نے بخوبی فردالاولیا کی مفید صحبت اٹھائی ہو اور آپ کے ہر جزیات زندگی سے واقف ہو زندہ رہا تھا جسکی روایت سے واقعات قلمبند کیے جا سکتے ایسی حالت مین مجھے اپنی کوشش اور مشکل خیال مین کامیابی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ لیکن چونکہ یہ کام ہمارے ہی ہاتھ سے انجام پانیوالا تھا اور خدا کے بے نیاز کو مجھ ہی سے یہ اعلیٰ خدمت لینی تھی اسلیے ان ناکامیابی کی صورتون کے ساتھ مجھے حالات فرد مدون کرنیکا خیال پیدا ہوا اور ۱۳۳۱ ہجری کے ماہ محرم مین مین نے اسکی ابتدا کی اور جسقدر واقعات فردالاولیا کی زندگی کے متعلق بزرگون کی زبانی گوش زد ہو چکے تھے اونکو قلمبند کر لیا۔ مگر ہماری ہمت جس اعلیٰ پیمانہ پر سوانح نگاری کے لیے مستعد ہوئی تھی اوس کا سامان نظر نہین آ رہا تھا اسلیے ہماری ہمت پست ہوتی جاتی تھی یہانتک کہ مین نے اپنے اس خیال کا اظہار سیدی کے ساتھ اپنے پیر و مرشد مدظلہ العالی سے کیا۔ ارشاد ہوا کہ متفرق طور پر واقعات جابجا کتابون مین بطور یادداشت کے لکھے ہوئے ہماری نظر سے گزرے ہین تلاش کرو ملجائینگے یہ مژدہ روح افزا سنکر ہماری ہمت بڑھگئی اور فوراً ہی تعمیل ارشاد مین سرگرم ہو گیا اور کتبخانہ مجیبیہ کو بالاستیعاب ورق ورق کرکے دیکھ ڈالا تو کہین پرزہ کہین چند اوراق کہین خطوط پائے گئے جن مین تھوڑے تھوڑے حالات لکھے ہوئے تھے جسقدر واقعات دستیاب ہوتے گئے ہین اصل مسودہ مین نقل کرتا گیا تھوڑے دن کے بعد مولوی معنوی شاہ وصی احمد پھلواروی علیہ الرحمۃ کا تالیف کیا ہوا وہ دیباچہ

ملگیا جسکو ممدوح نے دیوان فرد کے پہلے ضمیمہ لگانیکے خیال سے ترتیب دیا تھا کچھ مضامین اوس سے
بھی اقتباس کئے گئے مولوی ابوالحیوۃ قادری پھلواری قدس سرہٗ نے بھی آپکے کچھ حالات
قلمبند فرمائے تھے وہ بھی ایک قرابتمند کے کتبخانہ سے دستیاب ہوگیا۔ شیخ طالب علی پھلواری
مرحوم نے ملفوظات شیخ العالمین مین بھی کچھ ذکر آپ کا کیا تھا اوس سے بھی مضامین لیکر لئے گئے
تذکرۃ الکرام سے بھی بعض واقعات کا پتا لگا غرض ہمارے حضرت پیر و مرشد متعنا اللہ وجمیع المسلمین
بطول بقائہٖ کی توجہات نے کچھ اس طرح پر دستگیری کی کہ اس مشکل خدمت کی انجام دہی مین مجھے
کوئی وقت نہوئی اور اسکے تدوین کرنے کا معقول سامان مہیا ہوگیا جس سے مجھے اپنے خیالات
مین خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی اور تذکرہ حسب خواہ مرتب ہوگیا اسکے بعد مین نے اپنے پیر و مرشد
مدظلہ العالی کے حضور مین پیش کیا آپ نے بامعان نظر بالاستیعاب ملاحظہ فرمانیکے بعد
تصرفات و کرامات کے حکایات جسقدر آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت ابوالنصر قدس سرہٗ
سے اور والد ماجد حضرت مولوی معنوی شاہ محمد شرف الدین قادری پھلواروی قدس سرہٗ
سے اور عم محترم مولوی معنوی شاہ وحی احمد قادری پھلواروی قدس سرہٗ سے معلوم ہوتے گئے
تھے اونکا اضافہ فرما کر تذکرہ کو مکمل فرما دیا اب مجھے اپنے اخوان طریقت و دیگر ناظرین سے اس بات کی
تمنا ہے کہ اسکے مطالعہ کے بعد ہماری غلطیون اور لغزشون کو معاف فرما کر اپنی خاص وقتون مین میرے
و دیگر اخوان طریق کے حسن خاتمت و تذکرہ ہذا کی مقبولیت کی دعا فرمائینگے واٰخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد واٰلہ واہلبیتہ واصحابہ
واحبابہ واولیائہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ہ حصل الفراغ من تسوید
ہٰذہ الرسالۃ تسع وعشرین من شوال یوم الاربعا سنۃ اسا وثلثین وثلثمائۃ بعد الالف
من ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم المعتصم بحبل اللہ القوی محمد
الشہیر بشعیب الرضوی القادری المجیبی الفلواری غفر لہ اللہ الباری ؛

قطعۂ تاریخ اتمام حیات فخر اکمہت

کشت پھلواری سید الملک

جس دل نے خدا کی یہ تاریخ	اسے محمد شعیب نے لکھی

نام ہے بوالحسن تخلص فرد — واقعی تھے وہ فرد لاثانی
کہتے تھے آپ کو یہاں اکثر — احترامًا حضور اعلیٰ بھی
الغرض فکر جب ہوئی مجھکو — لکھوں تاریخ اب کوئی اسکی

سب سر کذب یہ ہوئی تاریخ
سچی لائف حضور اعلیٰ کی
۲۹

قطعات تاریخ وفات حضرت کرسی نشین ولایت فرد الاولیاء قدس سرہ العزیز

از حضرت فخر الواصلین مولانا شاہ محمد بو تراب قادری پھلواروی قدس سرہ
برادر خورد حضرت فرد الاولیاء قدس سرہ العزیز

بوالحسن بود مصدر حسنات — حسن الله حاله ایدا
سال نقلش از روی درد گفتم — مرحبا گشته بار الہا
۱۲ھ

منہ قدس سرہ

از سر اتفاق و جمع نیست چو کس نظیر او — سال فوات او دلا فرد شیوخ دین بگو

از جناب معلے القاب مولوی قاضی سید محمد ... صاحب
رئیس پھلواری علیہ الرحمۃ والغفران

اذا انتقل ابوالحسن المعظم — الی قصبه مقامات و شامخ
فقد اخرجت من تاریخ نقله — بلا وجه الا الذی فرد المشائخ

منہ علیہ الرحمۃ

فرد کہ در شعر و سخن فرد بود — چون زجہان گذران رخت بست
مرقد والاشدہ در ہند و سال — طوطی شکر شکن فارسی ست

منه

صاحب دین و دل احسان و فضل — کان فی الکونین فرد العالمین
رفت چون صاحب دل و دین سال او — رحمة الله قریب المحسنین
۱۲۶۵ھ

از عالیجناب معلی القاب مولوی محمد فرید صاحب علیہ الرحمة پھلواروی

شاہ بوالحسن عارف و کامل — عاشق صادق خدا بو ذوق
کرد نقل مکان چو زین عالم — تا ز خلق رفت تا با بوی ز آسمان
گفت تاریخ انتقال فرید — وصل العاشق الی المعشوق
۱۲۶۵ھ

از جناب منشی محمد طاہر علی صاحب پھلواروی علیہ الرحمة

فرد زمانہ عارف کامل ابوالحسن — چون سوی خلد عزم سفر زین جہان نمود
ہاتف چو سال رحلت آن آفتاب دین — عقدہ کشای اہل طریقت بیان نمود
۱۲۶۵ھ

منه

رفت فرد یگانہ فرد مطلق بود — گفت ہاتف کہ مظہر حق بود
۱۲۶۵ھ

منه

ای منجم یارہ کن تقویم سال — گم شدہ امسال نجم بی نظیر
۱۲۶۵ھ

از عالیجناب مستطاب معلی القاب علامہ اجل مرجع القریب والبعید
حضرت مولوی معنوی شاہ محمد سعید عظیم آبادی
قدس سرہ

توفی بوالحسن شیخا جلیلا — وکشاف لاسرار الحقیقه
سالت القوم عن تاریخ فوته — فقالوا عامه شیخ الطریقه
۱۲۶۵ھ

منه قدس سره

آمد ندا بگوشم امشب ز ہاتف غیب — کامسال کرد رحلت شیخ اجل اکرم

گفتم چه بود نامش گفتا که بو الحسن بود
گفتم که شعر گفتی گفتا که فرد این بود
گفتم که روز رحلت گفتا که پنجشنبه
گفتم چه بود ماه و تاریخ و سال فوتش

گفتم که زهدت و کی گفتا که قطب اعظم
گفتم که علم ظاهر گفتا بود مسلم
گفتم که وقت آن گو گفتا صباح پرغم
گفتا که بست و چارم بیدار از محرم
۱۲۶۵ ہجری

خاتمة الطبع

جس زمانہ مین مین حیات فرد کی تدوین مین سرگرم تھا اوسی اثنا مین مجھے دیوان فرد طبع کرانیکا خیال پیدا ہوا اور اکثر شائقین احباب نے مجھے اس کام کیطرف توجہ دلائی۔ لیکن دیوان فرد جیسی ضخیم کتاب کے طبع کرانیکے لیے کافی سرمایہ کی ضرورت تھی جسکا بہم پہونچنا مجھسے بالکل دشوار تھا مین نے اپنے اس خیال مین زیادہ زور نہین پہونچایا۔ لیکن احباب کی تحریک مجھے اپنے اس خیال مین خواہ مخواہ زور دینے پر مجبور کرتی رہی یہانتک کہ ۱۳۲۷ ہجری مین اونھین احباب نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ تم اپنے اس خیال کو اشتہار کے ذریعہ سے ظاہر کرو اور شائقین کو زر پیشگی دینے پر آمادہ کرو اس ترکیب سے دیوان کے بہت لوگ شائق ہین جب اونھین معلوم ہوجائیگا تو وہ لوگ بدل خریداری منظور کرکے تمہارا حوصلہ بڑھائینگے اسیطرح ایک معقول رقم پیشگی کی مہیا ہو جائے گی جس سے طبع کا کام بآسانی نکل جائیگا۔ مین نے اونکے مشورہ کے مطابق ہزار فرد اشتہار طبع دیوان کے متعلق چھپواکر تمام ملک مین اور شائقین کی خدمت مین شائع کرا دیے لیکن تجربہ سے یہ طریقہ ناکافی ثابت ہوا اور محض قلیل رقم [illegible] روپیہ کے اندازسے پیشگی آئی جو مصارف طبع کا چالیسوان حصہ بھی نہ تھا تاہم مین زر پیشگی کی امید پر کامل ایک سال تک بیٹھا رہا جب مجھے پورا یقین ہوگیا کہ اس عنوان سے روپیہ [illegible] اور یہ فعل ہمارا لغو ہوا تو مجھے اسپر نہایت ندامت ہوئی اور مین اس خیال [illegible] اور برباد کرکے پھر اشتہار دیدون کہ دیوان فرد کی طبع کرانیکا خیال [illegible] اخراجات پورے مہیا ہوسکے پیشگی دینے والے اپنے اپنے روپیے [illegible] ڈھائی روپیہ کے دو روپیہ ساڑھے آٹھ آنے [illegible] مہنگی مگر [illegible] احباب نے مجھے ایسے کرنے سے [illegible] ہوتی جاتی اور مجھے اپنے پیشگی دینے والے حضرات [illegible] نہین کر سکتا۔ لیکن قربان ہوجائیے [illegible]

میری آبرو رکھ لی اور غیب سے ایسا سامان کر دیا جسکا خیال نہ کبھی عقل مین آیا تھا اور نہ واہمہ نے اسکا گمان کیا تھا۔ یعنے برادران دین سے ہمارے ایک باہمت شخص نے اپنی بلند حوصلگی سے بارہ سو روپیے ایک مشت دیکر میری ہمت بڑھا دی مین شکر خدا بجا لاکر طبع کرانیکی فکر مین لگ گیا جب امید طبع پوری بندھ گئی تب میرا ارادہ ہوا کہ دیوان کے آخر مین بطور ضمیمہ حیات فرد بھی لگا دیا جائے چنانچہ حیات فرد اور دیوان دونون کی کاپیان جسوقت مین نے اپنے کرم فرما خواجہ محمد عبد الواحد صاحب مالک و مہتمم مطبع انتظامی کانپور کے یہان بغرض طبع دیوان روانہ کر دیا مگر افسوس کہ خواجہ صاحب کو مکروہات زمانہ نے کچھ ایسا مجبور کیا کہ حسب وعدہ جلد دیوان طبع کراکے نہ بھیج سکے اور بجائے ایک سال کی مدت کے کامل ڈھائی سال کی مدت اسکے طبع کرانے مین گذر گئی الحمد للہ کہ خواجہ صاحب موصوف نے ۱۳۲۱ ہجری مین دیوان فرد کامل و مکمل دو جلدون مین چھپوا کر تیار کر دیا جو تمنا یقین کی خدمت مین حاضر ہو کر انکا عزیز وقت خوش کرنیکو تیار ہے

اعلان عام

دیا جاتا ہے تمنا یقین دیوان فرد خوش ہون اور اس نعمت بے بدل کو حاصل کرنے مین تعویق نکرین کیونکہ اتفاق سے ایسا مبارک وقت آگیا ہے جسمین دیوان فرد طبع ہو گیا اور شائقین حضرات کی مدت کی تمنا پوری ہو گئی اسلیے مناسب ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو آپ لوگ اپنے مراد کے حاصل کرنے مین کوشش کرین دیوان فرد جیسی متبرک کتاب کی قیمت مبلغ تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک بالکل کم ہے خریدارون کی کثرت سے دیوان ہاتھون ہاتھ نکلا جاتا ہے اگر آپ حضرات غفلت کرینگے تو مفت مین حاصل شدہ دولت ہاتھ سے کھوینگے

دفتر [illegible] پھلواری ضلع پٹنہ سے جلد طلب کیجئے

المشتہر

خواجہ [illegible]